إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ • وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ

مُصدّقہ عُلماءِ دیوبند

کشفِ مُغالِطات

درمسئلہ سماعِ اموات

یعنی

نفیِ سماعِ موتیٰ

خطیبِ اسلام علامہ

تصنیف محمد ابراھیم واعظ دہلوی

(ناشر) مدرسہ ضیاء القرآن مخبتیہ

انعام خورو چینہ گی باجوڑ

۱۔ مذہب حنفیہ میں سماع موتیٰ ثابت نہیں ص 32

لا عبرة بالظن فی الاعتقادیات ص ۴۶ حاشیہ رافعی تقا ص ۲۲

کمال الله توحیدی سوات

انک لاتسمع الموتیٰ وماانت بمسع من فی القبور

سوال القبر حق ،عذاب القبر حق،ثواب القبر حق

کشف مغالطات در مسئلہ سماعِ اموات

یعنی

نفی سماعِ موتیٰ

تصنیف : خطیب اسلام علامہ محمد ابراہیم واعظ دہلویؒ

مرتب : ابواسامہ حکیم ضیاء الرحمن ناصر سردار پوری

پاکستان میں پہلی بار طبع ☆ مصدقہ اکابرین علماے دیوبندؒ

نام کتاب .... **کشف مغالطات در مسئلہ سماع اموات**

مؤلف .... حضرت العلام مولانا محمد ابراہیم واعظ دہلویؒ

مرتب .... ابواسامہ حکیم ضیاء الرحمٰن ناصر سردار پوری

باہتمام .... مولانا مفتی فضل احد صاحب

طبع اول .... صفر المظفر - ۱۳۳۰ھ

طبع دوم .... صفر المظفر - ۱۴۲۳ھ

طبع سوم .... رجب - ۱۴۳۳ھ

صفحات ....

ناشر دارالعلوم ضیاء القرآن مختبیہ انعام خورو چینہ گئی باجوڑ پاکستان

☆ ملنے کے پتے ☆

دار القرآن پنجپیر

بیت العلم پشاور

مولانا عبد الولی اٹک ویسہ

مکتبہ الاشاعت پشاور

﴿ مسئلہ سماع موتیٰ اور اکابرین علمائے دیوبند ﴾

یعنی

.... تصدیقات وفتاوٰی جات مندرجہ ذیل اکابرین دیوبند ....

☆ امام العلماء حضرت مولانا علامہ ظفر احمد صاحب تھانویؒ

☆ مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سہار نپوریؒ

☆ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ

☆ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ

☆ سلطان المحدثین حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ

☆ سلطان المناظرین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوریؒ

☆ مفتی اعظم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ

☆ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد میاں صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی

☆ استاذ العلماء حضرت مولانا ماجد علی صاحب مدرس مدرسہ قصبہ مینڈھو

☆ استاذ العلماء حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ صاحب مہتمم مظاہر العلوم سہارنپور

☆ عمدۃ الخلف بقیۃ السلف حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امرویؒ

☆ خطیب علمائے دیوبند حضرت مولانا احمد سعید صاحب واعظ دہلوی دیوبندیؒ

☆ سلطان الاولیاء سرتاج الفقہاء محدثین حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی

کشف مغالطات

در

مسلہ سماع اموات

بہت سی درخواستوں کے بعد

حسب فرمائش باشندگان شہر دہلی

﴿ اطلاع ضروری ﴾

اے حضرات اتنا آپ صاحبان کو سمجھنا ضروری ہے کہ بعض حضرات علماء حنفیہ سماع اموات کے مسلہ کی نسبت یہ ارشاد کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ مذہب حنفیہ میں سماعت اموات کا مسئلہ اختلافی ہے بلکہ حنفی مذہب میں مردوں کا نہ سنا اتفاقی مسئلہ ہے تمام فقہ حنفیہ میں اس مسئلہ کو صاف طور سے لکھا ہے بلکہ مراد سماعت موتےٰ کے مسئلہ کے اختلافی ہونے سے یہ ہے کہ مذہب حنفیہ اور مذہب شافعیہ کا باہم اختلاف ہے بعضے شافعی مذہب والے سماعت اموات کی قائل اور جمہور فقہاے حنفیہ عدم سماعت کے قائل ہیں اور شافعیوں کا حنفیوں سے اختلاف کرنا حنفیوں کو کچھ مضرت نہیں پہونچاتا اگر شافعی اور حنفی کا اختلاف کچھ مضرت پہونچانے والا قرار دیا جائے پہر تو ہزار ہا مسائل میں جو حنفیہ شافعیہ کا اختلاف ہے ان سارے مسئلوں میں آپ کیا کہیں گے کیا ان مسائل کو اختلافی کہکر حنفی مذہب کی تقلید چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنے کے یا غیر مقلد ہونا پسند کریں گے نہیں نہیں ہرگز نہیں حنفی مذہب بالکل ایک اسطرف سے مطمئن ہوا بیٹھا ہے اور علی الاعلام عدم سماعت کا حکم جاری کرتا ہے حنفیوں کو جسکا قبول کرنا لازم ہے ہاں غیر مذہب قبول کرے نہ کرے اوسے اختیار ہے اب بعض مقدس علماء کی مہریں جو بالتصریح عدم سماعت موتےٰ کو حنفی مذہب فرما کر حنفی مذہب کی رو سے عدم سماعت کے قائل ہیں اونکے اسماے گرامی اونکی پاک مہریں اونکے متبرک دستخط آپ کے سامنے بغرض زیارت پیش کئے جاتے ہیں اور یہ مہریں اور دستخط بہت ہی کم نہایت قدر قلیل درج ہوئی ہیں انشاء اللہ العزیز کسی دوسرے موقع پر آپکو مہروں کی کثرت دکھائی جائیگی مواہیر و دستخط حضرات علماے کرام و صوفیہ ہاے عظام مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند۔ خلد اللہ فیوضھم الی یوم القیامۃ معہ عبارات اقول و باللہ التوفیق مسلہ سماع موتےٰ مختلف فیہا ہے لیکن مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اون کے اصحاب واتباع کا عدم سماع موتے ہے۔ بدلیل قولہ تعالیٰ : انک لاتسمع الموتی وقولہ تعالی وماانت بمسمع من فی القبور قال فی ردالمختار واما الکلام فلان المقصود

منه الافهام والموت ينافيه الى ان قال فانه شبه فيهما الكفار بالموتی لافادته بعد سماعهم وهو فرع سماع الموتی هذا حاصل ماذكره فی الفتح.

الغرض مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے اصحاب کا عدم سماع اموات ہے اور باعتبار روایت اور درایت کی یہی راجح ہے جیسا کہ حضرت راس المحققین مولانا رشید احمد محدث گنگوہی کی تحقیق سے ثابت ہے حیث قال رحمہ اللہ لہذا احسب قاعدہ مرجح عدم سماع ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

﴿کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ﴾ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

مہر حضرت ملک العلماء سلطان الاتقیاء سرتاج فقہاء محدثین حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب لاء است ارشادانہ الی قیام القیامۃ باقیۃ۔ ﴿محمود حسن﴾

دستخط مولانا اولانا حضرت مولوی محمد انور شاہ صاحب فاضل بے بدل عالم بے مثل سلمہ اللہ۔ ﴿محمد انور شاہ﴾

مواہیر ودستخط حضرات علمائے کرام وبزرگان عظام مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور الجواب صحیح. ﴿عبدالوحید عفی عنہ﴾

دستخط حضرت سلطان المناظرین افضل الفقہائے والمحدثین نائب سیدالمرسلین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد ادام اللہ فیوضہم الصمد. ﴿خلیل احمد﴾

دستخط مولوی مفتی مولانا محمد یحییٰ صاحب خلف الصدق حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل جھنجانوی قدس سرہ العزیز. ﴿محمد یحییٰ عفی عنہ﴾ صح الجواب ﴿عبداللطیف عفی عنہ﴾

الجواب صحیح دستخط مولانا مولوی عبداللطیف صاحب صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور صح الجواب.

﴿محمد الیاس﴾ مدرس مدرسہ سہارنپور

دستخط مولانا مولوی (ثابت علی) صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور دستخط مولانا مولوی (ظفر احمد) صاحب تھانوی دستخط مولانا مولوی (عنایت الٰہی) صاحب مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

مواھیرو دستخط حضرات علماء کرام امروھه ضلع مراد آباد

عبارت حضرت عمدۃ الخلف بقیۃ السلف عالم اکمل فاضل اجل (سید احمد حسن) صاحب امروہی شاگرد رشید حضرت سلطان العلماء عالی جناب مولانا واولانا مولوی محمد قاسم قدس اللہ سرہ العزیز نماحققہ المحقق الکامل المحدث الفقیہ والفاضل النبیہ شیخ الوقت مولانا رشید احمد مطر اللہ علیہ شائیب الرحمہ ھوالاحق بالمقبول وھوالاوفق بالمذھب والالیق بالافتاء یعنی جو کچھ عدم ساعت اموات کے متعلق حضرت مولانا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد نے تحریر فرمایا ہے اور عدم ساعت اموات مذھب امام اعظم ارشاد کیا ہے یہی قول اور یہی مذھب قبول کرنے کے لایق اور قول عدم ساعت اموات کا فتوے دینے کے قابل ہے مہر حضرت مولانا مولوی سید (احمد حسن) امروھی حسینی صابری چشتی نقشبندی المجددی مداللہ فیوضہم صح الجواب بلا ارتیاب (محمد عبدالعزیز) مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ الجواب حق والحق بالاتباع (رضا حسن) مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ الجواب صحیح (محمد امین) مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ

مواھیرو دستخط علمائے بریلی

قد صح ما اجاب شیخ المحدثین المولانا رشید احمد صاحب (محمد یٰسین) مہتمم مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی میرے نزدیک عدم ساعت کا قول معتمد اور محتاط اور قابل تعامل ہے (محمد اشرف علی) مدرس مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی واقعی جو جواب حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا واجب التسلیم ہے اور اکثر محققین بھی اسی طرف گئے ہیں اور حضرت مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی کا بھی یہی مسلک ہے عبدالکریم مدرس مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی (حمید الدین) معتاد علی خان بریلوی) (عبدالعزیز خان) (عبداللہ عفی عنہ) لاریب جمہور حنفیہ کرام کے نزدیک سماع موتے ثابت نہیں ہے۔ محمود عفرلہ۔

مواھیرو دستخط علماء گلاوٹھی ضلع بلند شھر

مذہب امام اعظم امام الائمہ امام ابوحنیفہؒ سماع موتے ثابت نہیں ہے العبد (غلام نبی عفی عنہ) مدرس مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر الجواب صحیح (محی الدین احمد عفی عنہ) مہتمم و مدرس مدرسہ اسلامیہ

گلاؤٹھی والجواب المذکور حق والحق والحق ان یتبع بندہ (کریم بخش عفی عنہ) مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر دستخط عالم اکمل فاضل اجل جامع معقول منقول مولانا سراءسی (ماجد علی) صاحب مدرس مدرسہ قصبہ مینڈھو لازالت انوار شمسہ طالعۃ علینا الی یوم القیامۃ

مواهیر و دستخط علمائے شهر میرٹهه

مارقمہ المجیب اللبیب فہو انسب واصوبُ واللہ تعالیٰ اعلم (محمد اسحٰق عفی عنہ) مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ شہر میرٹھ۔

مواهیر ضلع سورت

محمد اسحٰق ناظم از مدرسہ تعلیم الدین واقع سورت ہندہ (محمد احمد عفی عنہ) خادم اہل وطن احمد حسن مہتمم مدرسہ تعلیم الدین احمد۔

مواهیرو دستخط علمائے تهانه بهون ضلع مظفرنگر

دستخط فاضل اجل عالم باعمل مولانا مولوی شاہ (اشرف علی) صاحب تھانوی لازالت انوار شمسہ طالعہ علینا الی یوم القیام۔

مواهیرو دستخط حضرات علمائے دهلی

ما اجاب بہ خاتم المحققین سند المحد ثین مولانا رشید احمد المحد ث قدس سرہٗ ہو الا وفق بمذہب الحنفیہ وارالراجح بحسب الدلیل واللہ اعلم کتبہ العبد المسکین (محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ) مدرس المدرسہ الامینہ الدعوۃ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا جواب بہت درست ہے (محمد قاسم عفا عنہ) مدرس مدرسہ امینہ دہلی واقع سنہری مسجد الجواب صواب (عبداللہ) مدرس مدرسہ حسنیہ دھلی الجواب صحیح (انظار حسین عفی عنہ) مدرس مدرسہ امینہ دھلی الجواب صحیح (عبدالغنی عفی عنہ) الجواب صواب بلاریب (ضیاء الحق عفی عنہ) مدرسہ امینہ دھلی عدم سماعت موتے کو ترجیح ہے (محمد عبدالغفور دھلوی) ما قال ملک العماء سلطان الاتقیاء زین المفسرین راس المحد ثین مولانا رشید احمد گنگوھی طاب اللہ ثراہ ہو الاصح وہو مذہب اکثر مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین بندہ احمد سعید عفا اللہ عنہ واعظ دھلوی

الجواب صحیح بندہ (ظہیرالدین عفاعنہ) نگینوی مقیم در مسجد اونچی محلہ تیلی واڑہ ماحکم واجاب بہ راس المحدثین تاج الفقہاء والمفسرین مولانا رشید احمد علیہ الرحمۃ من اللہ الصمد ہوالحق بحسب الدلائل الراجحہ ہوالاوفق بمذہب الحنفیہ والحق احق بالاتباع لان الحق یعلو ولا یعلی حررہ العبد الراجی الی رحمۃ اللہ المنان محمد حبیب الرحمٰن عفی عنہ دھلوی فی الواقع عدم سماع اموات کو مذہب حنفیہ میں ترجیح ہے (محمد عبدالعلی عفااللہ عنہ) دھلوی الجواب صواب (محمد میاں) مدرس مدرسہ حسنیہ دھلی فاضل مجیب نے جس قید کے ساتھ مولوی محمد کرامت اللہ خانصاحب کے رسالہ کا جواب دیا ہے نہایت صحیح ہے۔ (عبدالسلام دھلوی)

☆ زید ایک حقیر۔

☆ اس پوت سموت لفظ سموت سین ھوت ستو میں زائد ہے۔اور موت کے معنی (مطلب) پیشاب کے ہیں جس کا معنی یہ ہوا کہ زید پیشاب کی طرح ناپاک ہے۔یا سموت سے یائے تحتانی کے نقطے گر گئے ہیں یعنی عنقریب مرنے والا ہے۔

☆ زید نے امام پر دھبہ لگایا یعنی زید ناپاک نے اپنی ناپاکی کا امام اعظمؓ پر بھی دھبہ لگادیا۔

☆ زید کی غلط فہمی

☆ ان ھـذا الا ضـلال مبیـن ۔یعنی زید کا خیال کھلی گمراہی ہے حالانکہ زید واعظ ہے لوگوں کی نظروں میں ہادی اور دین کی اشاعت کرنے والا ہے جب زید واعظ کو کھلی گمراہی کے خیال والا کہا گیا تب کس قدر زید کی حقارت ہوئی۔

☆ بیچارہ منکر سماعت موتی۔ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ڈھونتا ہے۔

☆ لیکن منکر ابھی مرغے کی ایک ٹانگ کہے جائے گا۔

☆ باوجود اس کم مائیگی کے زمین پر پیر نہیں رکھتے کم مائیگی کے معنی ذلیل کے ہیں۔

☆ اگر ہٹ دھرمی سے کہہ بھی دو گے اہل حق سے جواب بھی پاؤ گے اسکا مطلب یہ ہے کہ زید ہٹ دھرم ہے حق سے دور اور ناحق پر ہے۔

☆ ڈھیٹ کا علاج نہیں یعنی زید ڈھیٹ ہے آپ حضرات ڈھیٹ کے معنی خوب جانتے ہیں۔

☆ زد بے چارہ نام کا حنفی جس نے حنفیت کو بالائے طاق رکھ کر بلکہ اپنے امام تک کو جواب دیدیا وہ تو کیا سمجھے اور سنے گا کہ عدم سماع مطلق کا قائل اپنے واسطے بھی عدم انتفاع کے مقام اپنا پتھر ہی ہونا مان لے گا۔

☆ ایک وجہ تراش کر چشم پوشی حق سے کر لی۔

☆ حق کو چھپالیا۔

☆ ہزار ہا اولیاء اللہ کو بدعتی بنادیا۔

☆ صدہا احادیث کو چھوڑ کر مذہب اعتزال اختیار کرلیا یعنی زید اھل سنت سے نہیں ہے بلکہ معتزلی ہے۔

☆ سر پروبال لے لیا یعنی زید نے اپنے سر پروبال لے لیا۔

☆ کتنی سر پر پڑتی ہیں یعنی جوتیاں

☆ یا تو اس تبرائی کو حق گوئی سمجھے ہوئے ہیں یعنی زید تبرہ باز ہے۔

☆ دیکھو ان مردوں کو یعنی منکرین سماعت اموات کو زید کو مردہ کہا ہے۔

☆ روئے اپنے نفس پر داخل ہوا اپنی قبر میں پھر سے مرکر خطاب زندوں کے الخ۔ یہاں زید کو کوسا گیا۔

☆ تب من العقیدۃ الفاسدۃ زید جس کا عقیدہ فاسد ہے وہ توبہ کرے۔

مسلمانو............یہ سارے مبارک الفاظ وہ ہیں جو عمرو نے اپنے مقابل کیلئے پہلے اپنی زبان سے نکال کر زید کو اجازت دی کہ وہ ان الفاظ کا جواب لکھے۔

پس زید نے عمرو کا جواب دیا مگر بہت نرم الفاظ میں نہ ایسے سخت توہین آمیز دل شکن لفظوں میں جیسے عمرو نے زید کی نسبت لکھے ہیں:..........

اب اہل انصاف......................خود انصاف کریں کہ عمرو نے بلا فرمائش رسالہ تحریر کیا اور زید نے عمرو کی فرمائش اور بار بار کی طلبی سے رسالہ کا جواب دیا۔

راقم

محمد ابراہیم واعظ دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

مؤلف رسالہ ہذا

﴿ سوالات وجوابات ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء حنفیہ اس مسئلے میں کہ حضرت امام اعظم امام الائمہ سلطان المجتہدین ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یا صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یا جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سماعت اموات واہل قبور کا سننا زندہ لوگوں کے کلام کو ثابت ہے یا نہیں اس کا جواب مدلل مرحمت ہو۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ حنفی مذہب میں سماعت موتی اور سماعت من فی القبور ثابت نہیں نہ حضرت امام اعظم سے سماعت کے ثبوت میں کوئی روایت آئی نہ صاحبین سے مروی ہوئی نہ جمہور فقہاء کے نزدیک سماعت اہل قبور ثابت ہے بلکہ اس کے خلاف عدم سماعت کی بہت سی روایتیں جمہور فقہاء سے کتب معتبرہ فقہ حنفیہ وغیرہ میں متواتر منقول ہیں جسکی اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں انشاء اللہ دوسرے کسی موقعہ پر مفصل ذکر کیا جائے گا.........سردست ایک فتویٰ حضرت ملک العلماء سلطان الاتقیاء مولانا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد کا جو جناب کے رسالہ لطائف رشیدیہ میں شائع ہوا ہے مع سوال نقل کیا جاتا ہے۔

مکتوب پنجم بجواب سوالات مولوی عزیز الرحمن دیوبندی

سوال:۔ سماع موتی کہ از احادیث ثابت است وآیت کریمہ انک لاتسمع الموتی اگر بظاہر خود ہم داشت پہ محل تامل است باز ہم تخصیص آں از احادیث چرا نمی کنند واگر بتعمیم آیت نظر کردہ آید سماع وسلام احیاء وغیرہ راچہ جواب است آیا حدیث متروک است یا چگونہ وچہ خراجی است دریں کہ احادیث ثابت گویند ودر آیت نفی سماع قبول واجابت چنانچہ از سباق وسیاق آیت مفہوم می شود مراد باشد غرض تحقیق دریں مسئلہ چیست۔

الجواب:۔ مسئلہ سماع موتی کا قرن اول میں مختلف ہوا ہے اب اس کا فیصلہ تو ممکن ہی نہیں مگر بتقلید اپنے مجتہد مُقلّد کیکوئی ترجیح کی جانب میلان کرے تو مضائقہ نہیں سو مسلک ام المومنین

سیدہ حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ عنہا کا مثل طریقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہے کہ آیت قطعی کو اپنی حالت میں رکھ کر اور معنی حقیقی پر حمل کر کے کہ اصل موضوع یہ ہے اور حدیث میں ہے کہ شرح قرآن میں تاویل کرنی مناسب ہے جب تک قطعی معنی حدیث پر حاصل نہ ہو جاوے۔

چنانچہ اصول میں مبرہن ہے پس آیت.................اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی..........قطعی خاص اور احادیث سماع ظنی اخبار احادیث سے تخصیص کس طرح درست ہو سکتی ہے پھر اس آیت میں استعارہ ہے کہ کفار کو..................اَمْوَات وَصُمٌ..................سے تشبیہ دیا ہے اور مستعار منہ میں معنی وجہ شبہ کی حقیقتاً ہوتے ہیں۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ میت اور اصم میں صلاح سماعت نہیں لہذا معنی عدم اجابت کے جو مجاز سے مشبہ بہ میں لینا کیسے درست ہوگا البتہ مشبہ میں یہی مراد ہے لہذا حسب قاعدہ مرجح جانب عدم سماع ہے اور حضرت عمرؓ نے چونکہ فخر عالم ﷺ کی زبان سے.........ما انت باسمع منھم ......سنا تھا تو ان کے نزدیک یہ حدیث بھی قطعی تھی سو جو کچھ معانی انہوں نے سمجھے اس فہم کی وجہ سے اگر تخصیص کریں تو ہو سکتا ہے ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو خود حدیث میں تاویل کی اور آیت کو بحال خود رکھا اور جمع کر دیا۔

الحاصل........ارجح مذہب عدم سماع کا ہے حسب قواعد پس احادیث سماع میں تاویل مناسب ہے وگرنہ دوسری جانب بھی مذہب قوی ہے اور زیادہ بسط کی گنجائش نہیں اگر بغور مطالعہ فرماؤ گے تو توقع ہے کہ اصل مراد کو آپ تصدیق فرمادیں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اور مولانا نواب قطب الدینؒ صاحب حنفی مؤلف مظاہر حق شرح مشکوٰۃ اپنی جامع التفاسیر میں فرماتے ہیں جامع التفاسیر نظامی صفحہ ۱۱۰۔

تنبیہ:۔ جاننا چاہیے کہ سماع اموات میں اگرچہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع موتی ہے بدلیل آیت......وَمَا اَنْتَ

بِـمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْر ....اور مولانا استادوالآفاق حضرت محمد اسحاق مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مائۃ مسائل میں چھبیسویں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال:۔سماعت موتی کلام احیاء سوائے سلام درشرح جائزاست یا گناہ کدام گناہ۔

الجواب:۔پس جوابش اینست کہ نزد اکثر حنفیہ سماعت موتی ثابت نیست چنانچہ از کتاب کافی شرح وافی وفتح القدیر حاشیہ ہدایہ صراحۃ واشارۃ کہ قریب بتصریح است واز مستخلص شرح کنز وعینی شرح کنز وکفایہ شرح ہدایہ معلوم مے شود۔الخ۔

مولانا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بہت سی فقہ حنفیہ کی معتبر کتابوں کے حوالے سے سماع اموات کا حنفی مذہب، میں انکار ثابت کرتے ہیں اور علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں........عند اکثر مشائخنا ھو ان المیت لایسمع عندھم..........اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ مردہ نہیں سنتا..........اس طرح شافی حاشیہ درمختار عینی شرح ہدایہ وشرح کنز وغیرہ میں مصرحہ ہے پس مذہب حنفی میں سماعت موتی ثابت نہیں ہے۔

حررہ محمد ابراہیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ سبب تالیف ﴾

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ.......... اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ وَعَلٰى اَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ صَلَاةً وَّسَلَامًا دَائِمِيۡنَ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيَامِ....

اما بعد ....

حضرت اہل اسلام کی خدمت میں عموماً اور علمائے حنفیہ کثرھم اللہ کی جناب میں خصوصاً گزارش ہے.........تھوڑا ہی سا زمانہ ہوا کہ ایک رسالہ غلطیوں کا مجموعہ لفظی اور معنوی خطاؤں کا ذخیرہ سہو اورنسیان کا خیمہ جس کا عنوانی نام۔

''فتوی درباب ثبوت سماع اموات'' ....میری نظر سے گزرا...............کاش اگر یہ تحریر کسی معمولی شخص کے نام سے ہوتی تب نہایت مناسب تھا مگر وہ تو بڑے نام آور شخص نے اپنی طرف منسوب کیا اور وہ کچی خام تحریر بڑے شخص کے نام سے مشہور ہوکر شائع ہوئی.......یہ ایک پہلی غلطی ہے کہ ایک بے علم طالب علم کی تحریر ایک مولوی صاحب نے اپنے ذمہ لگائی اپنے نام سے مشہور فرمائی ہم ابھی تک اس رسالہ ثبوت سماع کو کسی عالم کی طرف منسوب کرنے کو تیار نہ تھے۔

کیونکہ رسالہ کے چند ورق چند غلطیاں اور بے عنوانیاں کہتی تھی کہ ضرور اس رسالہ کا مولف کوئی ایسا بے علم شخص ہے.........جس کا گزارہ صرف سنی سنائی باتوں پر ہے.......جس کے دلائل کی رفتار جس کا اول آخر سے معارض ہے..............جس کا قلم غلط رقم احاطہ سوال اور دائرہ مبحث کو غصہ سے توڑ چکا ہے.........جس کی تحریر کا خلاصہ اپنے سینہ کا کینہ ظاہر کرنا ہے نہ مسئلہ کا ثابت کرنا...........

اور جس کا لب لباب حنفیت کے زبانی دعوی کے بعد شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر علمائے حنفیہ رحمہم اللہ کا مقابلہ اور مذہب حنفیہ سے مجادلہ کرنا ہے اور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ علیہ حنفیہ کے

مقابلہ میں مالکیہ، حنبلیہ، شافعیہ رحمہم اللہ کے اقوال پر کودنا اچھلنا مذہب حنفیہ کو پس پشت ڈالنا جس کا اصلی مطلب ہے۔

مگر جب ہمارے مولانا نے برسر منبر پے در پے رسالہ مذکورہ کو اپنا تصنیف کردہ صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ قیامت تک کیلئے مسکت خصم اور لاجواب فرمایا بالآخر المرء یوخذ باقرارہ کے مطابق ہم نے بھی رسالہ غلطیوں سے چھلکتا ہوا پیالہ مولانا ہی کا تالیف کردہ تسلیم کرلیا اور ساتھ ہی یہ بھی مان لیا کہ رسالہ مذکورہ لاجواب اور مسکت خصم ہے۔

لاجواب تو یوں ہے کہ جواب ترکی بترکی ٹھیک ہوا کرتا ہے جہاں مولانا نے پچاس غلطیاں کی ہیں دوسرا شخص بھی اسی طرح پچاس غلطیاں کرتا دشنام کا جواب دشنام غلطی کا جواب غلطی دیتا تب جواب ہوتا....... مگر اب دوسرا شخص نہ ایسا بے ادبانہ لکھ سکتا ہے نہ ایسی غلطیاں کرسکتا ہے اس لئے غلط بیانی کے فن میں مولانا کا رسالہ فرد ہے اور فی الحقیقت لاجواب ہے۔

اور مسکت خصم یوں ہے کہ بائیس علموں کے عالم نے ایسی موٹی موٹی غلطیاں اور آیت قرآنی کے ترجمہ میں تحریف کی ہے جو دیکھتا ہے حیرت سے دانتوں میں انگلیاں دبا کر ساکت ہوجاتا ہے اس لئے مسکت خصم بھی ہے یاد رہے مولانا کے رسالہ سے غیر لوگوں کے نزدیک سارے علماء کی وقعت کم ہوجائے گی اور سب کو لوگ اس طرح کا کم لیاقت اور غلطی کرنے والا خیال کریں گے۔

چواز قومے یکے بیدانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

ہمارا خیال تھا کہ اس بدنام کنندہ علماء کے رسالہ کا جواب نہ لکھتے مگر خود مولف ہی نے ہم پر نہایت زور دیا اور بڑا دباؤ ڈالا "مجبور المامور معذور" کے موافق مولانا کے رسالہ کا جواب نہایت صداقت کے ساتھ تحریر کیا اصلاً جھوٹ فریب دھوکا دہی غلط حوالہ نہیں دیا جو کتاب اپنی آنکھ سے دیکھی اس کا حوالہ دیکر عبارت نقل کی پھر زیادتی وثوق کے لئے مطبع کا نام جلد کا نمبر صفحہ اور باب کا

حوالہ دیا گیا۔

حاشا وکلا ہم نے عمرو مؤلف کی طرح قسم کھانے کو ایسا نہیں کیا کہ مضمون مطالعہ کیا۔ جذب القلوب شفاء السقام سے اور نام لکھدیا تاریخ نیشاپور امام احمد کا جسکا وجود صفحہ ہستی پر موجود ہی نہیں اور وہ کتاب روز ازل سے آج تک پردہ عدم میں مستتر ہے۔

افسوس دروغ گورا حافظہ نباشد

حضرت کو یہ بھی خبر نہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ نیشاپور کوئی نہیں ہے یہ لوگ کیا ہنسیں گے اور اگر کوئی لکھا پڑھا شخص کتاب مانگ بیٹھا تو مفت میں ندامت اور نیچا دیکھنا پڑے گا..............

بہر حال مولانا کے پے در پے تقاضوں نے ہمیں آمادہ کیا کہ جواب لکھیں اور حرف بحرف جواب دیں مگر جواب سے پہلے ایک تمہید اور مقدمہ لکھا جائے تو بہتر ہوگا۔

﴿ تمہید ﴾

سب سے اول اس بات کا معلوم کرنا ضروری ہے کہ نزاع کیا ہے اختلاف کس بات میں مبحث کیا ہے مناظرہ کس میں تاوقتیکہ مبحث متعین نہ ہوگا یہ ساری رسالہ بازی اندھوں کی جنگ سے کم نہ ہوگی گو مولانا مؤلف نے ایسا ہی کیا کہ جس طرح حضرت آنکھیں بند فرما کر وعظ کہتے ہیں اسی طرح انکھیں بند کر کے یہ رسالہ لکھا.........لیکن دوسرا کوئی آنکھیں کیوں بند کرے۔

اے حضرات........زید اور نہ کوئی دوسرا حنفی المذہب زید کا ہم مشرب و مذہب قبر کے ثواب یا عذاب کا کبھی منکر ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ العزیز آئندہ منکر ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ....

زید اور سارے سچے حنفیوں کا اعتقاد ہے کہ کافر مشرک منافق اور بعض فساق کو قبر میں عذاب ہوگا اہل ایمان سچے مسلمان ہمیشہ آرام و راحت سے قبر میں رہیں گے........نیز اس ثواب اور عذاب کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ حق تعالیٰ روح کو جسم سے ملا کر یا الگ جسم کو سالم قائم رکھ کر خواہ اجزا الگ الگ میت کے گوشت کو گوشت رکھ کر یا مٹی بنا کر ہڈیوں کو انکی ہیت پر چھوڑ کر یا خاک بنا کر جس پر چاہے عذاب یا ثواب کر سکتا اور کرتا ہے انسان کے جز جز میں الگ الگ یا مجتمع حالت میں حس وادراک فقط قبر کے ثواب سے راحت پانے عذاب سے تکلیف اٹھانے کا عطا کرتا ہے۔

☆ فتاوی جامع الرموز فقہ حنفی ج ۲ نولکشوری ص ۲۹۲،

☆ مجمع الانہر فقہ حنفی مطبع اسلام بول ج ۳ ص ۵۳۹........... وَالْمُعَذَّبُ فِي الْقَبْرِ حَيٌّ بِقَدْرِ مَا يَتَالَّمُ بِهِ وَهُوَ اَقْرَبُ اِلَى الْحَقِّ........ مردہ کو قبر میں اتنی حس اور اس قدر ادراک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو ثواب عذاب کیا جائے اس کو وہ محسوس کر سکتا ہے اور یہی مذہب حق ہے۔

☆ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب تکمیل الایمان مجتبائی ص ۱۵ سطر ۶ میں عذاب و ثواب قبر کی نسبت فرماتے ہیں.......

ایمان بدان باید اور دو کیفیت آں مفوض بعلم الٰہی جل شانہ باید داشت خواہ باعادہ حیات یا مقابلہ روح یا بغیر آں بوجہے از وجوہ کہ قادر مطلق داند و تحقیقت نزد اہلسنت و جماعت بنیت شرط ادراک نیست........اس میں فریقین کو نزاع نہیں ہے۔

محل نزاع:۔ہاں محل نزع یہ ہے کہ مردہ کو دنیا اور اہل دنیا کی جانب کسی طرح کا احساس ہے یا نہیں یعنی جب کوئی زندہ مردہ کی قبر پر جا کر کلام کرے مردہ سنتا یا جواب دیتا ہے یا نہیں قبر والے کسی کے قبر پر آنے سے مانوس اور خوش ہوتے اور کسی کو لعنت کرتے ہیں یا نہیں اسی میں نزاع ہے یہی مبحث ہے.........پھر اس مبحث کو بلا قید بھی یہ نہ چھوڑا گیا بلکہ ایک بھاری قید لگائی گئی کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک سماعت اموات یا عدم سماعت کونسی بات محقق اور ثابت ہے۔

زید کہتا ہے مُردوں کیلئے کسی طرح کی بھی سماعت حنفی مذہب سے ثابت نہیں ہے جبکہ عمرو کہتا ہے کہ ثابت ہے اور ساری فقہ مذہب حنفی کی اس کی تصدیق میں بھری پڑی ہے....چنانچہ اسی خیال میں عمرو محو ہوا اور ایک رسالہ فتوے کے طور پر تحریر کیا جس میں اول سے لیکر آخر تک نام لینے کو کوئی روایت حنفی مذہب کی پیش نہ کی۔

شرائط مناظرہ:۔اچھا جب آپ مبحث کو جان گئے تب ان شرطوں کو بھی ملاحظہ کریں جو علم مناظرہ میں ہر ایک عالم کے نزدیک واجب التسلیم ہیں۔

شرط اول:۔مبحث سے خارج کوئی دلیل پیش کرنا جہالت ہے اور لغویت ہے۔

شرط دوم:۔

☆ خصم کا جواب اس کی تسلیم کردہ کتابوں سے ہونا لازم ہے۔

☆ شافعی المذہب شخص کو................کنز الدقائق فقہ حنفی سے۔

☆ اہل حدیث کو.............ہدایہ فقہ حنفی سے۔

☆ حنفی مذہب کو..........فقہ شافعی یا اقوال مالکیہ وغیرہ سے جواب دینا غلط اور بڑی بے

عقلی ہے۔

شـــرط سـوم :۔جب نزاع مسئلہ اعتقادی میں ہوتب اس کے ثبوت کیلئے دلیل قطعی کا ہونا لازم ہے جو قرآن مجید کی آیت یا حدیث متواتر یا اجماع امت ہے......شرح فقہ اکبر پریس لاہور ص۲۲۳ سطر ۱۹......فلایخفی انالمعتبر فی العقائد هو الادلة اليقينية

خلاصہ:۔مخفی نہ رہے کہ عقیدہ کے مسئلہ میں دلائل قطعیہ معتبر ہونگے نہ ظنی جیسے خبر واحد.

چیلنج :۔ہم اس مسئلہ خاص میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ یا حضرت کے صاحبین ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کی ضعیف روائیت بھی اگر عمرو پیش کرے گا ہم فوراً تسلیم کریں گے اگر عمر کے پاس ہے تو پیش کرے مگر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ عمرو ایسی روایت قیامت تک انشاء اللہ نہ لا سکے گا۔

شـرط چہـارم:۔دلیل کے الفاظ صریح طور سے دعوے کو ثابت کریں قیاسی ضمیمہ ملانے کے بعد جو مطلب ثابت کیا جائے گا وہ نامقبول ہوگا۔

شـرط پـنجم :۔معجزے یا کرامت پر قیاس کر کے کسی دوسرے مسئلہ شرعیہ اعتقادیہ یا عملیہ کا ثابت کرنا غلط ہوگا جیسا کہ علماء کے نزدیک مسلم ہو چکا ہے۔

شـــرط شـشـم :۔جس عالم کا قول بالتصریح سماع اموات کے ثبوت میں موجود نہ ہوگا اس کو مثبتین کی فہرست میں شمار کرنا نہایت غلط ہوگا۔

اے حضرات..........ہم نے اس تمہید میں مولانا عمرو کے رسالہ کا جواب طے کر دیا ہے اہل علم کیلئے بھی کافی ہے مگر عوام اہل اسلام کو بھی سمجھانا ضروری ہے اس لئے اس اجمال کی انشاءاللہ پوری تشریح بھی کی جائیگی......................

مـولانا کی چند غلطیاں :۔مگر اس سے پہلے کہ ہم مولانا کا حرف بحرف جواب دیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مولانا کی غلطیاں اہل اسلام کے سامنے پیش کر دیں تا کہ لوگوں کو مولانا کے رسالہ کی ابتدائی حقیقت معلوم ہو جائے۔

پہلی غلطی :۔عمرو نے اپنے فتوے یا رسالہ کا عنوانی نام "فتوی درباب ثبوت سماع اموات"

رکھا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اموات سے عمرو کی کیا مراد ہے روحیں ہیں یا جسد .... اگر مراد روحیں ہیں تب اعتراض ہوتا ہے کہ روحیں زندہ ہیں تو زندوں کو مردہ کیوں کہا گیا یہ ابتداہی میں زندوں پر کیوں مردنی چھائی گئی۔

پس روحوں کو مردہ اور اموات کہنا موٹی غلطی ہے اور اگر اموات سے مراد قالب خاکی اور جسد ہے تو اعتراض لازم آیا کہ کیا عمرو نے یہ رسالہ جسد خاکی سماعت کے ثبوت میں لکھا ہے حالانکہ عمرو نے اپنے رسالہ کے ص ۱۰، ۱۱ میں صاف لکھا ہے کہ جسد خاکی نہیں سنتا........ پس عمرو نے نام رسالہ کا ایسا بے تکا کیوں رکھا اب عمرو کو دو باتیں ماننی پڑیں گی یا ارواح کو مردہ تسلیم کرنا یا اجساد کی سماعت کا قائل ہونا اور یہ دونوں باتیں عمرو کے مقصود کے برخلاف ہے۔

مسلمانو.......... جس سیدھے سادھے ملاں کو رسالہ کا نام تک درست رکھنا نہ آیا وہ آئندہ کیا گل کھلائے گا اور تمہیں کیا راہ راست دکھائے گا۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

جس دیوار کی بنیادی اینٹ ٹیڑھی رکھی گئی ہو وہ دیوار اوپر تک ٹیڑھی جائیگی۔

دوسری غلطی :۔ عمرو نے اپنے رسالہ کے شروع میں صلوٰۃ اور سلام روح پر فتوح جناب سید البشر صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں تحریر کیا اور سخت بے ادبی ہے اور خلاف ہے، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع صغیر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ج ۲.............. کل امر ذی بال لایبدا فیه بحمدالله و الصلوٰة علی فهو اقطع ابتر ممحوق من کل بر کته.

خلاصه :۔ جو کوئی شاندار کام بغیر اللہ کی حمد اور درود شریف کے شروع کیا گیا وہ رحمت الٰہی سے دور جلد ہٹ جانے والا ہر ایک قسم کی برکت سے محروم ہے........ پس بموجب اس حدیث شریف کے عمرو کا رسالہ جب درود کی تحریر سے خالی ہے تب بالضرور محروم ہے اور ہر ایک قسم کی خیر و برکت سے منزلوں دور ہے۔

لوگو............جس رسالہ کی برکت پہلے ہی عمر و مولف کی غلطی سے غارت ہو چکی ہو وہ رسالہ اب تم کو کس طرح اور کہاں سے راہ راست دکھائے گا۔

لوگو..........اگر مؤلف یا مؤلف کا کوئی طرفدار یہ عذر کرے کہ مولف نے حمد الٰہی اور صلوٰۃ وسلام زبانی رسالہ کی تحریر کے شروع میں پڑھ لیا تھا اس کے بعد رسالہ تحریر کیا.......تب جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور شریعت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں نا قابل سماعت ہے یوں تو ہر ایک عذر کر سکتا ہے کہ میں نے فلاں کام اپنے گھر میں بطور خود کر لیا تھا لہذا میں بری ہوں............لیکن یہ قول یہ دعویٰ قاضی کی عدالت میں قطعاً غیر معتبر ہوگا۔

اور اگر مؤلف کی خاطر سے مان بھی لیا جائے کہ مؤلف نے زبانی حمد الٰہی اور صلوٰۃ وسلام پڑھ لیا تھا مگر رسالہ میں تحریر نہ کرنے سے اپنے رسالہ کے سارے ناظرین اور پڑھنے والوں کو اس نعمت عظیم سے کیوں محروم رکھا اور ان کے لئے اس رسالہ کا پڑھنا منحوس اور نامبارک کیوں بنایا گیا۔" تحب لاخیک ماتحب لنفسک حدیث کو کیوں چھوڑا۔

بہر صورت............عمر و مؤلف سے بھول اور غلطی ضرور ہوئی جس کا اپنے دل میں ضرور اقرار کرے گا گو مجمع میں وہ اسکی تاویلیں کرے گا۔............بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ ۝ وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ.........

تیسری غلطی :۔علاوہ حدیثوں کے برخلاف کرنے کے تمام سلف صالحین اور اولیائے کاملین اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق کے مخالف عمل کیا کیونکہ تمام جہان کے بزرگوں کا یہ طریق ہے کہ پہلے بسم اللہ پھر حمد الٰہی اور صلوٰۃ وسلام حضور اقدس جناب مقدس علیہ السلام کی روح مبارک پر پھر آپ کے بعد آپ کی آل آپ کے اصحاب پر تحریر کرنے کے بعد رسالہ یا کتاب کا مضمون شروع کرتے ہیں.........پس عمر و نے طریقہ صالحین کے بھی برخلاف کیا............واہ رے محبت واہ رے ادب۔

جہاں بھر کے علماء کاملین اور اولیاء واصلین کے برخلاف مولانا نے کیا اچھا کام کیا فی

الواقع بڑی بھاری جناب سے غلطی ہوئی کیونکہ تصوف اور معرفت بے محبت رسول علیہ السلام کے حاصل نہیں ہوسکتی۔

خداوند ذوالجلال فرماتا ہے............ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**......لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھنے میں سچے ہو (مجھ سے محبت اور) میری اطاعت کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا......صوفیت کا دعویٰ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ برتاؤ دیکھنے کے قابل ہے۔

چھوتی غلطی:۔مولانا نے رسالہ سماع کے ص۲ سطر ا میں جناب امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نام اس طرح سخت بے ادبی سے لیا ہے جیسے رافضی لیتے ہیں مولانا کہتے ہیں اگر شعور اموات نہیں تو عمر سے حیا کے کیا معنی۔الخ

وہ حضرات............ یہاں تو جناب پر ایک رافضی کا اچھا اثر پڑا۔ چونکہ مولانا نے حاکم رافضی کی مستدرک کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے جس کے ترجمہ یا نتیجہ میں مولانا عمرو حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نام اس بے ادبی سے لیتے ہیں یہ اسی روایت کی نقل کا منحوس نتیجہ ہے............. سچ ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

روائیت حجاب کا راوی کون ؟:۔حاکم مستدرک کا مؤلف رافضی اور شیعہ ہے۔

☆ چنانچہ اسماء الرجال کی کتاب میزان الاعتدال جلد۲ ص ۲۰۴ مطبوعہ محمدی پریس لکھنو میں حاکم کی نسبت لکھا ہے............ رَافِضِیٌّ خَبِیْثٌ............ حاکم رافضی خبیث تھا۔

مولانا عمرو اپنے رسالہ کے ابتدا میں سب سے پہلے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجاب والی روایت لائے جس روایت کا راوی اور مصحح رافضی ہے اور نہایت خبیث رافضی ہے۔

اب آپ صاحبان قیاس کریں اور سوچیں کہ جس مؤلف کی اور نیز اس کے رسالہ کی

حالت یہ ہو کہ سب سے اول درجہ کی دلیل ایک ایسی روایت ہو جس کا روایت کرنے والا ایک مشہور رافضی شخص ہو ماسوا اس کے کوئی عالم سنی محدث اس کا صحیح کہنے والا نہ ہو اس رسالہ کی تعمیر کی ابتداء میں ایک رافضی نے آگے بڑھکر سنگ بنیاد قام کیا ہو وہ رسالہ یا اس کی بنیاد کیسی بے برکت غیر معتبر ہوگی۔

واہ رے ہمت اہل سنت والجماعت کو اعتقادی مسئلہ تعلیم کیا جائے اور ثبوت میں ایک رافضی کی تصحیح کردہ روایت پیش کی جائے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

پانچیوں غلطی :۔ بابے ادبی رسالہ ثبوت سماع اموات ص۲ سطر۵ میں لکھا ہے ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں جو حنفیوں کے حمایتی ہیں .... قال السیوطی واخرج العقیلی عن ابی هریرة قال ابو زرین یارسول الله صلی الله علیه وسلم الخ ....

اس روایت میں ایک فقیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ...... دوسرے دو محدث ایک سیوطی اور دوسرے عقیلی رحمہما اللہ تعالیٰ .... پھر دو صحابی ایک ابی ہریرہ دوسرے ابو زرینؓ .... چھٹے جناب اقدس حضور مقدس سرتاج انبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب اور تذکرہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے آیا...... مگر ٹوٹ جائے قلم جو کسی عالم کے نام نامی پر، رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہو یا کسی صحابی کے اسم گرامی، پر رضی اللہ عنہ، تحریر کیا ہو پھر کسی کی طرف سے کیا شکایت ہو خود آقا کے لقب مبارک پر ﷺ نہ لکھا۔

مسلمانو......... ذرا کہنا خدا لگتی کیا ایسا بے ادب مؤلف صوفی ہو سکتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے جس کو حافظ عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب۔

☆ ترغیب وترہیب مطبوعہ فاروقی ص۳۳۱ میں لکھا ہے .... عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسل رغم انف رجل ذکرت عنده فلم یصل علی (رواہ الترمذی) حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے خاک میں ملے ناک اس شخص کی جس کے نزدیک میرا ذکر آوے پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

مسلمانو......... دیکھو یہ رسالہ سماع اموات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا اور مؤلف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجا پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا اپنے اوپر لے لے۔

☆ دوسری روایت ترغیب و ترہیب کی اسی ص ۳۳۱ پر حضور اکرم رسول معظم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور تین مرتبہ ''آمین آمین آمین'' فرمایا جب حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ آج خلاف عادت حضور ﷺ نے ایک کام کیا جو پہلے کبھی نہ کیا تھا۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے تیسری سیڑھی پر نظر آئے اور یہ فرمایا کہ........ من ذکرت عندہ فلم یصل علیک فابعدہ اللہ ثم ابعدہ اللہ .... رواہ البزار والطبرانی..... یا حضرت ﷺ جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر آیا اور اس نے آپ پر درود نہ بھیجا خدا اسے دور کرے خدا اسے دور کرے...... یعنی اپنی رحمت سے اسے خدا دور کرے۔ جبرئیل علیہ السلام نے یہ کہا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے آمین فرمایا۔

لوگو...... یہ کس قدر خوف و خرابی کی بات ہے اب غور کرو۔ جس رسالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اکرم کیساتھ درود اور سلام نہ ہو علماء محدثین اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے نام گرامی کے ساتھ ''رحمۃ اللہ علیہ'' نہ ہو صحابہ عظامؓ کے نام پر ''رضی اللہ عنہ'' نہ ہو وہ رسالہ کیسا کیسا مورد عتاب الٰہی اور خدا کی رحمت سے دور ہوگا بھلا جو کوئی تحریر عتاب الٰہی میں آچکی ہو وہ کس طرح ہدایت کا سامان ہو سکتی ہے۔

عذر :۔ یہاں اگر کاتب کا عذر ہے تو مؤلف نے اپنے رسالہ کا غلط نامہ بنا کر کیوں شائع نہ کیا اس پر طرہ یہ ہے کہ مؤلف کو بار بار زبانی فرمائش کی گئی کہ آپ اپنے رسالہ کو صحیح کر دیں ان کی غلطیاں نکال کر غلط نامہ شائع کریں حتی کہ بعض نے ایک اشتہار کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا کہ عمرو

صاحب کے رسالہ میں بعض غلطیاں حد کفر تک پہنچانے والی موجود ہیں۔عمرو اپنے رسالہ کا غلط نامہ شائع کرے عمرو مؤلف اپنے رسالہ کو نہایت صحیح جانتا ہے اس لئے غلط نامہ کو شائع کرنے سے عمرو نے پہلوتہی کی۔

اب ہم ناظرین کے ملاحظہ کیلئے وہ اشتہار ''بجنسه'' نقل کرتے ہیں اس اشتہار کے بعد کاتب کی غلطی کا عذر محض غلط ہے۔

عین انصاف:۔ جملہ اہل اسلام کی خدمت شریف میں گزارش ہے کہ آپ حضرات جناب عمرو مفتی فتویٰ درباب ثبوت سماع اموات کی جناب میں دست بستہ مفصلہ ذیل عرض کریں۔

عرض اول:۔ مفتی صاحب کے دس ورقہ رسالہ میں بے نہایت بے شمار لفظی اور معنوی غلطیاں موجود ہیں جو مفتی صاحب کی قابلیت میں دھبہ لگاتی ہیں یہاں تک کہ بعض غلطیاں تو شاید کفر کی حد تک پہنچ گئی ہیں مفتی صاحب سے عرض کیا جاوے جو جو غلطیاں آپ کے رسالہ میں کاتب یا مطبع کی ہیں انکا صحت نامہ بنا کر عرصہ ایک ماہ میں بذریعہ اشتہار شائع کر کے اپنے رسالہ کو صحیح کر دیا جاوے۔

عرض دوم:۔ اگر عرصہ ایک ماہ میں غلط نامہ شائع نہ کیا تو رسالہ مذکور کی ساری غلطیاں شاید جناب مؤلف کے ذمہ عائد ہوں پھر کوئی عذر کاتب یا مطبع کی غلطی کہنا ہرگز قابل سماعت نہ ہوگا۔

عرض سوم:۔ جو غلطی صحت نامہ میں درج نہ ہوگی وہ غلطی لفظی ہو یا معنوی مؤلف کی جانب رجوع کرے گی۔

عرض چہارم:۔ یہ اعلان بغرض خیر خواہی دیا گیا ہے اگر اس خیر خواہی کو بدخواہی پر محمول کیا جاوے تو اختیار ہے..... بر رسولاں بلاغ باشد و بس

المشتهر محمد یحییٰ

مرقومہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ مقدس

چھٹی غلطی :۔عمرو مؤلف نے اپنی تحریر پر ملمع چڑھانے کیلئے اور بے وقعت رسالہ کو باوقعت بنانے کی غرض سے ایسی ایسی نادیدہ اور ان دیکھی کتابوں کے حوالے دے دیئے۔

مثلاً........مستدرک حاکم......کتاب الاستذکار والتمہید.........تاریخ نیشاپور..........امام احمد بن حنبلؒ......معجم طبرانی اوسط وغیرہ وغیرہ

حالانکہ آج تک مؤلف عمرو کو یہ کتابیں خواب میں دیکھنی میسر نہ ہوئیں ہوں گی اور شائد آئندہ بھی نہ ہوں گی لیکن عوام کو جال میں لانے کی غرض سے یہ بڑی بڑی کتابوں کے نام لئے گئے ممکن ہے کہ عمرو نے کسی چھوٹے موٹے رسالہ میں یہ روایتیں دیکھیں ہوں مگر شان کے خلاف تھا ان رسالوں کا نام لکھنا اس لئے وہ اصلی رسالہ چھپاتے گئے اور بڑی کتابوں کے نام لکھتے گئے۔

لوگو.........میں تمہیں ایک اگلا واقعہ یاد دلاتا ہوں کہ جو جرم عمرو نے کیا وہی جرم ایک مرتبہ علامہ قسطلانیؒ نے کیا تھا جب علامہ قسطلانیؒ نے مواہب لدنیہ تالیف کی تو اکثر جگہ روایتیں شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی تالیفات سے نقل کیں مگر قسطلانیؒ نے ایک بڑی غلطی کی کہ روایت تو لیتے سیوطیؒ کی کتاب سے اور نام جا لیتے سیوطیؒ کے استاد امام بیہقی رحمہ اللہ کا یعنی امام سیوطیؒ کا نام چھپا لیتے اور بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ لکھ دیتے تھے۔

ایک دن سیوطی رحمہ اللہ کو اس بات کی خبر ہوئی تب سیوطی رحمہ اللہ اس مقدمہ کو ایک بڑے عالم زین الدین زکریا انصاری شافعی رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے اور وہاں قسطلانی رحمہ اللہ کو بلوایا اور یہ سوال کیا کہ آپ نے مواہب میں جگہ جگہ جو بیہقی رحمہ اللہ کے حوالے دیئے ہیں یہ لیجئے بیہقی رحمہ اللہ کی تالیفات موجود ہیں......ذرا ان حوالوں کا مقام کتاب سے نال کر دکھایا جائے یہ سن کر قسطلانی نے سکوت کیا خود تو کبھی تالیفات بیہقی رحمہ اللہ دیکھی نہ تھیں حوالہ یا مقام نکال کر دکھانے سے عاجز رہے۔

تب سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جناب یہ شخص میری کتاب سے عبارت لکھتا ہے اور

میں بیہقی رحمہ اللہ کی تالیفات سے پھر یہ میرا نام چھپالیتا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ دیتا ہے الخ...

قال السیوطی واین معنی نوعی از خیانت است در نقل دشمه از کتمان حق نیز دارد..... حضرت سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خیانت نقل ہے اور حق کا چھپانا۔

لوگو............ مولانا عمرو نے اپنے دس ورقہ رسالہ میں ایسے ایسے خلاف دیانت کام پچیس جگہ کئے ہیں بھلا جس شخص کے رسالہ کی بنیاد دیانت کے خلاف باتوں پر مبنی ہو وہ کس طرح اللہ کے نزدیک مقبول یا لوگوں کا راہ راست دکھانے والا ہوسکتا ہے پھر ایسے شخص کی جو حوالے کتاب کے غلط اور جھوٹے دے کیا سزا ہو۔

شیخ جلال الدینؒ کی قسطلانیؒ کو سزا: ۔صاحبو...... تم کوئی نئی سزا نہ دو بلکہ جو سزا شیخ جلال الدین رحمہ اللہ نے قسطلانی رحمہ اللہ کو دی وہی تم بھی مولانا عمرو کو دیدو شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز اسی مقام مذکورہ میں سزا کی نسبت تحریر فرماتے ہیں قسطلانی رحمہ اللہ نے جب سے الزام کھایا اسی وقت سے جناب کے دل میں خیال تھا کہ کسی طرح اس بات کی کدورت شیخ جلال الدین رحمہ اللہ کے دل سے دور کروں۔

ایک دن قسطلانی رحمہ اللہ اپنے گھر شہر مصر سے پا پیادہ ننگے پیر ننگے سر شیخ سیوطی رحمہ اللہ کے مکان پر مقام روضہ کے جو مصر سے بہت دور کے فاصلہ پر تھا پہنچے شیخ رحمہ اللہ کے مکان پر دستک دی آواز آئی کہ کون ہے قسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں احمد ہوں کہ ننگے سر ننگے پیر جناب کی چوکھٹ پر کھڑا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ میری طرف سے جو جناب کے دل میں کدورت ہے دور کردیجئے اور مجھ سے راضی ہوجائیے۔

شیخ جلال الدینؒ باہر تشریف نہیں لائے گھر کے اندر ہی سے فرمایا کہ میں نے کدورت دور کردی مگر نہ دروازہ کھولا اور نہ باہر تشریف لائے۔

پس مسلمانو............ تم عمرو مؤلف کو ان کے غلط حوالے دینے پر یہی سزا دو کہ ترک ملاقات کرو کیونکہ عالم ہوکر غلط حوالے کیوں دیئے کیا خلق اللہ کو تباہ کرنا ہے۔

حکایت ایک محدث کی :۔ میں نے حضرت محدث الہند شیخ الکل حضرت مولانا مولوی رشید احمد قدس سرہ الصمد سے بذات خاص سنا ہے کہ ایک شخص محدث کسی دوسرے بڑے محدث کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں حدیث سننے کے لئے حاضر ہوئے جب وہاں پہنچے تو دیکھا مشہور محدث کی گھوڑی چھوٹ گئی ہے وہ محدث صاحب خالی توبرا ہاتھ میں لے کر گھوڑی کو دکھاتے اور پکڑنا چاہتے تھے یہ نئے جانے والے محدث نے ''توبرے'' کو دیکھا تو وہ خالی تھا فوراً واپسی کا قصد کرلیا۔

ان سے پوچھا کہ آپ کیوں آئے اور کیوں چلے فرمایا کہ میں شہرت سن کر آیا تھا کہ کچھ حدیث رسول اللہ ﷺ سنوں گا مگر جب میں نے دیکھا کہ جو شخص خالی توبرا دکھا کر جانوروں کو دھوکا دیتا ہے وہ انسان کو دھوکا دینے سے اور غلط روایت بیان کرنے سے کیا ڈرے گا لہذا یہ محدث حدیث لینے کے قابل نہیں ہے فوراً واپس چلے گئے۔

بے دیکھی کتابوں کے حوالوں کی فہرست:۔ بس جس شخص نے اپنے دس ورقہ رسالہ میں پچیس تیس جگہ غلط اور ان دیکھی کتابوں کے حوالے دیئے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرنے کے قابل کس طرح ہوسکتا ہے لیجئے سن لیجئے...... مولانا نے اس قدر حوالے غلط دیئے ہیں۔

ساتویں غلطی :۔ رسالہ سماع اموات ص ا، سطر ۷ میں مستدرک حاکم حوالہ خلاف ہے عمرو نے کتاب مستدرک اپنی آنکھ سے دیکھ کر یہ روایت اپنے رسالہ میں نہیں لکھی ہے اور جب تک کتاب اپنی آنکھ سے نہ دیکھی جائے اسکا نام لکھنا حوالہ دینا دیانت کے خلاف ہے۔

☆ ص ۲، سطر ۱۲ میں کتاب استذکار اور تمہید کا حوالہ غلط ہے مولانا نے اس کا ایک ورق بھی کہیں ملاحظہ نہیں کیا۔

حوالہ دو انعام لو :۔ اگر جناب ہمیں یہ روایت کتاب مذکورہ میں دکھادیں تو سو روپیہ کا چندہ ہم جناب کی نذر کریں گے۔

☆ پھر اسی ص ۲، سطر ۱۹، میں ابن ابی الدنیا وبیہقی صابونی وابن عساکر وخطیب بغدادی رحمہم اللہ کا حوالہ غلط ہے جناب نے ان حضرات محدثین کی کسی کتاب میں یہ روایت نہیں دیکھی اگر دیکھی ہے تو ہمیں بھی حسبۃ للہ یا کچھ معاوضہ لیکر ہر ایک محدث کی الگ الگ وہ کتاب جس میں سے جناب نے یہ روایت نقل کی ہے دکھائی جائے اور فی کتاب سو روپیہ کا انعام ہم سے لیکر اپنے طالب علموں کو دیئے جائیں۔

☆ ص ۲، سطر ۲۱ لیجئے معجم طبرانی اوسط میں یہ حوالہ بھی غلط ہے جناب نے ابتداء سے لیکر آج تک معجم اوسط کبھی نہیں دیکھی بے دیکھی کتاب کا حوالہ دیا اگر آپ ہمیں بھی یہ کتاب پھر اس میں یہ روایت دکھا دیں تو جو کچھ جناب تجویز کریں ہم وہ ہرجانہ دینگے۔

☆ ص ۳، سطر ا میں ابن ابی شیبہ و حاکم عتبہ سے روای...... نہ آپ نے ابن ابی شیبہ کی مصنف ملاحظہ کی نہ حاکم کی مستدرک یہ حوالے غلط ہیں اگر سچے ہو تو ابن ابی شیبہ اور حاکم کی وہ کتاب جس سے جناب نے روایت نقل کی ہے ہمیں للہ فی اللہ یا کچھ لیکر دکھا دیجئے ورنہ آئندہ ایسی غلط بیانی سے باز آیئے۔

☆ ص ۳ سطر ۶ میں ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبدالحق کتاب العاقبت میں یہ دونوں کتابیں حضور کے مطالعہ سے دور ہیں لہذا ان کا نام بے دیکھے لکھنا دیانت کے خلاف ہے۔ اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں بھی ان کتابوں سے یہ روایت دکھائی جائے ورنہ ایسے جھوٹ سے توبہ کی جائے۔

دیکھو امام سیوطی رحمہ اللہ نے قسطلانی رحمہ اللہ سے صرف اسی جرم پر ملاقات ترک کی اور باوجودیکہ قسطلانی منزلوں ننگے پیر ننگے سر ملنے گئے تاہم جرم ایسا بڑا تھا اور ہے کہ اتنی مشقت کے بعد بھی پوری طور سے معاف نہ ہوا.......... اس جرم کو مولانا عمرو نے اپنے رسالہ میں بے شمار جگہ کیا اور آئندہ اور بھی کرنے کا خیال کیونکہ ''جبل گردد جبلی برنہ گردد'' مثل مشہور ہے کہ پہاڑ ٹل جائے خصلت نہیں ٹلتی اور لیجئے۔

☆ ص۳، سطر۱۳، ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں یہ حوالہ غلط ہے مصنف ابن ابی شیبہ آنکھ سے بھی آپ نے نہیں دیکھی پھر حوالہ کیسا۔

☆ ص۳ سطر۱۴ بیہقی اور طبرانی کا حوالہ غلط ہے دلائل بیہقی جناب نے نہیں دیکھی بغیر دیکھی کتاب کا نام لینا خیانت ہے اگر سچے ہو تو دلائل النبوت بیہقی میں ہمیں یہ روایت دکھاؤ یا دعویٰ سچائی ترک کردو۔

☆ ص۳ سطر۱۹، بیہقی اور طبرانی کا حوالہ غلط ہے۔

☆ ص۴ سطر۴، اور طبرانی نے سند صحیح سے حوالہ غلط ہے۔

☆ ص۴ سطر۱۹ اور سن لو امام احمد رحمہ اللہ نے تاریخ نیشا پور میں کتاب کا نام غلط اور حوالہ بھی غلط اور غلط در غلط اسی کا نام ہے۔

☆ بیہقی رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق حوالہ غلط ہے جناب نے اس کتاب کو بھی نہیں دیکھا بے دیکھی کتاب کا نام لینا خلق اللہ کو فریب دینا ہے۔

☆ اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق میں حوالہ غلط ہے اگر یہ کتابیں پھر اس میں یہ روایت ہمیں دکھادیں تو ہم جناب کی صداقت اعلان کے ساتھ مشہور کریں گے اور اگر کچھ نذرانہ درکار ہے جو کچھ آپ ہماری حیثیت کے قابل تجویز فرمائیں وہ ہمیں منظور ہے اگر کتابیں نہیں دکھا سکتے تو اس غلطی کا اقرار کرلو جاؤ فیصلہ ہے......اگر جناب نے واقعی ان کتابوں سے یہ عبارتیں نقل کی ہیں تو ہمیں دکھانے میں کیا عذر اور کیا دیر ہے۔

☆ ص۴ سطر۱۲ فتاویٰ کبریٰ کا حوالہ غلط ہے آپ نے یہ کتاب ملاحظہ نہیں کی۔

☆ ص۵ سطر۱۲ خزانۃ الروایات کا حوالہ غلط ہے اگر سچے ہو تو خصم کے سامنے لاکر رکھو اور حوالہ کی صحت ثابت کرو۔

☆ ص۵ سطر۱۲ امداد الفتاح کا حوالہ غلط ہے۔

☆ ص۵ سطر۱۳ کشف العظام کا نام لینا آپ کو ناجائز ہے کیونکہ جناب کے مطالعہ سے نہیں گذری

☆ ص۵ سطر۱۴ مطالب المومنین کا حوالہ غلط ہے۔

☆ ص۵ سطر۱۴ مجمع البرکاتہ حوالہ غلط بالضرور اس کی تصحیح کرو۔

☆ ص۵ سطر۱۵ کنز العبادہ حوالہ غلط ہے۔

☆ ص۵ سطر۱۵ فتاوی غرائبہ حوالہ غلط ہے تصحیح نقل لازم ہے۔

☆ ص۵ سطر۲۰ بلکہ ویلمی نے.....ویلمی کا حوالہ غلط ہے اس کے لئے نقل مطابق اصل کے کرانا آپ کا فرض ہے۔

☆ ص۵ سطر۲۳ انیس الغریبہ کا حوالہ غلط ہے۔

☆ ص۷ سطر۳ جامع البرکات کا حوالہ غلط ہے۔ تاوقتیکہ جناب ہمیں نہ دکھائیں گے ہم تسلیم نہ کریں گے جناب کا فرض ہے ہمیں طلب کریں اور کل کتابیں دکھائیں۔

☆ ص۷ سطر۱۵ مولانا جمال الدین عبداللہ عمر مکی اپنے فتاوی میں یہ حوالہ غلط ہے........

ماسوا اس کے اور بہت سے حوالے غلط ہیں معتقدین مولانا عمرو پر فرض ہے کہ مولانا نے اپنے رسالہ میں جس جس کتاب کا نام لکھا ہے وہ ساری کتابیں ایک جگہ جمع کریں اور ہمیں علی الاعلان بلائیں، اور عبارت سے عبارت کا میلان اور مطابقت کرادیں.....لوگو اپنے پیرو مرشد کی شرم رکھو اللہ تم کو جزائے خیر دے گا۔

آٹھویں غلطی:۔ رسالہ سماع اموات ص۳ سطر۱۱، امام احمد بسند حسن عمارۃ بن حزم سے راوی سید عالم ﷺ نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا۔ الخ......

ابن حزم کی صحابیت:۔ یا مولانا.....آنکھیں کھول کے فرمائیں کہ کیا حزم کا بیٹا عمارہ اس حدیث کا راوی کوئی صحابی ہے۔

بائیس علموں کا صدقہ ذرا سچ کر بولئے یہ میدان مناظرہ کا ہے۔ وعظ کی مجلس نہیں ہے کیونکہ وعظ میں بولنا منع ہے مناظرہ میں نہ بولنا منع ہے، یا ہم بڑا فرق ہے............عمارۃ بن حزم نامی صحابی حدیث مذکورہ کا راوی ہرگز نہیں ہے یہ صرف جناب کی غلط بیانی یا لاعلمی ہے۔

اسد الغابہ، اصابہ استیعاب۔ طبقات ابن سعد وغیرہا کتب صحابہؓ کے اسماء گرامی کے ذکر میں ماسوا ان کے سینکڑوں کتابیں حدیث کی مع اسناد کے نیز بہت سی کتابیں اسماء رجال میں چھپی ہوئی دنیا میں موجود ہیں..... کسی کتاب کے حوالہ سے فرمائیں کونسی کتاب میں عمارۃ بن حزم صحابی کو اس روایت مذکورہ کا راوی لکھا ہے۔

افسوس............ افتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا .... جو فتوی دیں گے بغیر علم خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

نوویں غلطی :۔ رسالہ ص ۳ سطر ۱۴، اور بیہقی دلائل میں عطاف مخدومی کی خالہ سے راوی.... ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ کے پاس نماز پڑھی وہاں کسی آدمی کا نشان نہ تھا مزار پر سلام کیا جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا............. من یخرج من تحت القبر اعرفہ کما اعرف ان اللہ خلقنی و کما اعرف اللیل و النھار .... جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے اسے ایسا پہچانتا ہوں جیسا کہ پہچانتا ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا۔ الخ

عمرو صاحب کی تحریف :۔ یہاں عمرو صاحب نے عجیب کارستانی کی ہے اور سب کچھ امانت دیانت تقوی پرہیزگاری کو خاک میں ملا کر خوب پیٹ بھر کر عبارت بدلی تحریف کی کچھ بھی خوف خدا نہ کیا......... عطاف کی خالہ کا کلام اور مقولہ حضرت حمزہؓ میں حضرت حمزہؓ کے ذمہ لگایا صاحب قبر کا قول ٹھہرایا بیشک جناب عمرو صاحب سماعت اموات کے ثبوت میں مجنوں ہو گئے ہیں ہر ایک صادر وارد کی آواز سن کر گھبرا کر یوں بول اٹھتے ہیں کہ لو دیکھو وہ قبر کے اندر سے آواز آئی واہ صاحب واہ کیا کہنا ہے ہم انشاء اللہ اس کی تفصیل آگے جا کر اور پورے طور سے کریں گے۔

دسویں غلطی :۔ دسویں غلطی یادھو کہ رسالہ سماع اموات ص ۴ سطر ۱۹ قول تاریخ دمشق میں سعید بن مسیب سے راوی جناب نے یہاں ایک فقرہ چھوڑ دیا کیونکہ جناب نے تاریخ دمشق خواب میں ہی نہیں دیکھی یہ روایت شرح الصدور سیوطی سے نقل کی ہے اور سیوطیؒ نے بجنسہ اسطرح نقل کی جس طرح مولانا عمرو نے اپنے رسالہ میں نقل فرمائی۔

مگر عمرو نے دیانت کے خلاف یہ کیا کہ تضعیف کا لفظ اڑا دیا۔۔شرح صدور مصریہ میمنیہ ص ۸۲ سطر ۲۷ البیھقی وابن عساکر فی تاریخ دمشق بسند فیہ من یجھل عن سعید بن مسیب یعنی تاریخ دمشق میں یہ روایت مجھول سند کے ساتھ منقول ہے۔

مگر جناب عمرو نے لفظ بسند فیہ من یجھل کو ترک کیا کیونکہ اس فقرہ سے جناب کی اس روایت کی قلعی اڑتی تھی اس لئے حضرت عمرو نے اس عبارت کو اڑا کر گناہ کبیرہ اپنے ذمہ لیا معاذ اللہ خدا ایسے دھوکہ دینے سے بچائے۔

گیارھویں غلطی:۔رسالہ سماع اموات ص ۹ سطر ۹.......قولہ آنحضرت ﷺ باشہداء بدر خطاب فرمودند، ھل وجدتم ماوعدربکم حقا..............یعنی مولانا عمرو فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے پکارا کہ تم کو جنت مل گئی جس کا خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا۔

افسوس افسوس.........ڈوب مرنے کے لائق غلطی ہے جو شہداء بدر سارے جہاں کے شہیدوں سے افضل قطعی جنتی عمرو مؤلف اپنے مکاشفہ سے انہیں معاذ اللہ جہنم میں روانہ کرتے ہیں اور بخاری مسلم میں اس روایت کا پتہ دیتے ہیں بروقت اعتراض عمرو صاحب نے یہ عذر کیا کہ کاتب کی غلطی ہے مگر یہ عذر غلط ہے بلکہ خاص مولانا عمرو کی غلطی ہے۔

کیونکہ یہ عبارت عمرو نے شاہ عبدالعزیز قدس اللہ العزیز کے فتاویٰ مطبوعہ مجتبائی ص ۸۸ سطر ۸ سے نقل کی ہے اور یہ غلطی بجنسہ اس فتاویٰ میں موجود ہے مولانا عمرو اس مسئلہ کی تلاش میں اس فتاوے تک پہنچے سرسری نظر سے جو عبارت دیکھی وہ نقل کر لی.......عمرو کو خدا نے گہری نظر نہ عنایت کی اور نہ آئندہ انشاء اللہ عنایت کرے گا وہ مکھی پر مکھی کی غلطی حضرت عمرو نے اپنے رسالہ میں نقل کر لی ہے.......جناب کی تحریر لائق تعریف ہے غریب کاتب کو مفت بدنام کیا؟

بارھویں غلطی:۔ترجمہ قرآن میں تحریف یا ناسمجھی رسالہ سماع ۱۴ سطر ۱۲.........ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور ......یعنی یہ اس کی قدرت ہے جو

مردوں کو سنواتا ہے اور وہ سن لیتے ہیں۔

ترجمہ قرآن میں تحریف :۔ یہاں عمرو نے قرآن مجید کے ترجمہ میں تحریف کی سات آٹھ تراجم قرآن مجید کے اس وقت بزرگان دین کے کئے ہوئے موجود ہیں اگر کسی میں عمرو یہ ترجمہ اس آیت کا دکھادے تو سورو پیہ انعام یہ ترجمہ نہایت غلط ہے اور پوری تحریف ہے خدا محفوظ رکھے۔

یہ بارہ غلطیاں جناب عمرو کی بطور نمونہ لکھی گئی ہیں مگر جب آپ ہمارے سارے رسالہ کو ملاحظہ کریں گے تو آپکو معلوم ہو جائے گا کہ ایسا چند ورقہ رسالہ جسکے ورق تعداد میں کل دس جس میں غلطیاں سینکڑوں دنیا میں کم پایا جائے گا اب یہاں سے مولانا عمرو کے رسالہ ثبوت سماع کے ایک ایک قول کا رد اور مفصل جواب شروع کیا جاتا ہے۔

تفصیلی جواب :۔ اے حضرات..........قولہ سے مولانا عمرو سماعت موتی کے مثبت کا مقولہ مراد ہوگا اور اقول سے مراد زید کا قول جو حنفی مذہب کی رو سے سماعت کی تردید کرتا ہے۔

قولہ..............کیا فرماتے ہیں علماء دین۔

اقول..............یہ ایک پرانا محاورہ ہے جو بعض عوام ناخواندہ لوگ علماء دین رحمہم اللہ کی شان عالی میں بے ادبانہ اپنے سوالات میں لکھتے ہیں۔

اسی طرح عمرو نے بھی لکھا ہے اگر عمرو کو ادب ہوتا تو علماء کے لفظ کے ساتھ رحمہم اللہ کا دعائیہ فقرہ ضرور شامل کرتا..........پھر لفظ علماء دین کا قابل اصلاح ہے..........کیونکہ یہ لفظ ایک عام لفظ ہے جو چاروں مذہب کے علماء رحمہم اللہ پر صادق آتا ہے اور چاروں مذہب میں سے ہر ایک مذہب کے عالم کو بالاتفاق علماء دین میں داخل کیا گیا ہے پس یہ لفظ قابل اصلاح ہے۔

کیونکہ یہ پہلا جملہ ہے جو غلط بحث کا مقدمہ ہے اسلئے گربہ کشتن روز اول کے موافق ہم شروع ہی میں اس پر اعتراض کرتے ہیں..........

عمرو مثبت سماع کے سوال کی اصلاح :۔ کیونکہ جب عمرو مثبت سماعت اموات حنفی زید مانع سماعت حنفی سوال مذہب حنفی سے دعوی یہ کہ سماعت اموات امام اعظم رحمہ اللہ

اور جمہور علمائے حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ثابت تب لازم ہے کہ سوال یوں کیا جاتا کیا فرماتے ہیں حضرات فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ اور علماء مقلدین حضرت امام اعظم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ علماء دین کے ساتھ حنفیت کی قید فرض تھی، لیکن جب مؤلف کے پاس علماء حنفیہ رحمہم اللہ کے اقوال یا امام اعظم رحمہ اللہ سے کوئی روایت نام کو نہ تھی، تب پہلے سے ہی مؤلف نے ہر طرف دوڑنے بھاگنے کی گنجائش پیدا کی اور پھر اپنے سارے رسالہ کو امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے مقلدین لوگوں کے اقوال سے لبریز کر کے بیچارے سیدھے سادھے لوگوں کے نزدیک ثابت کر دیا کہ حنفی مذہب میں سماعت موتی ثابت ہے۔

حنفی مذہب اور سماع موتی :۔ حاشا و کلا حنفی مذہب سماعت موتی کے تسلیم کرنے سے پاک ہے مسلمان دھوکا نہ کھائیں ہوشیار رہیں اور جو کچھ عمرو نے اپنے رسالہ میں شافعیہؒ مالکیہؒ وغیرہ لوگوں کے قول نقل کئے ہیں حنفیہ کے نزدیک وہ اصلاً قابل تسلیم نہیں ہیں۔ نیز سارے حنفیوں کو ان کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا چاہئے حنفی لوگوں کو سب سے اول حضرت امام الائمہ امام المؤمنین المجتہدین امام اعظم کوفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول اور ارشاد سے مطلب ہے........اسکے بعد قرآن السعدین الامامین الہمامین حضرت قاضی ابو یوسف اور امام محمد صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تعلق........اسکے بعد امام زفر حسن بن زیاد اور جمہور فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے فرمان سے مقصود رکھنا لازم ہے۔

لیکن بفضلہ تعالیٰ مولانا عمرو مثبت سماعت کا سارا رسالہ ان تینوں قسم کے اقوال سے ایسا خالی ہے جیسے ہر جگہ کی رات سورج کے نور سے خالی ہوتی ہے.........پس مذہب حنفیہ کی مخالفت مولانا عمرو کو مبارک رہے ہم اس غیر مقلدی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

قولہ :۔ جو سماع موتی کے قائل ہیں وہ بدعتی اور مخالفت مذہب حنفیہ کے ہیں (یعنی زید انہیں بدعتی کہتا ہے)

اقول :۔ مولانا یہ لفظ آپ کا بالکل فریادی استمدادی ہے جیسے کوئی رو رو کر اپنے آپکو مظلوم دوسروں

کو ظالم ثابت کرتا ہے.........اسی طرح جناب نے یہ لفظ سوال میں زید کی طرف منسوب کیا۔ اب جو کوئی یہ لفظ سنے گا فوراً زید کا مخالف آپ کا ساتھی ہو جائے گا۔

چنانچہ عمرو کا فریادی جملہ مفصل یہ ہے اگر قول زید کو حق مان لیا جائے تو وہ اعتراض وارد ہوں گے کہ جس کا اٹھنا امکان سے خارج ہوگا، اور جم غفیر علماء اور عرفاء کو معاذ اللہ بدعتی کہنا پڑے گا۔ الخ.........اب جو مسلمان یہ فتویٰ سنے گا کہ زید اولیاءُ اللہ کو معاذ اللہ بدعتی کہتا ہے پھر کس قدر زید پر یقین کرے گا، اور فوراً آپ کا ہی ساتھی ہو جائے گا۔

مذہب حنفی میں سماع موتی کا ثبوت :۔لیکن سن لیجئے......اور خوب غور سے سن لیجئے کہ مذہب حنفیہ میں سماعت موتی ثابت نہیں ہے جو کوئی حنفیت کا دعویٰ کرے پھر سماعت موتی کا قائل ہو وہ بے شک اس مسئلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید اور گروہ حنفیہ رحمہم اللہ سے نکل گیا، یہی زید کا دعویٰ یہی قول ہے عمرو جو چاہے لکھ دے قلم اسکے ہاتھ میں ہے...... ہاں اگر سماعت موتی تسلیم کرنے کے بعد جو شخص قبروں سے مدد مانگے حاجتیں طلب کرے قبروں کی پوجا کرے وہ بے شک بدعتی ہی نہیں بلکہ مشرک بھی ہے۔

قولہ :۔اگر قول زید کو حق مان لیا جائے تو وہ اعتراض وارد ہوں گے کہ جن کا اٹھانا امکان سے خارج ہوگا۔

اقول:۔مولانا.........اب بسم اللہ کہہ کر زید کا قول نفی سماعت موتی کا بجنسہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے منقول امام محمد رحمہ اللہ سے ثابت جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ سے مروی ہے تسلیم کر لیجئے اور کسی کو بدعتی نہ کہیئے پھر جو کچھ زید کے قول مان لینے سے آپ پر اعتراض وارد ہوں گے ان کا جواب زید خود دے گا آپ آرام سے بیٹھے رہیں آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

قولہ:۔اور جم غفیر علماء اور عرفاء کو معاذ اللہ بدعتی کہنا پڑے گا۔

اقول :۔آپ ہی سوال تراشیں خود ہی جواب دیں عجیب بات ہے جن میں زید کے قول سے کسی عالم دین یا عارف باللہ کو بدعتی کہنا لازم نہیں آتا بلکہ جناب کی تحریر سے خود حضرت امام اعظم رحمہ

اللہ اور جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کو کہ جن میں سینکڑوں مقام ولایت میں کامل اکمل ہیں معتزلی بلکہ ملحد مرتد کے قریب پہنچانا آپ کا کھلا ارشاد ہے سماعت موتی کا انکاری شخص معتزلی ہے اس بناء پر سارے حنفی جن میں کروڑ ہا اولیاء اللہ اور غوث اور قطب ہیں سب کے سب معتزلی اور بدعتی آپ کی تحریر سے بن گئے معاذ اللہ الزام ہم انہیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

یا مولانا......... آپ نے کھلے اور صاف لفظوں میں لاکھوں کروڑوں علمائے حنفیہ اور اولیاء رحمہم اللہ کو معتزلی بنایا اس کے کفارہ میں آپ جب تک سو مرتبہ اس آیت شریف...... رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ .... اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا اگر حضور معاف نہ فرمائیں اور رحم نہ کریں گے تو ہم برباد ہو جائیں گے...... نہ پڑھیں گے اور اس کا ثواب ان علماء حنفیہ رحمہم اللہ کی ارواح کو جو سماعت موتی کے قائل نہ تھے اور جناب نے اپنی لاعلمی سے انہیں معتزلی بلکہ کچھ اور آگے تک کہہ دیا جو نہ بخشیں گے اس وقت تک یہ قصور آپ کا معاف نہ ہوگا اور اس عمل کی صورت میں امید ہے کہ شاید معاف ہو جائے آئندہ آپ کو اختیار ہے.......... وما علینا الا البلاغ

قولہ:۔ بلکہ یہ شخص بزعم باطل امام پر بھی دھبہ لگائے گا۔

اقول:۔ یہاں تو آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ایسا بے توقیری سے کیا جیسے کوئی دشمن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یا کوئی غیر مقلد اعتراض کے موقعہ پر امام الائمہ سید المجتہدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام بے ادبی سے لیتا ہے نہ رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ نہ امام کے ساتھ اعظم کا لقب یہ کیا گستاخانہ کلام اور تحریر ہے جس کے پاس سے بھی ادب نہیں گذرا.......... بے شک غیر مقلد ہمارے امام الہمام رحمۃ اللہ علیہ کا نام اس طرح بے وقعتی سے لیتے ہیں......... جس طرح عمرو مولف رسالہ ثبوت سماعت موتی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ہرگز تسلیم نہ کرے گا بلکہ امام رحمۃ اللہ علیہ پر تبرا کرنے اور امام اعظم رحمہ اللہ بھی ہرگز تسلیم نہ ہوگا خداوند تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایسی خود پرستی سے بچائے۔

قولہ:۔ حالانکہ ہمارے امام پاک ہیں اس لوث سے اور وہ بری ہیں اس عقیدہ سے۔

اقول :۔ یہ توایسی بات ہے کہ جیسے کسی شخص کے بدن میں تیر آ کر لگا مگر وہ بیچارہ سادہ لوح یہ ہی کہتا تھا کہ خدا کرے میرے بدن میں تیر لگنے کی خبر جھوٹ ہو۔

امام اعظمؒ اور عدم سماع موتیٰ :۔اے حضرات..........خاص امام اعظم رحمہ اللہ علیہ سے عدم سماعت موتی کی روایت موجود مذہب حنفیہ کے اصول کی کتابیں امام محمد صاحب کی تالیفات جن کا نام ظاہر الروایت مشہور ہے اس میں سے جامع الصغیر کی شروحات جو اکابر علماء حنفیہ کی تالیفات سے ہیں وہ موجود ہیں جس میں صاف صاف عدم سماعت موتی کا مسئلہ منقول ہے پھر ہدایہ اور ہدایہ کی شروح میں بالتصریح عدم سماعت موتی کا ثبوت پھر کنزالدقائق کی شرحیں کھول کھول کر کہہ رہی ہیں کہ عندالحنفیہ سماعت موتی اصلاً ثابت نہیں ہے..........ماسوا ان کے بہت سے فتاوے حنفیہ اس مسئلہ کو لکھتے چلے آتے ہیں کہ بالضرور حنفیہ مذہب میں نہ سننا اموات کا محقق ہے اور ثبوت سماعت اموات کا کچھ پتہ نہیں ہے اس پر بھی کوئی سادہ لوح حنفی ہو کر یہ کہے کہ حالانکہ ہمارے امام پاک ہیں اس لوث سے پس بالیقین یہ بات اس تیر کھانے والے شخص سے کم نہیں ہے..........ہاں یہ ممکن ہے کہ مولانا عمرو کا امام حضرت امام اعظمؒ کے سوا کوئی دوسرا امام ہو تو ان کا نام عمرو بتائے کہ وہ دوسرے کون سے امام آپ کے ہیں جو عدم سماعت اموات کے لوث سے پاک ہیں۔

قولہ:۔اہل انصاف سے امید رکھتا ہوں کہ اس تحریر کو بے تعصب ملاحظہ فرمائینگے۔

اقول:۔لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللهِ اَنْ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ ٥

خلاصہ:۔اے لوگو..........کیوں کہتے ہیں وہ بات جو خود نہیں کرتے لوگوں سے کہنا اور خود نہ کرنا خدا کے بڑے غصہ کا کام ہے۔

متعصب کون ؟:۔عمرو اپنے رسالہ کے ناظرین کو تعصب بری ہونے کی نصیحت کرتا ہے اور خود تعصب اور ناانصافی کے دریا میں غرق ہے اور تعصب بھی وہ تعصب جو شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔

پہلا تعصب :۔سب سے بڑا تعصب عمرو کا یہ ہے کہ کلام الٰہی کی آیتوں کے تراجم بدلے اور

دوسری کتابوں کی عبارتیں بدل ڈالیں اور اپنے مطلب کے موافق اصل عبارتوں میں تحریف کی۔

دوسرا تعصب:۔ایک کتاب سے عبارت نقل کی جو فقرہ اپنے مطلب کے خلاف دیکھا ان کو درمیان سے اڑا دیا باقی مطلب مطلب کی عبارت لے لی۔

تیسرا تعصب :۔جو علماء صراحتاً سماعت اموات کے انکاری ہیں عمرو نے ان کو بھی عوام کو دھوکا دینے کے لئے سماعت اموات کے ماننے والوں میں شمار کرلیا۔

چوتھا تعصب :۔جھوٹی اور فرضی کتابوں کے نام اپنی طرف سے تصنیف کر کے لکھ دیئے.....
مثلاً.......عمرو نے اپنے رسالے کے صفحہ ا سطر ١٦ میں کہا ہے کہ تاریخ نیشاپور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں سماع موتی کی فلاں روایت موجود ہے حالانکہ امام احمد کی ساری دنیا میں نہ کوئی تاریخ نیشاپور ہے اور نہ اس میں سماع موتی کی کوئی روایت ہے یہ سب سراسر غلطی اور تعصب نہیں تو کیا ہے۔

پانچواں تعصب:۔شاید عمرو نے چھوٹے چھوٹے رسالے دیکھے ہونگے مگر عوام کے جتانا کرنے اور اپنی برائی دکھانے کو بڑی بڑی وہ کتابیں جو عمرو نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھی ان کے حوالے اور ان کے نام درج کر دیئے.........اللہ اکبر.............کس قدر جھوٹ اور کیسا سخت تعصب ہے اپنی بات کی جانب داری میں کیسا جھوٹ بولا ہے اور کیا غضب کیا کیسا آخرت کا وبال ذمہ لیا۔

چھٹا تعصب:۔سماعت اموات کے نہ ماننے والوں کو اپنے تعصب سے معتزلی لکھا اور ملحد مرتد کے قریب پہنچایا، حالانکہ سماعت کو نہ تسلیم کرنے والا گروہ کثیر صحابہؓ اور تابعینؒ اور خود حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور لاکھوں جناب کے مقلدین وفقہاء کاملین ہیں۔
اللہ اکبر.......کیسا بڑا تعصب ہے کہ اپنی رائے کے سامنے لاکھوں کاملین واصلین کو معتزلی کہہ کر اپنی عاقبت خراب کرلی

ساتواں تعصب:۔زید جو عمرو کا فرضی مقابل ہے اس کیلئے کیسے کیسے ناملائم اور خلاف تہذیب

کس قدر الفاظ استعمال کیئے۔

غور سے سنیئے............ پہلا نافہم.........کج فہم.........امام اعظمؒ پر دھبہ لگانے والا .....امام کو بدنام کرنے والا.........زید نے اپنے زعم باطل میں اپنے امام کو خلاف حدیث اور اجلہ علماء کرام کو بدعتی سمجھا..........زید ایک ادنی حقیر.........زید صاحب اضلال مبین.....لیکن منکر بھی مرغے کی ایک ہی ٹانگ کہے جائے گا.........منکر ڈوبتا تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے....مانعین تبرائی کو حق گوئی سمجھے ہوئے ہیں..........اب تو کوئی منع کر کے دیکھ لے کتنی سر پر پڑتی ہیں (یعنی جوتیاں) چشم پوشی حق سے کر لی حق کو چھپالیا..........اولیاء اللہ کو بدعتی بنالیا...........مذہب معتزلہ کا اختیار کر لیا وغیرہ وغیرہ پاک الفاظ اور نہایت شائستہ اور شستہ جملے آب زر سے لکھنے کے قابل عمرو مؤلف کی زبان مبارک سے نکلے ہیں........عمرو کے معتقدین ان الفاظ کا تعویذ بنا کر رکھیں کہ شاید ایک زمانہ کے بعد یہ مبارک لفظ سننے میں نہ آئیں گے۔

اب ناظرین کی خدمت میں گذارش ہے کہ.........جو شخص ایسے ایسے افعال ناجائز کا مرتکب ہو ایسے ایسے خلاف تہذیب الفاظ تحریر میں لائے اس قدر تعصب کے دریا میں غرق ہوگیا وہ شخص دوسروں کو یہ نصیحت کر سکتا ہے کہ میری تحریر کو بے تعصب ملاحظہ کرنا........یہ وہی مثل ہے........خود را فضیحت دگر را نصیحت........مگر ہم تو عمرو کو دعائے خیر ہی سے یاد کریں گے۔

قولہ:۔احقر اول دلائل ثبوت پیش کرے گا۔

اقول:۔مولانا دلائل ثبوت پیش کیجئے اور ضرور کیجئے ہم بھی آپ کے دلائل ثبوت کے مشتاق ہیں مگر للہ مبحث کے اندر رہ کر جو دلائل مبحث سے خارج محل نزاع سے الگ ہوں گے وہ آپ ہی کے قول کے موافق بے کار و بے سود ہوں گے۔

کیونکہ جناب خود اس بات کو تسلیم کر چکے اور خود ہی اپنے رسالہ ثبوت کے صفحہ ۱۴ سطر ۱۸ میں تحریر فرما چکے ہیں پھر مانعین کو کیا سود جو محل نزاع ہی نہیں اس اپنے فقرہ کو خوب یاد رکھیں یہ آپ کا ہی فرمودہ فقرہ ہے اور ہمیں بھی تسلیم ہے اور شاید حضور کا یہی فقرہ جناب کے سارے رسالے کی

جڑا کھاڑ دے گا اسکو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو!

قوله:۔ زاں بعد جوابات منکرین کے اعتراضوں کو جن کو لا حال جانتے ہیں عرض کریگا۔

اقول:۔ آپ کو معلوم بھی ہے کہ منکرین سماع موتی کون کون الوالعزم بزرگ ہیں سب سے اول بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کی شان عالی میں نبی معصوم جد حسین مظلوم سید المرسلین ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے ایک تہائی دین تم کو عائشہؓ سے ملے گا..........

منقبت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:۔ اسد الغابہ ج۵ص۵۰۴....... وکان اکابر الصحابة یسألونها عن الفرائض وقال عطاء کانت عائشة رضی اللہ عنہا من افقه الناس وقال عروة مارأیت اعلم بفقه من عائشة .... بڑے بڑے صحابہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے مسئلے پوچھتے تھے عطاء فرماتے ہیں بی بی صاحبہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں......عروہ کہتے ہیں کہ بی بی صاحبہ سے زیادہ کوئی بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا۔

خلاصہ.........یہ ہے کہ جناب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ہزار ہا جلیل القدر صحابی اور بے گنتی صدہا تابعی عالم فاضل بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد تھے۔

منکرین سماع موتی:۔ چنانچہ اسد الغابہ کی اس جلد وصفحہ میں مذکور ہے.........روی عنها عمرؓ بن الخطاب وکثیر من الصحابة ومن التابعین مالا یخفی ....پس جو بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن الخطاب اور ہزار صحابہ اور تابعین کی استاد ہیں........وہ بالتصریح فرماتی ہیں کہ سماع موتی ثابت نہیں اور سماع موتی کا ثابت کرنا صریح قرآن مجید کے خلاف ہے اور یہ انکار بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا ایک گروہ صحابہ کے سامنے تھا سب نے سن کر تسلیم کیا اور سکوت اختیار کیا۔

پھر صحابہ کے بعد تابعین تبع تابعین میں سب کے سردار حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سماع موتی کا انکار فرمایا پھر جناب کے لاکھوں مقلدین فقہاء، جو درجہ علم میں لاجواب اور بے مثل اور علم باطن میں اولیاء کاملین تھے سب نے انکار کیا جس کا مختصر سا ثبوت ہم آئندہ انشاءاللہ دیں گے۔

اب عمرو کو اختیار ہے کہ آنکھیں بند کر لے اور جسے چاہے منکر بتائے معتزلی کہے اسے اختیار ہے مگر آیت.........مایلفظ من قول الالدیه رقیب عتید............یاد رکھے۔

قولہ:۔ پھر تطبیق بین المذہبین عرض کرے گا۔

اقول:۔ عمرو نے جہاں تطبیق بین المذھبین بیان کی ہے

وہاں جناب کچھ گرہ سے نہیں لائے بلکہ ایک شخص شافعی المذہب کے قول کو لیا ہے اور اپنے امام کے مذہب کی تقلید چھوڑ دی ہے۔ ہم تو جب جانتے کہ یہ تطبیق آپ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ یا قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے مگر وہاں تو جناب نے حنفی مذہب کو خیر باد کہا شافعی مذہب کے شخص کے مقلد ہے۔

عمرو تو ان کی تقلید کریں گے جو ان کے مطلب کی کہے گا شافعی ہو یا مالکی ہو یا شیعہ ہو چنانچہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں بڑے بڑے شمر جیسے شیعہ لوگوں کی روایتیں لائے ہیں جسکا ہم ثبوت انشاء اللہ آئیندہ دیں گے اور ناظرین پر ظاہر کریں گے۔

قولہ:۔ ورنہ حقیقتاً سماع موتی اجماعی مسئلہ ہے کل اس کے قائل ہیں ہاں معتزلہ اس کے منکر ہیں وہ سماع موتی کے قائل نہیں۔

اقول:۔ عمرو کو نہ یہ خبر کہ مذہب اہل سنت والجماعت اشعریہ ماتریدیہ کا اس مسئلہ میں کیا ہے نہ اس کو یہ معلوم ہے کہ معتزلہ کا اس باب میں کیا خیال اور کیا اعتقاد ہے نہ اس کا پتہ لگا کہ اہل سنت اور معتزلہ میں کس مسئلہ پر نزاع ہوا ہے.............کہیں اہل سنت کا مذہب معتزلہ کی طرف منسوب کر دیا........کبھی معتزلہ کا مذہب اہل سنت کے ذمہ لگا دیا........ایسی بے سری تقریر سے عمرو ہی کو وجد اور ذوق ہوگا ہمیں تو سخت نفرت ہے۔

اہل سنت والجماعت کے علم عقائد اور کلام کی کتابیں موجود ہیں اشعریہ کی بھی اور ماتریدیہ کی بھی کتابوں میں صاف طور سے سماع موتی کا انکار موجود ہے...........لیجئے اشعریہ کی کتابوں سے شرح مقاصد ملاحظہ ہو مطبع استنبول ج ۲ ص ۱۲۳..........ولا نزاع فی ان المیت لایسمع ....اس

میں کسی کو نزاع یعنی کسی اہل سنت والجماعت کو نزاع ہی نہیں کہ مردہ بے شک نہیں سنتا۔

فرقہ معتزلیہ صالحیہ :۔اور ماتریدیہ کی کتابوں سے شرح مواقف سید شریف جرجانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاحظہ ہو مطبع نولکشوری فرقہ باطلہ کا ذکر ص ۵ ۷ سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں کہ ایک شاخ معتزلی فرقہ کی صالحیہ فرقہ ہے یہ بھی معتزلی ہیں کہتے ہیں کہ میت میں سننا اور دیکھنا اور علم اور قدرت سب کچھ موجود ہے.........انھم جوزوا قیام العلم والقدرة والارادة والسمع والبصر بالمیت ....یعنی معتزلی صالحی فرقہ والے.........موتی کا عالم ہونا...... قدرت والا ہونا......سننے والا اور دیکھنے والا........ہونا تسلیم کرتے ہیں پس اسی خاص فرقہ معتزلہ صالحیہ کا جو مذہب ہے وہی عمر و مؤلف رسالہ ثبوت سماع موتی نے اپنے رسالہ میں واضح طور سے ثابت کیا ہے۔

اسی باطل مذہب اور معتزلی خیال کو اہل سنت کے ذمہ تھوپا ہے اسی باطل خیال پر کودا اچھل رہا ہے اسی ناپاک فرقہ کا ہم خیال ہو کر امام اعظمؒ اور لاکھوں فقہاءؒ اور کروڑوں اہل سنت کو معتزلی بلکہ مرتد یا ملحد کے قریب پہنچا رہا ہے........معاذ اللہ من سوء الاعتقاد۔

مسلمانو............ہوشیار ہو جاؤ کہ اہل سنت والجماعۃ بری اور پاک ہے ایسے سماعت موتی کے تسلیم کرنے کے لوث سے جبکہ صرف فرقہ معتزلیہ صالحیہ اس کا قائل ہے۔

قولہ:۔اب تھوڑے سے دلائل پیش کرتا ہوں۔

اقول:۔ضرور بالضرور دلائل پیش کیجئے کیونکہ ایک عرصہ سے جناب دعوی بلا دلیل کرتے رہے ہیں...... ہاں اب دلائل پیش کیجئے مگر بچے تپے اور مبحث کے اندر پھر حنفی مذہب کی کتابوں سے اگر اس کے خلاف کرو گے اور خلاف کیا ہے تو اس کا نتیجہ ہوگا کہ غیر مقلد اور نا سمجھ کہلاؤ گے۔

قولہ:۔اور حاکم نے مستدرک میں نقل کیا اور بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا۔

اقول:۔عمرو نے مستدرک کتاب کا بے دیکھے نام لکھا ہے اور جس رسالہ میں عمرو نے مستدرک کا حوالہ دیکھا ہے اس رسالہ کا نام عمرو نے چھپایا ہے اور یہ فعل شرعاً ناجائز ہے اور ایک قسم کا جھوٹ ہے۔

قوله:۔ کنت ادخل بیتی الذی فیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وانا واضع ثوبی. الخ

اقول:۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

عمرو ممبر پر بہت کودتے اچھلتے تھے کہ ہزار دلیلیں حنفی مذہب کی اور دو ہزار دلیلیں موجود ہیں مگر جب جسد مبارک سے دلائل برآمد ہوئے تو یہ، جن کا سر نہ پیر بے تکے.........سبحان اللہ........حنفی مذہب سے اور مستدرک حاکم کی اس ضعیف اور منکر مردود روایت سے کونسا تعلق ہے عمرو کا حنفیت کی قید کے ساتھ مقید دعوے کے ثبوت میں یہ روایت پیش کرنا سراسر بے علمی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ فن مناظرہ میں عمرو مؤلف کو کچھ بھی معلومات نہیں ہیں۔

کیونکہ دلیل کا دعوے کو مستلزم ہونا علم مناظرہ کی رو سے فرض ہے اور وہ یہاں ندارد جسکی تصریح ہم ابھی انشاء اللہ کئے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ عمرو پر اس روایت کے پیش کرنے پر چند زبردست بڑے بڑے اعتراض وارد ہوتے ہیں جنکو عمرو غور سے دیکھے۔

پہلا اعتراض بمع جواب:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پردہ والی روایت پر پہلا اعتراض اور اس کا جواب علمائے علم مناظرہ کی جانب سے اور وہ یہ ہے کہ اس خاص دعوے اور اس کی دلیل میں کوئی تعلق نہیں یہ تقریب غیر تام ہے جو باطل ہے کیونکہ دلیل دعوے کو مستلزم نہیں ہے دعوے اور سوال میں حنفی مذہب کی قید ہے سوال حنفی مقلد کی جانب سے حنفی عالم کی خدمت میں دارو مدار دعوے کا حنفی مذہب ہے پس جواب حنفی مذہب سے ہونا فرض ہے ورنہ جواب غلط ٹھہرے گا۔ حجة المقلد قول المجتہد مقلد کیلئے اس کے امام کا قول کافی ہوتا ہے۔

اگر جناب کے پاس امام رحمۃ اللہ علیہ کا قول موجود نہیں ہے تو شرمائیے نہیں صاف کہہ دیجئے کہ میرے پاس امام اعظم سے کوئی روایت یا فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کا مفتی بہ قول نہیں ہے جال میں زبردستی امام اعظم یا فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے ذمہ سماع موتی کا مسئلہ نہ لگائیں اور عوام الناس کو

اس جالمیں نہ پھنسائیں خوف خدا کیجئے غریب لوگوں کو ادھر ادھر کی باتوں میں نہ بہلایئے حنفی مذہب پکار پکار کر کہتا ہے کہ بی بی عائشہؓ کی یہ روایت ضعیف اور منکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بالکل متروک بلکہ مخالف مذہب حضرت عائشہؓ کے ہے۔

دوسرا اعتراض بمع جواب:۔ اصول فقہ حنفیہ میں صاف لکھا ہے کہ شرعی مسئلوں کے دلائل چار ہیں۔

اول .... کتاب اللہ عزوجل

دوم .... حدیث صحیحہ مرفوعہ

سوم .... اجماع

چہارم .... قیاس

سب سے اول درجہ .... کتاب اللہ کا ہے

پھر دوسرا درجہ .... حدیث مرفوعہ کا ہے

پھر تیسرا درجہ .... اجماع کا ہے

پھر چوتھا درجہ .... قیاس کا ہے

مگر عمرو مؤلف نے سب سے اول اپنا من گھڑت قیاس دلیل میں پیش کیا ہے جو عمرو کی لاعلمی پر صاف دلالت کرتا ہے کہ عمرو علم اصول فقہ سے بھی کورا ہے اور اہل علم کی اصطلاح اور طریق کے موافق استدلال کرنا نہیں جانتا اندھادھند ہانکتا ہے بی بی عائشہؓ والی روایت ایک اثر صحابی ہے جو کسی طرح کلام الہی اور حدیث صحیحہ مرفوعہ سے مقدم نہیں ہوسکتا۔

پھر جب اس اثر میں بھی کوئی لفظ سماع موتی کے متعلق موجود نہ تھا تب عمرو نے اپنا قیاس لگایا کہ بصارت کا اقرار اور سماعت کا انکار تو عجیب طرفہ اس اپنے زوردار قیاس سے زبردستی عمرو نے بی بی عائشہؓ کی اس روایت کو سماع موتی کی دلیل بنائی اور سب سے اول میدان مناظرہ میں اپنے ان گھڑ قیاس کو پیش کیا جس نے عمرو مؤلف کی علم اصول سے ناواقف کو پورا اظہار کردیا۔

اگر عمرو ہم سے مشورہ لے کر رسالہ ثبوت سماعت لکھتا تو ہم ضرور اسے مشورہ دیتے کہ اگر عمرو کے پاس قرآن مجید کی آیت یا امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا قول نہیں ہے اور عمرو ادھر ادھر روایتیں پیش کرنا چاہتا ہے تو سب سے اول با قاعدہ قصہ بدر کی روایت یا خفق نعال والی روایت جو مرفوع ہے پیش کرے گو یہ روایتیں بھی عمرو کو مفید نہیں تھیں مگر اس اصولی اعتراض سے نجات ہو جاتی اور استدلال کسی قدر با قاعدہ ہو جاتا۔

تیسرا اعتراض بمع جواب:۔سماع اموات کا مسئلہ عالم برزخ کا مسئلہ ہے اور اسرار غیبیہ میں سے ہے نیز عمرو کے قول کے موافق اعتقاد کا مسئلہ ہے عمرو کے نزدیک جو اس کا منکر ہے وہ گمراہ اور معتزلی بلکہ شاید جہنمی بھی ہو اور جو سماعت اموات کو تسلیم کر دے وہ شاید عمرو کے نزدیک ولی اللہ ہے ایسا کچھ زبردست اعتقاد کا مسئلہ تھا جسکے ثبوت کیلئے بیچارہ عمرو ایک روایت ضعیف بلکہ منکر جس کی صحت عمرو مؤلف سے قیامت تک ثابت نہ ہوگی۔

پھر وہ بھی خیال ایک صحابیہؓ کا وہ بھی ایسا کہ اس کے خلاف میں اسی صحابیہ بی بی سے صحیح صحیح روایتیں بخاری شریف میں موجود ہیں، پھر اس روایت میں کہیں بھی کوئی جملہ کوئی فقرہ کوئی لفظ کوئی حرف سماع موتی کی نسبت موجود نہیں اگر ہے تو انگلی رکھ کر بتایا جائے ایسے موہوم اور وہمی من گھڑت قیاس سے ایسا زبردست عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرنا اعلی درجہ کی غفلت اور علم کلام اور عقائد سے ناواقفیت کی پوری دلیل ہے۔

کیونکہ علم عقائد کی کتابوں میں مصرح موجود ہے کہ عقیدہ کے مسئلہ کیلئے دلیل قطعی اور یقینی ہونی لازم ہے مقاصد جلد اول مطبع اسلام بول صفحہ ۵........ لا عبرۃ بالظن فی الاعتقادیات .... اعتقادی مسائل میں ظنی دلیل غیر معتبر ہے۔

چوتھا اعتراض بمع جواب:۔جب بی بی عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں کوئی لفظ سماع موتی کا عمرو مؤلف کو ملا تو جناب نے اس کم استعداد ہونے پر اپنے ساٹھ سال عمر کے قیاس کو شامل کیا اور یہ فرمایا اگر بصارت کا اقرار ہو اور سماعت کا انکار تو عجب طرفہ........ سبحان اللہ....

کیا روشن قیاس ہے عمرو چونکہ مجتہد نہیں ہے اس لئے اگر کسی استنجے کے مسئلہ میں قیاس کرتا تو بھی سخت گنہگار اور مرتکب سخت حرام کا ہوتا مگر اس دلیری اور جرائت کو دیکھو کہ برزخ کی باتیں اعتقادی مسئلہ اپنے قیاس سے ثابت کرتا ہے یہ عمرو نے کیسا ناجائز اورنامناسب کام کیا ....معاذ اللہ.....اگر عمرو نورالانوار کا باب القیاس بھی پڑھ لیتا تو اس کو معلوم ہو جاتا کہ کونسے مسئلوں میں قیاس جائز ہے اور کس میں ناجائز او قیاس صحیح کی شرطیں کیا ہیں۔

پانچواں اعتراض بمع جواب :۔بی بی عائشہؓ کی روایت سے سماع موتی ثابت کرنا حضرت عائشہؓ کے مذہب اور صریح قول کے مخالف اور مرضی کے خلاف ہے دیکھو بخاری شریف کتاب المغازی قصہ بدر میں روایت صحیحہ موجود ہے جس میں بی بی صاحبہؓ سماعت موتی کا سخت انکار فرماتی ہیں اور فقط انکار ہی نہیں بلکہ سماع اموات کو قرآن مجید کے مخالف اور عدم سماعت موتی قرآن سے ثابت کرتی ہیں۔

پس حاکم والی روایت سے سماعت اموات کا ثبوت کرنا بی بی صاحبہؓ کی مرضی کے خلاف ہے پھر کسی کے کلام کی توجیہہ اس کے اصول مسلمہ کے خلاف یا مذہب یا قول صریح کے مخالف کرنا منع اور ناجائز ہے کیونکہ........توجیہ الکلام بمالا یرضی به قائله ....منع ہے پس بی بی صاحبہؓ کی اس روایت کی وہ توجیہہ کرنی لازم ہوگی جو ان کے قول اور مذہب کے خلاف نہ ہو چنانچہ ہم اس کی توجیہہ کہہ دیتے ہیں۔

چھٹا اعتراض بمع جواب:۔مؤلف عمرو سب سے اول وہ روایت لایا کہ جس میں بی بی صاحبہؓ کا غیر محرم کی قبر پر جانا ثابت کیا آگے جا کر ایسی روایت لایا کہ جس روایت سے بی بی صاحبہؓ معاذ اللہ نہایت نازیبا امر کی مستحق ہوگئیں۔

اب دیکھیئے ....عمرو کی بھول اور ضعف ناتوانی اول صفحہ پر اپنے رسالہ کے یہ روایت لایا کہ بی بی عائشہ صاحبہؓ غیر محرم یعنی حضرت عمر بن الخطابؓ کے مزار پر جاتی تھیں.........پھر اسی رسالہ کے صفحہ آٹھ پر یہ روایت نقل کی کہ جب عورت قبر کی زیارت کو نکلتی ہے تو ملعونہ ہوتی ہے اور چاروں

طرف سے اسے شیطان گھیر لیتے ہیں.........واذا اتت القبر یلعنها روح المیت.......
جب عورت قبر پا جاتی ہے تو میت (یعنی روح) اس عورت پر لعنت کرتی ہے۔

اب اعتراض ہوتا ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہؓ حضرت عمرؓ کی قبر پر کیوں گئیں کیا معاذ اللہ آپ نے حضرت عمرؓ سے لعنت سننے کا کام کیا یہ کیسا لغو کلام ہے کہ جس میں صریح تعارض ہے اور یہ کیسی رافضی قوم کو مدد پہنچائی کہ معاذ اللہ بی بی عائشہ صدیقہؓ ایسے ایسے کام کرتی تھیں.......سبحان اللہ.....
کیا آپ حنفی اور کیا خاک سنی ہیں جو در پردہ صحابہ پر تبرا کرتے اور قوم رافضی کو تبرا کیلئے موقعہ دیتے ہو ذرا اہل انصاف ان روایتوں کو ملا کر دیکھیئے کہ کیا برا نتیجہ نکلتا ہے رسالہ درثبوت سماع موتی اول صفحہ کی روایت بی بی عائشہ صدیقہؓ حضرت عمرؓ کے مزار پر چادر اوڑھ کر تشریف لے گئیں۔

عمرو کے رسالہ ثبوت سماع موتی کے صفحہ ۱۴ کی روایت کہ بی بی عائشہؓ اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر جو بڑے قبرستان میں مدفون تھے تشریف لے گئیں.........ان دونوں روایتوں کے ساتھ تیسری وہ روایت جو عمرو مولف نے اپنے رسالہ ثبوت سماعت کے صفحہ آٹھ میں نقل کی ہے ملا لو۔

اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی عورت قبروں کی زیارت کے لئے نکلتی ہے تو ملعونہ ہوتی ہے اور چاروں طرف سے شیاطین اسے گیر لیتے ہیں اور جب عورت قبر کے پاس پہنچتی ہے تو میت کی روح اس عورت پر لعنت کرتی ہے۔

اب آپ حضرات غور کریں.......کہ عمرو مؤلف نے اول بی بی عائشہ صدیقہؓ کا ایک قبر کی زیارت کیلئے جانا ثابت کیا پھر یہ روایت نقل کی کہ زیارت کرنے والی قبروں پر جانے والی عورت ملعونہ ہے تو صاف لفظوں میں عمرو نے بی بی عائشہؓ کو ملعونہ کہا اور شیطان کے گھیرے میں داخل کیا۔

اب عمرو کے معتقدین سمجھیں.....کہ ان کا پیر بی بی معصومہ صاحبہؓ پر لعنت ملامت اور تبرے بازی کیوں کرتا ہے یہ کونسی عداوت نکالتا ہے ہمارے خیال میں بی بی عفیفہ معصومہ المومنین سیدہ عائشہؓ مؤلف کا کوئی قصور نہیں کیا سوائے اسکے کہ بی بی صاحبہؓ سماعت اموات کی قائل نہیں ہیں اور عمرو مؤلف قسم کھائے بیٹھا ہے کہ جو کوئی بھی سماع موتی کا انکار کرے گا وہ ضرور مورد لعنت بنایا اور

مرتد قرار دیا جائے گا.......... سچ ہے۔ حبک الشئی یعمی. الخ............

اب وضاحت کیلئے......... عمرو مؤلف کی ان روایتوں کو منطق کی شکل اول کی صورت میں بیان کرتے ہیں اور جناب ام المومنینؓ کے نام مبارک کی جگہ ہندہ فرضی نام لکھا جاتا ہے کیونکہ ہماری ہمت نہیں پڑتی جو اس کفریا رفض کی بار بار نقل کریں۔

سنئے................ صغرائی

ہندہ قبر کی زیارت کو گئی

کبریٰ......... جو کوئی عورت قبر کی زیارت کو جائے وہ ملعونہ ہے۔

اب لازمی طور سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ہندہ ملعونہ ہے۔

عمرو اور اسکے معتقدین کو یہ تبرے بازی مبارک رہے.......... لوگو.............. تمہارے پیر کا کلام ہے ضرور سونے کے پانی سے لکھوا کر اپنے پاس رکھو۔

ساتواں اعتراض بمع جواب:۔ بی بی عائشہ صدیقہؓ کے چادر اوڑھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبر کے اندر سے حضرت عمرؓ دیکھتے تھے..... کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی پاک بیبیاں ہمیشہ آنکھوں والے اور نابینا ہر ایک غیر شخص سے پردہ کرنے کی عادت رکھتی تھیں خود جناب فخر المرسلین ﷺ نے نابینا ابن ام مکتومؓ سے ازواج مطہراتؓ کو پردہ کرایا۔

بیبیوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ وہ تو اندھا ہے کچھ بھی نہیں دیکھتا ہم اس سے کیا پردہ کریں تو ارشاد فرمایا کہ وہ اگر چہ اندھا ہے مگر تم تو اندھی نہیں ہو......... مشکوٰۃ شریف نظامی دہلی ص ۱۰۶۱ میں یہ حدیث موجود ہے۔

پس امہات المومنینؓ کا تو بالکل نہ دیکھنے والے مردوں سے بھی پردہ ثابت ہے پھر بی بی عائشہ صدیقہؓ کا حضرت عمرؓ کی قبر سے پردہ کرنے سے عمرو کس طرح اور کس قاعدہ سے حضرت امیر المومنینؓ کی بصارت اور دیکھنا ثابت کر سکتا ہے یہ عمرو کی سراسر زبردستی نہیں تو کیا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ بی بی صاحبہؓ نے پردہ کیوں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نہایت عظمت

کی چیز ہے پھر اسلام کے طفیل سارے مسلمان لوگ بزرگ اور عظمت والے بن گئے لیکن ہر ایک شخص نے اپنی اپنی تقدیر کے موافق اس عظمت سے حصہ لیا اس مقدس اسلام نے ہمیں تعلیم کیا کہ جس شخص کے ساتھ جس طرح کا برتاؤ اور معاملہ اس کی حیات اور زندگانی میں کیا جاتا تھا وہی معاملہ اس کے مرنے کے بعد اس کی ہڈیوں کے ساتھ کیا جائے جو عظمت اس مسلمان کی زندگانی میں تھی اسکے قریب قریب مرنے کے بعد کرنا ادباً مناسب ہے۔

مثلاً زندہ عورت کو غیر محرموں سے پردہ کرنا لازم ہے مگر جب مرگئی اب وہ دائرہ شریعت سے نکل گئی اب اس پر نہ نماز فرض ہے اور نہ پردہ کرنا لازم ہے مگر اس کے وارثوں پر لازم ہے کہ عورت کے جنازہ پر گہوارہ لگائیں پردہ کے ساتھ جنازہ لے جائیں قبر میں اتارنے کے وقت عورت کی قبر کا پردہ کیا جائے۔

حالانکہ مردہ عورت مکلّف پردہ کی نہیں ہے مگر اوپر والوں کو اس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا مناسب ہے جو زندگانی میں کیا جاتا تھا نہ مردہ عورت پر پردہ واجب ہوسکتا ہے نہ وہ محل خواہش رہی جو کوئی اسے دیکھے پھر کفن کے چار کپڑوں میں لپٹی ہوئی کو کون دیکھ سکتا اور کفن سے منہ کھول سکتا ہے۔

اب دفن کرتے ہوئے قبر کا پردہ کیوں ہوا نہ یہاں کوئی مردہ عورت کو دیکھنے والا ہے نہ کوئی شے قابل دیکھنے کے موجود ہے نہ کفن میں عورت نظر آسکتی ہے قبر کا پردہ کس لئے ہے یہ صرف ادب آداب ہیں کہ جو حقوق اس میت پردہ نشین کی زندگانی میں تھے وہی بعد وفات ہر ایک مسلمان کو لحاظ رکھنے چاہئیں نہ کوئی دیکھنے والا ہے نہ کوئی چیز دیکھنے کے قابل ہے۔

پس اسی طرح بی بی عائشہ صدیقہؓ نے وہی حالت جو حضرت عمر فاروقؓ کی حیات میں پردہ کی تھی وہی بلحاظ ادب میت پر قائم رکھی یہ غرض نہ تھی کہ حضرت عمرؓ دیکھتے تھے اور اگر حضرت عمر فاروقؓ مزار کے اندر سے دیکھ سکتے تھے اور جناب کی نظر کو سینکڑوں من مٹی یا قبر مبارک کا پتاؤ روک نہ سکتا تھا تب غور طلب بات یہ ہے کہ بی بی صاحبہؓ چادر جناب عمر فاروقؓ کی نظر کو بی بی صاحبہؓ کے دیکھ لینے سے کس طرح روک سکتا ہے جو نظر زمین کی تہہ میں سے پار ہو جائے وہ ایک چادر سے کس طرح رک سکتی

ہے اور بی بی صاحبہؓ کو اس بناء پر چادر اوڑھنے سے کیا نفع ہوگا پردہ ہی غلط ہو جائے گا۔

دوسری مثال یوں سمجھو کہ مثلاً کعبہ اسلام میں قابل ادب جگہ ہے مکہ میں ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ کعبہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے یہ پیشاب وغیرہ نہ کرے اس کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے کعبہ کی طرف پاؤں نہ کرے یہ سب کعبہ کے ادب اور کعبہ کے سامنے کرنے کے مترادف ہیں۔

مگر جب کعبہ سے نکل کر دور چلے آئے اب کعبہ تو بذات خاص موجود نہیں ہے مگر کعبہ کی جگہ اور سمت اس کے قائم مقام ہے جو ادب کعبہ کا تھا اسکے قریب کعبہ کی سمت کا ادب ہے تو اب سمت کعبہ کی طرف بھی پیشاب نہ کرو، وغیرہ وغیرہم۔

اگر کعبہ اور شے ہے اور سمت اور شئ دونوں میں فرق بہت بڑا ہے اسی طرح جو ادب ازواج مطہراتؓ حضرت عمر فاروقؓ کا ان کی حیات میں کرتی تھیں اور جیسا پردہ ان کی حیات میں آپ سے کیا کرتی تھیں......اسی طرح اسی ادب کو بعد وفات لحاظ کر کے بی بی صاحبہؓ نے آپ کی قبر سے جو قائم مقام آپ کے تھی پردہ کیا یہاں دیکھنا حضرت عمرؓ کا مزار کے اندر سے کسی عادل اور عالم کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔

آٹھواں اعتراض بمع جواب:۔حیا کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ جس شخص سے حیا کی جائے وہ اس جگہ موجود بھی ہو اس کا وہاں موجود ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف اس کے اخلاق اور مزاج کا تصور ہونا کافی ہے........دیکھو بخاری شریف باب مناقب حضرت عمر فاروقؓ میں حدیث موجود ہے جس وقت حضور اکرم ﷺ ایک رات جنت کی سیر فرما رہے تھے یکا یک جناب ﷺ کو ایک محل کے نیچے نہر پر ایک عورت منہ دھوتی ہوئی نظر آئی حضور ﷺ کا ارادہ تھا کہ اندر سے محل کو ملاحظہ کرتے مگر معلوم ہوا کہ یہ محل حضرت عمرؓ کا ہے اور یہ عورت بی بی حضرت عمرؓ کی ہے حضور اکرم ﷺ اس محل میں تشریف نے لے گے اور صبح کو حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ.........اے عمرؓ مجھے تیری غیرت یاد آئی اس وجہ سے میں اس محل میں نہ گیا۔

اب غور سے دیکھئے........کہ وہاں حضرت عمرؓ موجود نہ تھے۔صرف حضرت عمرؓ کے اخلاق کا

تصور جناب علیہ السلام کے ذہن مبارک میں تھا فقط ذہن کا تصور باعث ہوا ایک حجاب اور غیرت کا اور مانع ہوا حضور سید المعصومین ﷺ کو محل کے سیر دیکھنے سے۔

اسی طرح حضرت ام المومنینؓ کو ازواج مطہرات کے پردہ کا نہایت خیال اور انتظام تھا یہ سارے پردہ کے متعلق آیتیں آپ ہی کی دعاء کا نتیجہ ہے بس بی بی صدیقہؓ کو حضرت امیر المومنین کے اخلاق کا علم امیر المومنین کا پردہ کے باب میں سخت ہونا خوب معلوم تھا........ بس اسی ذہنی خیال اور تصور کے باعث بی بی صدیقہؓ چادر اوڑھی یہی ذہنی خیال باعث حیا اور حجاب کا ہوا جس طرح حضور اکرم ﷺ کو حضرت عمرؓ کے مزاج کا تصور محل میں جانے سے مانع اور روکنے والا ثابت ہوا یہ غلط خیال ہے کہ حضرت امیر المومنین مزار کے اندر سے دیکھ رہے تھے۔

نوواں اعتراض بمع جواب :۔ شریف خاندان کو عورتوں کے مزاج میں ایک قدرتی حیا اور غیرت ہوتی ہے غیر مرد کے استعمال کی ہوئی یا برتی ہوئی چیز سے فطرتی انہیں نفرت اور غیرت اور حیا اور شرم اور اٹک ہوتی ہے۔ جس کو ہر ایک شریف مرد بھی جان سکتا ہے غیر مرد کا جھوٹا کھانا غیر مرد کا پیا ہوا پانی کوئی عورت پینا گوارا نہ کرے گی شریف پردہ والی عورت کبھی غیر مرد کی چارپائی یا بستر پر نہ بیٹھے گی بلکہ اس بستر سے حیا کرے گی وہ بستر دیکھ سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

الغرض......... جس کسی چیز سے غیر مرد کو تعلق رہ چکا ہے شریف عورت ضرور اس چیز سے الگ اور دور رہے گی پھر شریف عورتیں بھی کون؟ ازواج مطہرات صلوٰات اللہ علیہن اجمعین جن کی شان عالی میں قرآن نازل ہوا کہ........ اے بیبیوں تمہارا رتبہ جہاں بھر کی عورتوں سے زیادہ بڑا ہے۔

پھر ازواج مطہرات میں بھی کون؟ بی بی عائشہؓ جن کی عفت اور عصمت میں قرآن مجید کا پورا ایک رکوع موجود ہے جو جہاں بھر کی استاد اور صحابہ کی پیر مرشد کس طرح اس قبر سے پردہ نہ کرتیں جس میں غیر محرم مدفون تھے کیونکہ اس وقت حجرہ شریف کو ایک غیر محرم شرعی سے نسبت اور تعلق ہو گیا تھا اس لئے بی بی صاحبہؓ فطرتی اور خداداد حیا اور عظمت کے تقاضہ سے چادر اوڑھی نہ یہ کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ دیکھ رہے تھے........ معاذ اللہ..............

کیونکہ جب تم خود بی بی عائشہؓ سے پوچھو گے کہ آپ کے نزدیک قبر والے دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں تو بی بی صدیقہؓ بڑے زور سے فرمائیں گی کہ ہرگز کوئی مردہ قبر والا سنتا ہے نہ دیکھتا ہے پھر بی بی صاحبہؓ کے چادر اوڑھنے سے یہ مراد نہیں لی جاسکتی کہ عمرؓ دیکھ رہے تھے بلکہ یہ حیا بی بیؓ کی مزاجی حیا تھی جس کے باعث کپڑا اوڑھا۔

دسواں اعتراض بمع جواب :۔عمرو مؤلف رسالہ ثبوت سماع حنفی مذہب کی رو سے یہ بتائے کہ جب کوئی قبر کی زیارت کو جاتا ہے تو قبر کی زیارت کرتا ہے یا قبر والے کی زیات کرتا ہے حنفی مذہب کے رو سے جواب دیا جائے......پس اگر عمرو حنفی مذہب ہے تو ضرور بالضرور یہی کہے گا کہ زیارت کو جانے والا قبر کی زیارت کرتا ہے قبر والے کی زیارت نہیں کرتا جیسا کہ ہدایہ عالمگیری وغیرہ حنفی مذہب کی کتابوں میں صاف لکھا ہے سر دست ہدایہ کا قول پیش کیا جاتا ہے.....

☆ ہدایہ مصطفائی جلد اول الیمین فی القتل والضرب ص ۴۸۴......والمراد من الدخول زیارتا وبعدالموت یزار قبره لاهو ....مرنے کے بعد قبر کی زیارت ہوتی ہے میت کی زیارت نہیں ہوتی۔

بس حنفی مذہب کی رو سے بی بی صدیقہؓ کا حضرت امیر المومنین کی قبر پر جانا امیر المومنین کی زیارت نہ تھی بلکہ حضور ﷺ کے مزار اور قبر مبارک کی زیات تھی تو ضرور ہے کہ وہ پردہ اور حجاب بھی مزار یا قبر مبارک سے تھا نہ صاحب قبر سے اور روایت مذکورہ میں لفظ مضاف محذوف ہے یعنی حیاء من قبر عمرؓ بی بی عائشہ صدیقہؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کی قبر سے حیا کر کے پردہ کیا چادر اوڑھی نہ حضرت عمرؓ سے کیونکہ زیارت قبر کی تھی نہ زیارت حضرت عمرؓ کی قبر کا سامنا تھا نہ حضرت عمرؓ کا پس جب وہ پردہ ہی حضرت عمرؓ سے نہ تھا بلکہ قبر سے تھا پھر حضرت عمرؓ کی بصارت کس طرح ثابت ہوگی۔

گیارھواں اعتراض بمع جواب :۔ہم اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ مزار پر انوار میں حیات ہیں اور آپ کی بیویاں بدستور جناب کے عقد شریف میں باقی ہیں پس کس طرح بی بی عائشہ صدیقہؓ نے یہ جرأت کی کہ حیات النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری میں

جناب کی آنکھوں کے سامنے ایک غیر محرم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک معمولی چادر اوڑھ کر آج کوئی بیٹھیں۔

کیا آجکوئی شریف اپنی عورت کو چادر اڑھا کر غیر مرد کے سامنے لابٹھائے گا یا کوئی پردہ والی عورت اس طرح چادر اوڑھ کر غیر مرد کے سامنے چلی آئے گی ہرگز ہرگز نہیں......پس یہ روایت نہایت بے تکی ہے اور کسی رافضی کی بنائی ہوئی ہے جو کہ در پردہ اہل سنت میں بی بی معصومہؓ کی توہین جاری کرنا چاہتا ہے..............نعوذباللہ من ذالک

بارھواں اعتراض بمع جواب :۔ بی بی عائشہؓ کی اس روایت کو سوائے ایک حاکم رافضی کے کسی دوسرے محدث نے اسکی صحت کا اقرار نہیں کیا اور حاکم رافضی کی تصحیح پر اعتبار کرنا اہل سنت والجماعت اور روئے زمین کے محدثین کے خلاف ہے کیونکہ محدثین کے نزدیک یہ بات طے ہو چکی ہے کہ حاکم جھوٹی اور موضوع حدیثوں کو صحیح کہہ دیتا ہے اور وہ اس کام میں بڑی خیانت کرتا ہے۔

☆ میزان الاعتدال مطبوعہ لکھنو جلد۲ص ۴۰۲....لکنہ یصحح فی مستدرکہ احادیث ساقطة ویکثر من ذلک فما ادری ھل خفیت علیہ فما ھو یمن یجھل ذلک علیہ وان علم فھذہ خیانة عظیمة ثم ھو شیعی مشھور بذلک.

خلاصہ :۔ حاکم اپنی مستدرک میں غیر معتبر اور ساقط الاعتبار روایتوں کی تصحیح کرتا ہے ایسا تو وہ شخص نہ تھا کہ اس کو اس کا علم نہ ہوا گر جان کر اس نے ایسا کیا تو یہ بڑی بھاری خیانت ہے پھر حاکم مشہور نامی گرامی شیعہ ہے.........پھر اسی میزان الاعتدال اسی جلد اور ص ۴۰۲ میں لکھا ہے حاکم رافضی خبیث تھا۔

مسلمانو......غور کرو مولانا عمرو کیسے سنی ہیں کہ سب دلیلوں سے اول ایک خبیث رافضی کی صحت کردہ روایت لائے اور لائے بھی کس کام کے لئے ایک بڑا فرضی ضروری لازمی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ثابت کرنے کے لئے ہمیں شبہ ہوتا ہے کہ شاید عمرو کا میلان دوسری طرف ہوا ہے کیا سارے سنی محدث اڑ گئے تھے یا ان کی کوئی روایت چوبیس علموں کے عالم کو معلوم نہ تھی جو

ایک رافضی کی روایت سب سے اول اور مقدم پیش ہوئی..........نہیں بلکہ جس سے کسی کو محبت زیادہ ہوتی ہے اسی کا نام سب سے اور زبان اور قلم سے نکلتا ہے۔

عمرو کو مناسب تھا کہ قرآن مجید کی آیت اول میں لاتا یا بخاری و مسلم وغیرہما صحاح ستہ وغیرہ اہل سنت کی کتابوں سے کوئی روایت یا ہدایہ عالمگیری یا قاضی خان وغیرہ یا حنفی مذہب کی کتابوں سے کوئی دلیل پیش کرتا جبکہ عمرو نے تو سب کو چھوڑ کر ایک رافضی کو پکڑ لیا ضرور یہ بات شبہ ڈالنے والی ہے۔

تیرھواں اعتراض بمع جواب:۔اہل سنت والجماعت کے محدثین کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حاکم کی روایت پر جب اعتبار کیا جائے کہ پہلے حاکم کی روایت کی تلخیص ذہبیؒ میں صحت دیکھ لی جائے ورنہ حاکم کی روایت پر اعتبار کرنا نہایت غلط ہوگا۔

دیکھو مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز بستان المحدثین مطبوعہ لاہور ص ۴۳ میں لکھتے ہیں.....لہٰذا علمائے حدیث قرار دادہ کہ برمستدرک اعتماد نہ باید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی...

اب عمرو مؤلف پر لازم ہے کہ اول مستدرک والی روایت کی اسناد لکھے پھر اسناد کی صحت اسماء رجال کی کتابوں سے نقل کرے پھر علاوہ حاکم کے دیگر محدثین ذہبی وغیرہ کا اس حدیث کو صحیح کہنا اور اس کی صحت کا اقرار کرنا ثابت کرے تب میدان مناظرہ میں اس روایت کو لائے اس سے پہلے اس روایت کا لانا جہالت سے کم نہ ہوگا..........پھر صحت ثابت کرنے کے بعد ہمارے اعتراضوں کا جواب معقول صحیح صحیح حوالوں کے ساتھ مع حوالہ اور صفحہ وسطر مع کتاب کے نام کے تحریر کرے پھر ہم سے جواب سنے۔

قولہ:۔اگر شعور اموات نہیں تو عمر سے حیا کے کیا معنی..............الخ۔

اقول:۔حیا اور پردہ کرنے کے بہت سے معانی ہم ابھی بتا چکے ہیں آپ غور سے سمجھیں باقی یہ بتائیں کہ یہ جناب امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ سے آپ کیوں ایسے ناراض ہیں جو حضور ﷺ کا نام گرامی اس بے ادبی سے لیا گیا کہ فقط عمر نہ حضرت امیر المومنین اسطرح روکھے پھیکے طور سے نام لینے کے کیا معنی۔

مسلمانو........ہم نے اوپر ایک خیال ظاہر کیا تھا کہ شاید عمرو مولف اندر خانہ شیعہ مذہب کی طرف مائل ہے یہاں سے اس کا پتہ لگتا ہے آج کسی چھوٹے سے چھوٹے شخص کے نام کیساتھ بھی بہت سے الفاظ تعظیمی لکھے جاتے ہیں..........رکن اسلام جناب امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کا نام نامی آئے اور اس بے ادبی سے نام لیا جائے یعنی (تو عمر سے حیا کے کیا معنی) معاذ اللہ جیسے کسی معمولی کسی بازاری کا کوئی نام لیتا ہے اسی لہجہ میں رکن اسلام کا اسم گرامی لیا گیا....اچھا وہ جانے بے ادب فضل مولیٰ عزوجل سے محروم رہتا ہے۔ہم اب اصل مدعی کی طرف رجوع کرتے ہیں عمرو فرماتے ہیں اگر بصارت کا اقرار اور سماعت کا انکار تو عجیب طرفہ)

اے حضرات........ذرا مولانا عمرو کے عجیب وغریب دلائل جو بائیس یا چوبیس علموں کے ساتھ شامل ہوکر سینہ مبارک سے برآمد ہوئے ہیں ملاحظہ کرو.............واہ واہ.........عمرو کے نزدیک بصارت کو بغیر سماعت کے ممکن الوجود سمجھنے والا پاگل ہوتا ہے مولانا اول تو بی بی عائشہؓ والی روایت میں بصارت کا ثبوت ہی ندارد ہے جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے۔

پھر قطع نظر اس کے بصارت سماعت میں کونسا لزوم ہے ذرا کسی معتبر سی کتاب کا حوالہ دیکر تحریر کریں کہ بصارت بغیر سماعت کے متحقق نہیں ہوسکتی یہ تو جناب کا نیا علم ہے جو آج تک نہ دیکھا نہ سنا ہماری رائے میں عمرو صاحب کے علمی مضامین کو مصر استنبول بھیجا جائے تا کہ سلطان روم کی سرکار سے جناب کو شمس العلماء کا خطاب مل جائے۔

عمرو مؤلف عالم برزخ کے احکام اور عقیدہ کے وہ مسائل جو سوائے پیغمبر خدا ﷺ کے کوئی بتا نہیں سکتا اپنے باطل قیاس سے ثابت کرتا ہے بحث عالم برزخ کی سماعت میں تھی جب مولانا عمرو کو بی بی عائشہؓ کی روایت میں سماع موتی کے متعلق کوئی لفظ نہ ملا تب حضرت نے اپنی عقل وقیاس کو متوجہ فرما کر ایک پیوند لگایا کہ بصارت کو تسلیم کرنا اور سماعت کو نہ ماننا عجیب طرفہ ہے۔

ہمارے علم میں ایسا نفیس پیوند کسی نے کبھی نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا۔ **بناء الفاسد علی الفاسد** اس کا نام ہے کیونکہ سرے سے روایت بی بی عائشہؓ والی خود ضعیف اور منکر مجہول الاسناد

جسکا سر نہ پیر ایسی روایت کا میدان مناظرہ میں لانا خود شرم کا باعث تھا۔

پھر جب اس منکر و بیکار۔ ساقط الاعتبار روایت سے بھی مطلب براری نہ ہوئی تو جناب نے اپنا قیاس ملا کر خود مجتہد بنے اور تمام علماء کو یہ بتا دیا کہ اعتقادی غیبی برزخ کی خبروں میں قیاس یوں کیا کرتے ہیں دیکھیں کوئی ہمارا کیا کر سکتا ہے اللہ اکبر کیا جرات ہے۔

قولہ:۔ ملا علی قاری

اقول:۔ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا نام عمرو مؤلف نے اپنے رسالے میں نہایت جلی قلم سے بطور سرخی لکھا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ زیادہ سیاہی خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی ہمارے خیال میں یہ ایک سادے سیدھے حنفیوں کو اپنے قبضہ میں لانے کی تدبیر ہے کیونکہ جناب ملا علی قاریؒ کی شہرت مذہب حنفیہ میں بہت زیادہ ہے اور ہر ایک طالب علم یہی جانتا ہے کہ جناب ملا علی قاریؒ حنفی مذہب کے عالم ہیں۔

پس مولانا نے عوام کو جلد متوجہ کرنے کیلئے یہ نام موٹی قلم سے لکھا تا کہ دور ہی سے نظر آ جائے اور ہر ایک شخص جان جائے کہ جب ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں تو ضرور سماعت اموات کا مسئلہ حنفی مذہب میں ثابت ہوگا یاد رہے کہ یہ ایک قسم کا ملمع ہے جو عالموں کے سامنے ہرگز نہیں چل سکتا اور نہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس روایت سے حنفی مذہب میں سماعت اموات کا مسئلہ مقبول ہو سکتا ہے۔

مسئلہ سماع موتی ملا علی قاریؒ سے قبل:۔ حنفی مذہب ملا علی قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیدا ہونے سے تقریباً نو سو سال پہلے مدون ہو کر مکمل ہو چکا ہے اور ملا علی قاریؒ کی اس عالم میں تشریف لانے سے نو سو برس قبل حنفی مذہب میں مردوں کے نہ سننے کا مسئلہ محقق طور سے تسلیم کر لیا گیا ہے یعنی حنفی مذہب میں مردے نہیں سنتے حنفی مذہب کی طے شدہ بات ہے آج کوئی حنفی اس میں کلام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

قولہ:۔ جو حنفیوں کے حمایتی ہیں۔

اقول:۔ ناظرین......... اس فقرہ کے اصلی مطلب پر غور کریں یہ دوسرا ملمع ہے جو عوام کے

سامنے پیش کیا گیا ہے ناواقف ان پڑھ یا کم استعداد طالب علم ضرور اس بات سے خیال کریں گے کہ میاں لو ملا علی قاریؒ حنفیوں کے حمایتی جو رات دن حنفیوں کی حمایت کرتے رہتے ہیں جب وہ سماعت اموات کی روایت لکھتے ہیں تو اب کیا باقی رہ گیا ضرور یہ مسئلہ حضرت امام اعظمؒ سے ثابت اور مذہب حنفیہ میں منظور شدہ ہوگا۔

لیکن ہم اعلان سے کہتے ہیں کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کی مذہب حنفیہ کو ضرورت نہیں جناب ملا علی قاریؒ صاحب کی ولادت سے صدیوں پہلے حنفی مذہب کی حمایت کون کرتا تھا اور ملا علی قاریؒ کی ولادت تک کونسا مسئلہ حنفی مذہب کا باقی رہ گیا تھا جو قاری صاحب کی حمایت سے پورا ہوا..........اے جناب حنفی مذہب میں حضرت ملا علی قاریؒ کی طرح کے کروڑ ہا غلامان غلام حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہو گزرے اور عرصہ ہوا کہ مذہب حنفی خدا کے فضل وکرم سے پورے طور سے مکمل ہو چکا اب اس سچے مذہب کو کسی کی حمایت کی پرواہ نہیں رہی۔

ہاں جو شخص مصنوعی طور سے اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرے شاید اسے ملا علی قاریؒ کی حمایت کی ضرورت پڑے یہاں مؤلف عمرو پر ایک اور افسوس آتا ہے کہ عمرو نے ملا علی قاریؒ کے نام کو جلی قلم سے لکھ کر اپنا مطلب نکال لیا مگر قاری مرحوم کیلئے آپ کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ کا اشارہ کرنا بھی نصیب نہ ہوا...............اللہ رے خود مطلبی اور بے ادبی

قولہ:۔قال السیوطی واخرج العقیلی عن ابی ھریرۃ قال قال ابو رزین یارسول اللہ ان طریقی علی الموتی.......الخ

اقول :۔عمرو مؤلف نے اس روایت کو اپنے دعوی کے ثبوت مین پیش کرنے میں پانچ غلطیاں کیں ہیں۔

پہلی غلطی:۔سوال حنفی مذہب سے بحث اور جھگڑا.......حنفی مذہب والوں میں تحقیق .....مذہب حنفی کے سوال کا دائرہ خاص الخاص.......مذہب حنفیہ کا مفتی بہ قول.....اب عمرو نے کسی حنفی مذہب کے فتاوے سے کوئی صریح عبارت سماع کے ثبوت میں نقل نہ کی اور کہاں سے کرتا

میسر بھی ہو سکے پھر ایک ضعیف منکر محض بے ثبوت بلا اسناد روایت لا کر دعوی ثابت کرنا کیسی بھاری غلطی اور نادانی اور خلاف ادب علم مناظرہ ہے........

پس عمرو مؤلف خود اس بات کو تسلیم کر چکا ہے اور اپنے رسالہ ثبوت سماع کے صفحہ ۱۴ میں مان چکا ہے کہ محل نزاع سے الگ دلیل لانا بے کار اور بے سود ہے اب ہم عمرو کا فتوئی اور قول خود عمرو پر جاری کر کے کہتے ہیں کہ محل نزاع حنفی مذہب ہے اور یہ سیوطی والی روائیت مذہب حنفی کی روائیت نہیں ہے لہٰذا لغو اور بیکار ہے۔

دوسری غلطی :۔عمرو کے نزدیک سماعت اموات کا مسئلہ نہ ماننا اعتزال ہے اور نہ ماننے والا اہل سنت سے خارج ہے جیسا کہ وہ اپنے رسالہ کے اول اور چوتھے صفحہ بلکہ جگہ جگہ لکھ چکا ہے ......پس ایسے بڑے عقیدہ کے مسئلہ کے لئے خبر واحد خواہ وہ کیسی ہی صحیح الاسناد کیوں نہ ہو کارآمد نہیں ہو سکتی پھر کجا یہ ساقط الاعتبار روایت جس سے ایک فروعات فقہ کا مسئلہ بھی ثابت نہ ہو سکے پیش کرنا غلطی اور عوام کو قبضے میں لانے کے سوا اور کیا ہے۔

تیسری غلطی :۔عمرو کو اس روایت کی اسناد اگر معلوم تھیں تو نقل کیوں نہ کیا اور اگر اسناد معلوم نہ تھیں تو مناظرہ اور تحقیق علمیہ کے رسالہ میں ایسی مجہول روایت کو کیوں لایا جس روایت کے ثبوت کی خود عمرو کو خبر نہ ہو وہ عام خلق اللہ کے سامنے پیش کرنا بے شک افتوا بغیر علم .....کا مصداق یعنی بے علم فتوی دینا ہے پھر اس سے بڑی غلطی اور کیا ہوگی۔

مسلمانو........ملا علی قاریؒ اور سیوطیؒ کے درمیان تین سو برس سے زیادہ کا آگا پیچھا ہے......پھر سیوطیؒ اور عقیلی کے درمیان مدتوں کا فاصلہ ہے........پھر عقیلی اور جناب ابی ہریرہؓ کے درمیان سینکڑوں سال ہیں.......ان سینکڑوں سال کے اندر کے راویوں کا پتہ کرم فرما کر دیجئے.... یہ ثقہ تھے یا غیر ثقہ......سنی تھے یا رافضی.....خارجی تھے یا دہریئے......بھلا ایسی بے پتہ روایت کا لانا کتنی بڑی غلطی ہے کاش عمرو اتنی دردسری نہ اٹھاتا صرف ہدایہ یا عالمگیری وغیرہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب سے ایک روایت سماعت اموات کے ثبوت میں نقل کرتا تو پھر مؤلف کو اسناد کی تلاش کرنے کی

تکلیف نہ دی جاتی مگر جب عمرو تقلید حنفی مذہب کی چھوڑ کر خود مجتہد بنا اور بطور خود عقیدے کے مسلمانوں میں اجتہاد کرنے لگا تب ہمیں لازم ہوا کہ عمرو کے دلائل کی پڑتال کرلیں۔

مسلمانو........عمرو کے دلائل بالکل خام اور لچر ہیں عمرو مولف اگر سچا ہے تو اس روایت کا پورا پورا اسناد ملا علی قاریؒ یا سیوطیؒ سے لیکر جناب رسول اللہ ﷺ تک بیان کرے ورنہ یہ روایت بیکار ہے۔

چوتھی غلطی :۔یا خیانت یہ ہے کہ عمرو نے ملا علی قاریؒ کی روایت اول سے ساری نقل کی پھر آخر سے ساری نقل کی مگر ٹھیک درمیان کا وہ جملہ جو اپنے مطلب کے خلاف تھا چھوڑ دیا.......

افسوس شرم کا مقام ہے کہ جب کوئی خواندہ ہو کر ایسا ظلم کرے تو بیچارے عوام کیا کریں گے۔

عمرو کا دعوی یہ ہے کہ مردے سلام اور کلام خود سنتے اور خو جواب دیتے ہیں مگر......ملا علی قاریؒ کی روایت میں ایسے لفظ صاف تھے جو اس مدعا کے خلاف تھے اسلئے عمرو نے دیانت سے کام لیا کہ وہ مدعی کے مخالف فقرے اڑا دیئے لیجئے اب صاف صاف سن لیجئے................

☆ مرقات۔ج ۲ص ۴۰۸سطر ۱۴............... ولکن لا یستطیعون ان یجیبوا قال علیه السلام یا ابارزین الاترضی ان یرد علیک بعد دھم من الملائکة

خلاصه :۔یعنی مردے جواب دینے کی اصلاً طاقت نہیں رکھتے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوزرین کیا یہ بات تجھے راضی نہیں کرتی کہ گورستان کے مردوں کے شمار کے برابر فرشتے تیرے سلام کا جواب دیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانو تم بددل نہ ہونا اگرچہ مردے تمہارے سلام کا جواب نہیں دے سکتے مگر مردوں کے بدلے مردوں کے عوض مردوں کی جانب سے تمہارے سلام کا وہ فرشتے جو گورستان میں خدا کی طرف سے مقرر ہیں تمہیں جواب دیتے ہیں.........عمرو مؤلف ''فرشوں کا جواب دینا مردوں کے عوض'' یہ ساری عبارت ہضم کر گیا یہ کیسی بڑی غلطی اور دیانت کے خلاف بات ہے۔

پانچویں غلطی :۔مؤلف نے دو محدثین سیوطیؒ اور عقیلیؒ اور دو صحابی حضرت ابی ھریرہؓ

دوسرے حضرت ابوزرینؓ تیسرے آفتاب نبوت جناب رسول کریم ﷺ کا لقب اور تذکرہ کیا.....
مگر نہ کسی محدث کے نام پر رحمۃ اللہ کا اشارہ کیا نہ صحابی کے نام پر رضی اللہ عنہ لکھا نہ جناب نبی اکرم علیہ السلام کے اسم مبارک پر ﷺ کا نشان لگایا........واللہ ایسے بے ادب کبھی راہ راست پر نہیں آسکتے..........

قوله :۔لایستطیعون ان یجیبوا ای جوابا تسمعه الحی والا فهم یردّون حیث لانسمع.

اقول :۔افسوس صد افسوس.......مخبر صادق فرماتے ہیں کہ مردے اصلاً جواب کی طاقت نہیں رکھتے مردوں کے عوض مردوں کی جانب سے گورستان کے فرشتے زندوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں اس تاویل کرنیوالے کے حوصلہ پر افسوس ہے کہ برزخ کی باتیں مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے خلاف کس طرح منہ سے نکالتا ہے اور ناواقف لوگ اس باطل تاویل کو کس طرح قبول کرتے ہیں۔

ذرا اصول کو ملاحظہ کیا جائے.......... لایستطیعون.........جملہ فعلیہ قوت میں نکرہ ہے اور نکرہ نفی کے تحت میں فائدہ عموم کا دیتا ہے جو مردوں کے جواب دینے کے مطلق ہر قسم کی طاقت کو سلب کرتا ہے پھر لغت ملاحظہ ہو........کلیات ابی البقاء مصری صفحہ ۷۷..........استطاعت کے لفظ کی تحقیق میں لکھا ہے وہی..........عندالمحقین للمعانی التی بها یتمکن الانسان مما یریده من احداث الفصل ویضاده العجز.

اب غور کیجئے..........جناب رسول اللہ علیہ السلام مردے سے جواب دینے کے طاقت سلب کریں اور عجز ثابت فرمائیں مگر مؤلفین آپکے کلام کے خلاف اور باطل تاویل کر کے خلاف پیمبر........کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید......کے مستحق بنیں پس یہ تاویل اصول فقہ حنفیہ اور لغت عرب کے خلاف ہے لہذا مردود ہے۔

قوله:۔ذرا غور کرنا.....اس کو تو مولانا اسحاق صاحب بھی تسلیم کیے ہوئے ہیں۔

اقول :۔مولانا اسحاق علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ کسی نے ان سے یہ سوال کیا تھا کہ مردوں کے سلام سننے کے متعلق شرع میں کچھ ذکر آیا ہے یا نہیں مولانا مرحوم نے جواب دیا کہ اس کے متعلق شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاریؒ نے سیوطی سے یہ روایت نقل کی ہے جس کی عبارت یہ ہے الخ۔

یہ تو صرف ایک یاددہانی کی گئی ہے اور یاددہانی کے طور پر روایت کا حوالہ دینے سے تسلیم کرنا کہاں سے اور کون سے لفظ سے پایا گیا ذرا وہ لفظ بتادیا جائے پھر جب آپ کو ملا علی قاریؒ کی روایت کا حال معلوم ہو چکا کہ محض بے ثبوت اور بلا اسناد سرے سے ساقط الاعتبار روایت ہے .....پس اس روایت کا مسئلہ نزاعیہ میں پیش کرنا اہل عقائد اور اہل سنت والجماعت کے اجماع کے برخلاف ہے کیونکہ عقیدہ کے مسئلہ میں دلیل قطعی کا ہونا فرض ہے نہ یہ روایت کہ ابھی تک خبر واحد کی صحت کے درجہ کو بھی نہیں پہنچی پھر کیسا تسلیم کرنا نہ کرنا کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا۔

علاوہ اس کے یہی مولانا اسحاق علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مائۃ مسائل چھبیسویں سوال کے جواب میں جو خاص سماع موتی کے متعلق حضور سے سوال کیا گیا تھا کس قدر زور شور سے سماع موتی کا انکار کرتے اور جمہور حنفیہ کے اقوال سماعت اموات کے انکار میں بڑی بڑی معتبر حنفی مذہب کی کتابوں سے نقل فرماتے ہیں جس کا دل چاہے مائۃ مسائل مطالعہ کر کے اپنی تشفی کر لے۔

پس مولانا اسحاق علیہ الرحمۃ سماعت اموات کے سخت انکاری اور مخالف تھے اور کیوں نہ ہوتے حضور حنفی تھے نہ غیر مقلد پس مولانا اسحاق کا نام سماع موتی کے ماننے والوں میں شمار کرنا نہایت جھوٹ اور کذب اور دھوکا ہے ایسی غلطی سے خدا محفوظ رکھے۔

قولہ:۔امام ابوعمر ابن عبداللہ.... کتاب الاستذکار والتمہید...میں نقل کرتے ہیں

اقول:۔اس روایت کے نقل کرنے میں عمرو سے پانچ غلطیاں سرزد ہوئیں۔

پہلی غلطی :۔یہ روایت حنفی مذہب کے فقہ کی کتاب کی نہیں ہے ایک مالکی مذہب والے شخص کی تاریخ مذہب کی کتاب جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز اپنی کتاب بستان

المحدثین مطبوعہ لاہور ص ۲۷ میں لکھتے ہیں..........پس سوال کے خلاف جواب کیوں لکھا گیا سوال میں قید ہے مذہب حنفی کی اور یہ سوال خود عمرو نے اپنے رسالہ میں درج کیا کسی اور نے نہیں لکھا پھر اپنے لکھنے کے خود ہی خلاف کرنا یہ کون سی معقول بات ہے لہٰذا یہ جواب مردود ہے کہ..... از ماست بر ماست خود کردہ را علاجے نیست..........یہ تو اپنے ہاتھوں کلہاڑی ماری کیوں ایسا سوال قائم کیا جس کا جواب دیا گیا عمرو اپنے فتویٰ کے سوال کی عبارت پڑھے اور جواب کو غور سے دیکھے کہ جواب کس قدر خلاف ہے سوال سے۔

دوسری غلطی :۔مسئلہ ثابت کیا جائے اعتقاد کا دلیل میں وہ روایت پیش ہو جس کا لفظی اسناد پھر اسناد کی صحت عمرو ثابت نہ کر سکا پھر وہی خبر واحد اگر صحیح بھی ہو تو مسئلہ تر قطعیہ اعتقاد میں ناکافی ہوگی اور پھر کجا یہ ''استذکار'' والی روایت جو محض بے سند چلتی پھرتی روایت ہے جسکا کہیں سر ہے نہ پیر اسے ایسے موقعہ پر پیش کرنا کیسی غلطی ہے۔

تیسری غلطی :۔یہ روایت بے اسناد ہے پہلے عمرو اس کی سند بیان کرے، کیونکہ مسلم شریف کے مقدمہ ص ۱۲ میں صاف لکھا ہے.....**قال ابن المبارک الاسناد من الدین ولولا الا سناد لقال من شاء وماء شاء**............خلاصہ حضرت قطب زمان خلاصہ منصب **ولائیت زبدة العلماء والا تقیاء ایة من ایات اللہ** ۔جناب عبداللہ ابن المبارک رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں حدیث کا اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتا تو جس جھوٹے کا جو دل چاہتا ویسی ہی حدیث گھڑ دیتا اور حضور اکرم ﷺ کی جانب نسبت کر دیتا۔

پس لوگو..........اسناد آئینہ ہے حدیث کیلئے کہ یہ موضوع ہے وہ ضعیف ہے وہ منکر ہے یہ صحیح ہے سب الگ الگ نظر آ جاتی ہیں.......اب عمرو مؤلف پر فرض ہے کہ اول اس حدیث کا اسناد پھر اسناد کی توثیق معتبر اسماء کی کتابوں سے نقل کرے تب کہیں اس روایت کو پیش کرے۔

پیشین گوئی :۔انشاءاللہ خدا کے فضل سے عمرو اپنی زندگانی کے آخری سانس تک اس حدیث کا اسناد پھر اسناد کا وثوق کتب رجال سے نہیں لا سکتا۔لوگوں عمرو سے اس روایت کا اسناد طلب کرو۔

چوتھی غلطی :۔عمرو نے کتاب الاستذکار والتمہید خواب میں بھی کہیں نہیں دیکھی پھر بھی دیکھئے کتاب کا نام لیکر حوالہ دینا کتنی جھوٹی بات اور کیسی بڑی غلطی ہے ہم عمرو کو تکلیف دیتے ہیں وہ خواہ روپیہ نقد ہر جانہ لیکر..... جستاًاللہ.... ہمیں ابھی ہی ایک نظر یہ روایت کتاب الاستذکار میں دکھادے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکتا ہو تو آئندہ اپنے نام کو بچوں کی فہرست سے نکال دے اور آئندہ بیچاری عوام کو خیالی موٹی موٹی کتابوں کے نام لیکر نہ دھمکائے عمرو اپنے وہی چھوٹے چھوٹے رسالوں کا نام لکھے کہ جسمیں سے عمرو روایتیں نقل کرتا ہے یہ کونسی امانت کی بات ہے کہ روایت لیجائے ایک چھوٹی سی کتاب سے اور نام لیا جائے بڑی بھاری کتاب کا واللہ یہ امانت کے خلاف ہے اس کا حساب ضرور قیامت میں ہوگا.........عمرو کو یاد رہے کہ حنفی لوگ انشاء اللہ کبھی آپکی ایسی روایتوں سے اپنا مذہب حنفیہ نہ چھوڑینگے۔

لوگو.......عمرو سے مستدرک حاکم اور کتاب الاستدکار منگا کر دیکھو ذرا جا کر کہو تو سہی جو ابھی تم کو دھکا کر نکال نہ دیا جائے تو ہم سے کہنا کیسی کتاب اور کیا دیکھنا وہاں رکھا کیا ہے جو دیکھایا جائے خالی باتیں ہی سن لو۔

پانچویں غلطی :۔دو صحابیوں کا نام حضرت عبداللہؓ دوسرے حضرت عباسؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے چچا اور ایک ابو عمرؒ محدث کا نام رسالہ میں لکھنا نہ صحابہ کے نام پر رضی اللہ عنہ لکھنا نہ محدث کے نام پر رحمہ اللہ لکھنا ابو عمرؒ کی روایت سے عمرو نے اپنا مطلب نکالا مگر ان کو دعائیہ فقرے سے یاد کرنا نصیب نہ ہوا اللہ رے خود مطلب یا قولہ اور ابن ابی الدنیا و بیہقی و صابونی و ابن عساکر و خطیب بغدادی و دیگر محدثین نقل فرماتے ہیں ابو ہریرہ سے روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا اقول جب انسان کو خدا کا خوف باقی نہ رہے تو جو چاہے لکھے جو چاہے کہے یہ جو عمرو نے ابن ابی الدنیا کا نام لیا یہ کون سی کتاب میں ابن ابی الدنیا کی عمرو نے یہ روائیت دیکھی ہے خدا سے ڈرو جھوٹ بولنا چھوڑو۔

پھر جناب نے بیہقیؒ کی کون سی کتاب سے یہ روایت لکھی ہے ذرا بتاؤ پھر صابونی اور ابن عساکر

اورخطیب کی کونسی تالیف سے حضرت کو یہ روایت ملی خدا کا خوف کرواور جس چھوٹے سے رسالہ سے یہ روایت آپ کو ملی ہے اس کا نام بتاؤ چھوٹے موٹے رسالہ کا نام لیتے شرماؤ نہیں عوام کے سامنے بڑی بڑی موٹی موٹی کتابوں کا نام لیکر اپنے کلام کی وقعت نہ بڑھاؤ ان پانچوں محدثین کی تالیف سے ایسی کوئی کتاب آپ کی نظر سے نہیں گزری جسمیں سے جناب یہ روایت نقل کرتے۔

دس ورقه رساله کی حالت:۔ مسلمانو انصاف کرو..........اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی اور صابونی اور ابن عساکر خطیب بغدادی رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصنیف شدہ کتابیں مولانا عمرو سے طلب کرو پھر خاص کر انہی کتابوں سے یہ روایت نکال کر دیکھو.....اور عمرو مؤلف کی ذرا سچائی اور صداقت کو جانچ لو کہ عمرو نے اس دس ورقہ رسالہ میں کیا کچھ جھوٹ سچ بولا ہے اور کس قدر جواب جھوٹے دیئے ہیں.........

پهلی غلطی:۔ پس پہلی غلطی عمرو کی یہ ہے کہ بے دیکھے کتابوں کا نام لکھا۔

دوسری غلطی:۔ اور دوسری غلطی یہ ہے کہ عمرو مؤلف نے اس روایت کا اسناد چھپا دیا۔

☆ کتاب الصارم المنکی مصری ص ۱۸۱ میں اس روایت کی نسبت لکھا.........قال ابن ابی الدنیا حدثنا محمد بن قدامة الجوهری نامعن بن عیسی الفزار، نا، هشام بن سعد ،نا، زید بن اسلم عن ابی هریرة انه قال اذا مر الرجل بقبر ....الخ.......

اب عمرو کی کھوئی پونجی کا حال دیکھ لیجئے اور جناب کی پیش کردہ روایت کی حقیقت معلوم کر لیجئے۔

☆ ایک راوی اس روایت کا محمد بن قدامہ ہے اسکو میزان الاعتدال جلد۲ ص ۴۳۸ میں ابن معینؒ محدث نے فرمایا......... لیس بشی قدامه.............محض بے اعتبار راوی ہے۔

☆ ابوداؤد محدث فرمایا............ضعیف محمد بن قدامه ....ضعیف راوی ہے.........لم اکتب عنه شیا....میں اس راوی سے کوئی روایت نہیں لیا۔

☆ پھر ایک راوی اس حدیث کا ہشام بن سعد ہے، جن کو میزان الاعتدال جلد ص ۵۴۷.....قال احمدؒ لم یکن بالحافظ ولم یکن محکم الحدیث و کان یحی

لا يحدث عنه وقال ابن معینؒ لیس بذالک القوی ولیس بمتروک وقال النسائیؒ ضعیف وقال مرة لیس بالقوی........امام احمدؒ نے فرمایا ہشام اچھے حافظہ کا نہ تھا اور روایت حدیث میں مضبوط نہ تھا یحیٰؒ محدث کبھی اس راوی سے روایت نہ لیتے تھے کیونکہ ضعیف تھا........ ابن معینؒ محدث نے فرمایا کچھ قوی نہ تھا مگر متروک بھی نہ تھا........امام نسائی نے فرمایا ضعیف تھا قوی نہ تھا................

☆ پھر تقریب میں لکھا ہے..............ھشام بن سعد صدوق له اوھام ورمی بالتشیع.......راوی زبان کا سچا تھا مگر بہت سی جگہ روایت حدیث میں بھول گیا ہے اور پھر شیعہ مذہب کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔

ہمارا خیال تھا کہ مولانا عمرو کی روایت کا کوئی نہ کوئی راوی ضرور رافضی شیعہ ہونا چاہئے سوالحمد اللہ وہ نکل آیا غور سے دیکھیں........بعض لوگوں نے اس راوی کی توثیق بھی کی ہے مگر جرح میں مقدم ہے توثیق پر جیسا کہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے لہٰذا یہ راوی بھی مجروح اور ضعیف اور بدعقیدہ ہے۔

☆ ایک راوی عمرو کی حدیث کا زید بن اسلم ہے اس کی نسبت میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۳۲۲ میں لکھا ہے.......حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا تو دیکھا کہ لوگ زید بن اسلم راوی کی ثقاہت میں کلام کرتے ہیں پھر مجھ سے عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ زید بن اسلم میں کوئی خرابی نہ تھی........الا انه یفسیر القرآن برأیه ....مگر یہ خرابی ضرور ہے کہ وہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرتا ہے۔

☆ اب سن لیجئے کہ ترمذی کی کتاب التفسیر باب من فسر القرآن برأیه....میں حدیث منقول ہے........عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال فی القرآن برائه الخ.... .جو شخص قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کر لے پر ایسے راوی کی حدیث جس کیلئے ایسی وعید موجود ہو کس طرح معتبر ہو سکتی ہے

علاوہ اسکے اور بہت بڑا نقص اس روایت میں موجود ہے کہ زید بن اسلم کو حضرت ابی ھریرۃؓ سے سماعت حدیث کی نہیں ہے۔

کتاب الصارم المنکی مصری ص ۱۹۸.................. وقدوری عباس الدوری عن یحیٰ بن معین انه قال زید بن اسلم لم یسمع من .... یعنی ابن ابی الدنیا وغیرہ والی روایت جو حضرت ابو ہریرۃؓ کے واسطے منقول ہے وہ منقطع ہے کیونکہ زید بن اسلم کو حضرت ابو ہریرۃؓ سے سماعت نہیں لہٰذا قابل غور اعتبار نہیں ہے۔

مسلمانو، عالمو، بزرگو.......... ذرا تو انصاف کرو کہ عمرو کی روایئیتوں کا یہ حال ہے ایسی ایسی بیمار ساقط الاعتبار لچر پوچ روایتیں اپنے رسالہ میں لکھ کر تم سے مذہب حنفی کی تقلید چھڑاتا ہے اور ایسی ایسی نامعقول روائیتیوں سے عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرتا ہے کہ قیامت نہ آئے گی...... لوگو...... کچھ تو یہاں بھی انصاف کرو یا سرا انصاف قیامت ہی پر رکھتے ہو۔

تیسری غلطی:۔ یہ لچر روایت جس کا اسناد یہ خراب پھر خاص ابی ہریرہ کا مقولہ مرفوع بھی نہیں الصارم المنکی مصری ص ۱۹۸..... اویروی عن ابی هريرة موقوفا۔

افسوس مؤلف ایک قول صحابی ضعیف اسناد کو پیش کر کے عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرتا ہے جہاں بخاری ومسلم کی متفق خبر واحد حدیثیں کافی اور کارآمد نہیں ہوسکتیں..... بریں عقل ودانش بباید گریست۔

چوتھی غلطی:۔ یہ ساقط الاعتبار روایتیں لاکر کاغذ سیاہ کرنے کے سوا نفع کیا ہوا یہاں بحث ہے مذہب حنفی سے مؤلف بتائے کہ حضرت امام ابوحنیفہ یا صاحبین یا جمہور فقہاء وحنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو قبول کرلیا ہے اپنے فتاوٰی میں اس کے مطابق حکم لگایا ہے اگر ہے تو پیش کیوں نہ کیا اور اگر نہیں ہے تو اس لاحاصل تحریر سے فائدہ کیا نکلا۔

پانچویں غلطی:۔ وہی بے ادبی کی ہے کہ کسی محدث یا صحابی کے نام پر رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کہنا نصیب نہ ہوا دس ورقہ رسالہ میں ایسی بے ہوشی طاری ہوگئی تھی کہ کاتب نے رسالہ کو مسخ کردیا مؤلف بے ہوش کو صحت کا ہوش نہ آیا.......... لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ....... یہ

بیچارے کاتب کا قصور نہیں یہ مؤلف کا عمل ہے۔

قولہ:۔اور لیجئے طبرانی معجم اوسط میں عبداللہ بن عمرو سے راوی۔

اقول:۔عمرو نے قسم کھائی ہے کہ جب کسی کتاب کا حوالہ دیگا جھوٹا معجم طبرانی اوسط بیچارے مؤلف کے خواب میں نہیں آئی خدا جانے کس چھوٹے موٹے رسالہ میں یہ روایت نظر آ گئی ہوگی جب اس چھوٹے رسالہ کا نام لکھتے شرم آتی تب بڑی موٹی کتاب کا نام لکھ دیا۔

پہلا اعتراض:۔لوگو.......... تمہیں خدا کی قسم ہے تم آج ہی عمرو کی خدمت میں جا کر معجم طبرانی اوسط طلب کرو اور پھر زید کو بلا کر دکھاؤ مگر میں کہہ دیتا ہوں کہ جب تم عمرو کے پاس معجم طبرانی اوسط جا کر طلب کرو گے سخت عتاب میں آ کر مسجد سے نکالے جاؤ گے اور بجائے کتاب دکھانے کے دھکے دیئے جاؤ گے دیکھو عمرو کہاں تک سچا ہے امتحان کرو۔

دوسرا اعتراض:۔معجم طبرانی اوسط ایک ایسی ضعیف اور منکر اور موضوعات حدیثوں کا ڈھیر کتاب ہے کہ جس کی روایت کا کوئی اعتبار ہے ہی نہیں.......

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز و بستان المحدثین مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۳ میں معجم اوسط کی نسبت محققین محدثین کا فیصلہ نقل کرتے ہیں..........اما محققین اہل حدیث گفتہ اند کہ دروے منکرات بسیار است۔

معجم اوسط میں منکر حدیثیں بہت کچھ بھری ہوئی ہیں.......پس منکرات کے ڈھیر کتاب کی روایت بلا اسناد پر بلا توثیق سند کے مان لینا عمرو ہی کا کام ہے کوئی عالم تو ہرگز بھی منظور نہ کرے گا.........اب عمرو پر فرض ہے کہ پہلے معجم طبرانی اوسط کی روایت کا اسناد لکھے پھر سند کی توثیق اسماء رجال کی کتابوں سے لکھے پھر میدان میں لا کر ہم سے جواب لے اس سے قبل یہ روایت ہرگز ہرگز قابل توجہ اور لائق التفات نہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے ایسی بے سند غلط حدیثوں کو مؤلف اپنے کتب خانہ میں جمع رکھ چھوڑے کسی کو نہ دکھائے.....تا مرد سخن نہ گفتہ باشد۔عیب و ہنرش نہفتہ باشد....الخ۔

پھر وہ پرانا اعتراض تو باقی ہے کہ عقیدہ کے مسئلہ کے ثبوت میں ایسی لچر روایت کا لانا کس طرح جائز ہوا اور وہ بھی اعتراض بھی بدستور قائم ہے کہ سوال میں حنفی مذہب کی شرط ہے یہ خلاف شرط کس طرح روایت لائی گئی۔

قولہ:۔ ایسا ہی حاکم مستدرک میں ابو ہریرہؓ سے روایت کر کے تصحیح کی۔

اقول:۔ اللہ اکبر.......... کیا جھوٹ بھی ایسی مزہ کی چیز ہے کہ جس سے کبھی پیٹ ہی نہیں بھرتا مستدرک حاکم کا حوالہ دینا غلط اور مؤلف کے لئے ناجائز ہے کیونکہ مؤلف نے رسالہ لکھتے ہوئے مستدرک کا مطالعہ نہیں کیا ایسے نادیدہ حوالے دینے چھوڑ دیجئے............ علاوہ اس کے حاکم رافضی کی تصحیح کرنا آپ کو مبارک رہے ہمیں معاف رکھا جائے ہم رافضی کی روایت نہیں مانتے۔

قولہ:۔ اور ابن ابی شیبہ و حاکم عقبہ بن عامر سے راوی۔

اقول:۔ یہ تو مؤلف کے خون میں رچا ہوا جھوٹ ہے کہ بے دیکھے کتابوں کا ہمیشہ حوالہ دیا کرتا ہے لہذا یہ حوالہ بھی ویسا ہی غلط اور بے دیکھی کتابوں کا ہے جیسے بہت سے اوپر حوالے گزر چکے ہیں........ اس روایت کو یہاں پیش کرنے میں مؤلف پر چند اعتراض ہوتے ہیں۔

پہلا اعتراض:۔ سوال کی شرط کے خلاف ہے سوال میں حنفی مذہب کی قید ہے اور یہ روایت حنفی مذہب کے نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض:۔ بحث ہے عقیدہ کے مسئلہ میں اور عقیدہ کے مسئلہ میں نص قطعی کا ہونا لازم ہے اور یہ روایت محض بے ثبوت ہے۔

تیسرا اعتراض:۔ یہ روایت بلا اسناد ہے پہلے سند پیش کی جائے پھر توثیق بیان ہونی چاہیئے مگر روایت دونوں باتوں سے خالی ہے لہذا غیر معتبر ہے۔

چوتھا اعتراض:۔ یہ مرفوع حدیث نہیں ہے ایک صحابی کا خیال ہے اور صحابہؓ کے اپنے خیالات دین میں حجت نہیں ہوتے۔ حضرت ابوذرؓ زکوۃ دینے کے بعد بھی مال جمع کرنا ناجائز کہا کرتے تھے..... حضرت ابی ہریرہؓ وضو میں بغلوں کے گرھی تک ہاتھ دھویا کرتے تھے اسی طرح

اور بھی بظاہر صحابہؓ کے خیالات موجود ہیں مگر وہ شریعت میں واجب العمل نہیں مانے گئے اور اسی طرح حضرت عقبہؓ بن عامر کا یہ بھی ایک خیال ہے کہ عقیدہ کا مسئلہ خیال سے ثابت کرنا لغو ہے۔

قوله:۔ اور نیز شفاء السقام میں امام سبکی نے اور شرح صدور میں سیوطی نے نقل کیا۔

اقول:۔ اتنی دیر میں آخر حق عمرو کے منہ سے نکل ہی آیا جناب کے رسالے کے مخزن بھی دو رسالے زیادہ تر ہیں اور وہ جہاں بڑی بڑی کتابوں کا نام لکھا ہے وہ حضرت نے ایمان بالغیب کے طریق سے لکھدیا ہے جناب کو خدا نے ان کتابوں کے مطالعہ سے محروم رکھا ہے نہ جناب نے مستدرک حاکم دیکھی نہ کتاب الاستذکار والتمهید نظر سے گذری نہ معجم طبرانی اوسط کو دیکھا نہ ابن ابی الدنیا وغیرہ کی تالیف میں اس روایت کی جھلکی نظر آئی...... یہ سب کچھ تصدیق جلال الدین السیوطیؒ کی تالیف کا ہے جس کا نام بہت زور سے چھپایا گیا اور امام قسطلانی کی طرح جلال الدینؒ سیوطی کی حق تلفی کر کے ملزم ہونا پڑا۔

قوله:۔ قال صلی الله علیه وسلم انس مایکون المیت فی قبره اذا زاره من کان یحبه فی دار الدنیا.

اقول:۔ یہ نسخہ شرح الصدور اور نسخہ شفاء السقام ہمارے سامنے موجود ہے ان میں سے عمرو مؤلف نے کچھ عبارت چھوڑ دی ہے اصل عبارت شرح الصدور یہ ہے..... دنی اربعین الطائته روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال انس مایکون الخ....... اور شفاء السقام صفحہ ۴۳ میں یوں منقل ہے۔ روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال انس مایکون المیت الخ.

پس عمرو نے روی تمریض کا صیغہ اڑا دیا اور ایک معتبر حدیث کی صورت میں بنا کر نقل کر دیا خیر یہ تو اللہ کے حوالے....... والله یعلم المفسدین من المصلح.......... خدا جانے عمرو کی کیا نیت تھی مگر اتنا ضرور معلوم کرنا لازم ہے کہ یہ روایت کسی معتبر کتاب کی نہیں ہے۔

سیوطیؒ وغیرہ اس روایت کو ایک چھوٹے سے رسالہ چہل حدیث سے نقل کرتے ہیں نوبت

باین جا رسید کہ چھوٹے چھوٹے رسالے چہل حدیث کے بھی نہ چھوڑے اندھا دھند بے پتہ ساری روایتیں نقل کر دیں بھلا جناب یہ تو فرمائیں کہ اس چہل حدیث کے روایت کے راوی کون کونسے محدثین ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس صحابی نے روایت کیا پھر صحابی سے کس تابعی نے سنا اور تابعی سے کون سے محدث نے نقل کیا یہ قرطاسی حدیثیں عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرنے کیلئے پیش کی جاویں اور پیش کرنیوالے کچھ خدا سے نہ شرماویں۔

مسلمانو............ایسی ایسی بے شمار روایتیں جسمیں نہ صحابی کا حوالہ نہ کسی راوی کا نام پھر وہ بھی مجہول کے صیغہ سے منقول.......اللہ اکبر............انسان اپنے مطلب کے ثبوت میں کیسی کیسی نامناسب کوششیں کرتا ہے اور پھر پرانا اعتراض تو شاید آپ بھول گئے ہوں گے..... یہاں جواب کیلئے مذہب حنفی کا مفتی بہ قول اور روایت شرط ہے اس چہل حدیث پر کون سے حنفی مفتی نے فتوی دیا ہے ذرا ہوش میں آکر روایت پیش کیجئے۔

قولہ:۔ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبدالحق کتاب العاقبت میں عائشہ صدیقہ سے مروی۔

اقول:۔ عمرو کی تحریر بے ربط و ناموزوں ہونے کے علاوہ جھوٹی بھی ہوتی ہے جناب نے ابن ابی الدنیا کی کتاب القبور آنکھ سے نہیں دیکھی نہ امام عبدالحقؒ کی کتاب العاقبت حضرت کے گوشہ چشم سے گذری عمرو کو ان کتابوں کا حوالہ بلا واسطہ دینا محدثین کے نزدیک قطع ناجائز اور منع ہے مگر عمرو کو ایسی ممنوعات کی شاید کچھ پرواہ نہ ہوگی۔

لوگو........یہ روایت بھی جلال الدین سیوطیؒ کے رسالہ شرح الصدور سے حضرت نے لی ہوگی اوپر کی چہل حدیث والی روایت میں عمرو نے سیوطیؒ کا نام لے دیا کیونکہ چھوٹی سی کتاب تھی اس کا نام لیتے شرم آئی ہوگی یہاں سیوطیؒ نے یہ روایت بڑے تکلف کے نام والی کتابوں سے نقل کی ہے یہاں پر عمرو نے اپنی اصلی خصلت کو اختیار کر لیا اور سابق دستور بلا دیکھے کتابوں کا نام لکھ دیا گیا گناہ

مول لے لیا.........اللھم اغفرلنا ولاخواننا.

اگر فی الواقع عمرو نے کتاب القبور ابن ابی الدنیا اور کتاب العاقبت امام عبدالحق اپنی آنکھ سے دیکھی ہے تو ذرا نہیں بھی دیکھا دے ورنہ ایسی ناجائز باتوں سے توبہ ہی کر لے جب مؤلف ہمیں کتاب القبور اور کتاب العاقبۃ میں یہ روایت دکھائے گا تب ضرور اس روایت کے متعلق مؤلف پر سے الزام جھوٹ نقل کرنے کا اٹھ جائے گا۔

قولہ:۔قال صلی اللہ علیہ وسلم مامن رجل یزور قبر اخیہ الخ.

اقول:۔حضرات یہ وہی روایت ہے جس کو عمرو نے کتاب القبور ابن ابی الدنیا اور کتاب العاقبت امام عبدالحق سے نقل کیا ہے.....اب ناظرین اس روایت کے واہیات اور ضعیف اور منکر ہونے کو ملاحظہ کریں.....................

☆ کتاب الصارم المنکی مصری صفحہ ۱۹۹............وقال ابن ابی الدنیا نامحرز بن عون نایحی بن یمان عن عبداللہ بن زیاد بن سمعان عن عائشۃؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن رجل یزور الخ.......ھذا اسناد ضعیف جداً وابن سمعان احدالمتروکین.

خلاصہ یعنی یہ ابن ابی الدنیا والی روایت سخت ضعیف ہے اور اس کا راوی بالاتفاق متروک اور ناکارہ ہے اب ہم عمرو مؤلف کی روایت بی بی عائشہؓ والی کے اسناد کا حال مفصل تحریر کرتے ہیں ایک راوی اس روایت کا جس روایت کو عمرو مؤلف نے عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرنے کیلئے لایا ہے یحیٰ بن یمان ہے۔

☆ اس کو میزان الاعتدال جلد۲ صفحہ ۹۷ لکھا ہے۔قال احمد لیس بحجۃ وقال ابوبکر ذاک ذاھب الحدیث قال ابن معین والنسائی لیس بالتقوی وقال ابن عدی عامتہ مایرویہ غیر محفوظ..........امام احمدؒ نے یحیٰ ابن یمان کی نسبت فرمایا کہ اس راوی کی حدیث حجت نہیں ہوسکتی.......امام ابوبکر نے فرمایا کہ بھولنے والا حدیث کا تھا.....ابن

معین اور امام نسائیؒ نے فرمایا کہ قوی نہیں ہے........ابن عدیؒ محدث نے فرمایا کہ اکثر حدیثیں اس کی غیر محفوظ اور غیر ثابت ہیں۔

دوسرا راوی عمرو مؤلف کی اس روایت کا جس کو عمرو مؤلف مسئلہ اعتقادی سماع موتی ثابت کرنے کیلئے لایا ہے عبداللہ بن زیاد ابن سمعان ہے جس کو تمام جہان کے محدثین نے کذاب اور جھوٹا فرمایا ہے۔

☆ میزان جلد۲ صفحہ ۳۵.........ترکوه قال ابن معین لیس حدیثه شی وقال احمد بن ابراهیم بن سعد یحلف ان ابن سمعان یکذب وقال الجوز جانی..........وروی القاسم عن مالک کذاب واهل العراق قالوا کذاب.

الغرض........اکثر محدثین نے عمرو مؤلف کے راوی کو جھوٹا کذاب فرمایا ہے مگر بے چارہ عمرو ایسے جھوٹے کذاب راویوں کی روایتیں جمع کر کے مسلمانوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔

اچھا اور لیجئے.......عمرو مؤلف کی روایت کے راوی کو خود جناب رسول اللہ ﷺ خواب تشریف لاکر جھوٹا فرماتے ہیں..........

☆ میزان جلد۲ صفحہ ۳۵.................عن ولید بن مسلم قال کتبت عن بن سمعان کتابا وانه لفی یدی لیلة فنمت فرایت النبی صلی الله علیه وسلم فقلت یارسول الله هذا ابن سمعان حدثنی عنک فقال علیه السلام قل لابن سمعان یتقی الله ولایکذب علی.

خلاصہ:۔ولید بن مسلم محدث فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب حدیث کی ابن سمعان سے لکھی اور وہ کتاب میرے ہاتھ میں تھی جب رات کو میں سویا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے.............میں نے عرض کیا کہ جناب یہ ابن سمعان آپ کی حدیثیں بیان کرتا ہے یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ ابن سمعان سے کہدو کہ اللہ سے ڈرے اور مجھ پر جھوٹ نہ بولے۔

اے حضرات.......اب تو آپ کو روشن ہوا کہ مولانا عمرو سماع موتی ثابت کرنے کیلئے ایسے ایسے راویوں کی روایتیں لائے ہیں کہ جن راویوں کو خود جناب سید المرسلین علیہ السلامؑ جھوٹا اور کاذب فرما گئے۔

لیجئے...........یہ ابن ابی الدنیا والی روایت جس کو بی بی عائشہ صدیقہؓ عنہا کے واسطے سے عمرو نے نقل کی ہے عمرو کے ثبوت سماعت کی روایت کی راوی کو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹا کاذب فرمایا ہے جو ابھی اوپر بیان ہوا ہے یہ وہ مردود روایت ہے جس کے راوی کو خاص خدا کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کاذب اور جھوٹا فرما کر رد کر دیا۔

مسلمانو.......تم عمرو کی ایسی حدیثوں پر عمل کر کے اور مذہب حنفی چھوڑ کر کہاں جاؤ گے تمہیں کچھ خیال بھی ہے۔

قولہ:۔اور صحیح مسلم میں عمرو بن العاصؓ نے اپنے پسر سے حالت نزع میں فرمایا.........اذا دفنتمونی تشنوا علی التراب شنا ثم اقیمو حول قبری قدرا یا ینحر جزور ویقسم لحمها حتی استأنس بکم واعلم ماذا اراجع رسل ربی۔

اقول:۔اگر عمرو کو نشانہ بے نشانہ پتھر مار کر بہادر اور موقع بے موقع روایتیں جمع کر کے، عالم کہلانا منظور ہے تو خدارا راہ راست پر لائے ورنہ مسلم شریف کی روایت کا لانا چند وجہ سے بالکل بے محل اور بے کار ہے..........من جملہ ان کے ایک وجہ یہ ہے کہ اس روایت میں صاف وہ لفظ موجود ہیں جو عین قبر کے سوال و جواب کے وقت سے تعلق رکھتے ہیں...........واعلم ماذا اراجع رسل ربی.....اور سوال قبر کے وقت مردے کا زندہ ہونا تمام اہل سنت کا مسلمہ مسئلہ ہے۔

چنانچہ زید اپنے رسالہ ہذا کے صفحہ ۳ میں خوب وضاحت سے بیان کر چکا ہے ہاں کلام ہے سوال کے بعد میں کیا بعد سوال قبر کے پھر بھی مردہ قبر پر آنے والوں کا کلام سنتا ہے اور جواب دیتا ہے یا نہیں محل نزاع یہ ہے.........اور مسلم کی روایت محل نزاع سے دور ہے سوال قبر کے وقت سے قریب ہے اب جو دلیل خارج ہو محل نزاع سے اس کا لانا بے کار ہے۔

اچھا خوب سنن لیجئے کہ یہی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے بھائی حقیقی ھشام بن العاص رضی اللہ عنہ کی نعش کو فوراً ہی وفات کے بعد ایک موقعہ سے صحابہ کے مجمع میں گھوڑوں سے کچلوانے کا حکم دیا اور پھر صحابہ کے گروہ نے آپ کے حکم سے آپ کے بھائی کی نعش کو کچل دیا۔

☆ شرح الصدور امام سیوطیؒ مصری صفحہ ۷۹ میں ہے............ واخرج ابن سعد عن خالد بن معدان قال لما انهدمت الروم يوم اجنادين الى موضع لايعبره الانسان انسان فجعلت الروم فقاتل عليه فتقدم هشام بن العاص فقاتلهم حتى قتل ووقع على تلك الثلمه فسيدها فلما انتهى المسلمون اليها هابوا ان يطوها انحيل مقال عمرو بن العاص ان الله قد استشهده ورفع روحه وانماهى جثة فاوطوها انحيل ثم اوطاه هو وتبعه الناس حى قطعوه.

خلاصہ :۔ ملک شام میں جنگ اجنادین کے موقعہ پر کفار بھاگ کر ایک ایسی تنگ جگہ پہنچ گئے کہ جہاں راستہ صرف ایک ہی شخص کا تھا حضرت ھشام بن العاص جو بھائی تھے حضرت عمرو بن العاص کے، وہ اس گھاٹی سے گھس کر کفار سے جنگ کرنے لگے اور وہ لڑتے لڑتے اس گھاٹی میں شہید ہو کر گر گئے.....اب ہشام کی نعش کی وجہ سے راستہ رک گیا اب کوئی دوسرا مسلمان وہاں نہیں جاسکتا اگر جائے تو ضرور حضرت ہشام شہیدؓ کی نعش گھوڑے کے پیروں سے کچل جاتی تو یہ حالت دیکھ کر صحابہ ٹھہرے اور وہاں جانے سے ڈرے کہ مبادا ہشامؓ کی نعش نہ کٹ جائے.......اب جو کوئی سوار لڑنے جاتا نعش کے کچل جانے کے خوف سے واپس آجاتا تو جناب عمروؓ بن العاص نے لشکر صحابہ سے فرمایا کہ کیوں ڈرتے ہو خدا نے ہشامؓ کو شہید کیا ہے اور اس کی روح کو اوپر اٹھالیا ہے یہاں تو صرف جثہ (جسم) پڑا ہے تم لوگ راستہ چلو اور نعش کے کچل جانے کا کچھ خیال نہ کرو۔

چنانچہ سب سے اول خود حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنے بھائی کی لاش کو گھوڑے سے کچلا اور آپ کے بعد تمام لشکر صحابہ کا ادھر سے گذرا اور نعش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

تنبیہ :۔ مسلمانو.......... یہ وہی عمرو بن العاص ہے جو اپنے دفن ہونے کے بعد وصیت کر گئے تھے جس کو عمرو مؤلف نے مسلم کی روایت کے حوالہ سے نقل کیا ہے.........اور بھائی کی نعش کے ساتھ ایسا کیا........پس ان روایتوں میں جمع یوں ہوسکتا ہے یہ لڑائی کی بات مجمع عام صحابہ میں فرمائی تھی یہ قوی رہی اور وہ وصیت نزع اور بے خودی کے وقت کی بات قرار دی جائے یا اس طرح جمع کرنا بھی ممکن ہے کہ وصیت والی روایت سوال قبر کا موقعہ ہے اور وہ جنگ میں نعش کھلوانا بعد سوال کا واقعہ ہے..........

☆ اسی طرح ایسی حدیثوں کو علامہ عینی حنفی شارح بخاری وہدایہ اپنی شرح بخاری میں جمع کرتے ہیں............... عینی اسلام بول جلد۴ صفحہ۲۲۴............. ثم التوفیق بین الخبرین ان حدیث ابن عمرؓ محمول علی ان مخاطبة اهل القلیب کانت وقت المسألة وروقتها وقت اعادة الروح الی الجسدوان حدیث عائشةؓ محمول علی غیر وقت المسألة فبهذا یتفق الخبران.

خلاصہ :۔ سوال نکیرین کے وقت میت میں روح ہوتی ہے مگر بعد سوال و جواب کے مردہ میں روح نہیں رہتی پھر سننا جواب دینا کچھ نہیں ہوتا۔

قولہ :۔ امام احمد بسند حسن عمارۃ بن حزمؓ سے راوی۔

اقول :۔ عمرو کو فن اسماء رجال سے مس نہیں ہے صحیح اور حسن اور موضوع کی کچھ بھی خبر نہیں ہے اس کوچہ میں آپ آئے نہیں عمارۃؓ بن حزم اس روایت کا راوی نہیں ہے یہ آپ حضرت عمارۃ کے ذمہ تہمت لگاتے ہیں۔ ہوش میں آ کر بات کرو بیخودی چھوڑو نیز عمرو سے کہدو کہ اس روایت کی ساری طریقی ضعیف میں کوئی بھی صحیح نہیں ہے ذرا کتب رجال کو دیکھا جائے پھر بھاری غضب یہ ہے کہ دعویٰ سماع موتی کا حنفی مذہب سے ثابت کریگا جب دلیل پیش کی تو وہ روایت ضعیفہ جس کا اسناد بھی ضعیف اور پھر وہ روایت حضرت امام اعظم اور صاحبین علیہم الرحمۃ کی متروک ہے اور مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔

عمرو بھی اپنے ارادوں میں کیسا ناکامیاب ہے کہ اٹھا تو تھا حنفی مذہب سے سماع موتی ثابت کرنے کے لئے اور دلیل میں کونسی روائیت لایا جو بالتصریح امام اعظم اورصاحبین کے قول اور مذہب کے خلاف اور مخالف ہے۔

☆ دیکھو معانی الاثار ج اص ۲۹۷.........اما الجلوس المنهى عنه فى الاثار الاول هو هذا الجلوس (اے للبول والغايه) فاما الجلوس بغير ذالک فلم يدخل فى ذالک النهى وهذا قول ابو حنيفة وابو يوسف ومحمد رحمهم الله وقدروى عن على وابن عمر رضى الله عنهم اجمعين.

بے چارہ عمرو سماع موتی حنفی مذہب سے کیا ثابت کرے گا یہاں تو ایک دوسرے قول کا حضرت امام اعظم اور صاحبین کے اور خلاف کیا اور ایک اور مسئلہ حنفیہ مذہب کا جڑ سے اکھیڑ دیا۔ آپ بھی کیا اچھے طبیب ہیں کہ گئے تھے ناک اچھی کرنے ناک بھی اچھی نہ ہوئی اور کان بھی کاٹ دیا......

واہ واہ شاباش کیا علم ہے کیا سماع موتی حنفی مذہب سے ثابت کیا جب وہ تو ثابت نہ ہوا پھر دوسرے ایک اور مسئلہ میں امام اعظمؒ کے مخالف بن کر کھڑے ہو گئے ایسے مقلدین کے ہوتے ہوئے غیر مقلدین کی ضرورت نہیں ہے۔

معلوم نہیں ہوتا کہ عمرو مؤلف کو مذہب حنفیہ یا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کیا خاص دشمنی ہے جو جگہ جگہ مذہب حنفیہ کے اصول اور فروع سارے مسائل میں مخالفت کرتا ہے...معاذ اللہ

قوله:۔ اور ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں عبداللہ بن مسعودؓ سے راوی ہے۔

اقول:۔ عمرو کس قدر غلط اور جھوٹے حوالے دینے کا عادی ہوا ہے کہ العیاذ باللہ مصنف ابن ابی شیبہ آپ کے خواب میں بھی نہیں آئی۔ کسی چھوٹے موٹے رسالہ میں شاید کچھ دیکھا ہو گا پھر صرف روائیت کشی کا ملکہ جتلانے کیلئے بے محل روائیت نقل کر دی...............

جناب من اس روایت کو سوال سے کونسا تعلق ہے جبکہ سوال تو یہ ہے کہ میں حنفی ہوں سماع موتی کا قائل نہیں ہوں کیونکہ ہمارے امام کا مذہب یہی ہے اور امام رحمۃ اللہ علیہ سماع موتی کے قائل نہیں ہیں۔

لوگو! سوال تو یہ ہے ....جواب میں یہ ناموزوں غیر ثابت روایت پھر وہ بھی بحث سے الگ اور ایک صحابی کا خیال اور وہ خیال بھی مذہب حنفی کے صریح مخالف کیونکہ یہ روایت وہی ہے جو عمرو نے عمارۃؓ بن حزم کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

جیسا کہ امام سیوطیؒ نے شرح الصدور صفحہ ۱۱۹ مصریہ میں نقل کیا ہے............ واخرج سعید بن منصور عن ابن مسعود انه سئل عن الوط علی القبر قال کما اکره اذی المؤمن فی حیاته فانی اکره اذاه بعد موته.......... پس یہ اور اوپر والی روایت لاتوذ صاحب القبر سے ہم معنی ہے اور یہ مسئلہ صریح مخالف ہے امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کے جس کا مفصل بیان اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

پس یہ ایک خیال ہے حضرت ابن مسعود کا ان کے خلاف میں جناب علی المرتضٰی اور حضرت ابن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین سے جواز کی روایتیں تو موجود ہیں جس کا دل چاہے معانی الآثار کا مطالعہ کرے اب عمرو کا یہ روایت لانا نہایت بے سمجھی ہے کیونکہ بے محل اور خارج از مبحث ہے۔

قوله :۔اور بیہقی دلائل میں عطاف مخزومی کی خالہ سے روای.......... ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس نماز پڑھی وہاں کسی آدمی کا نشان نہ تھا مزار پر سلام کیا جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا.......... من یخرج من تحت القبر اعرفه کما اعرف ان الله خلقنی و کما اعرف اللیل والنهار................

خلاصه :۔ جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے اسے ایسا پہچانتا ہوں جیسا یہ پہنچانتا ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہون۔

اقول:۔واہ واہ شاباش صد آفرین.......... یہاں تو عمرو نے جھوٹ بولنے...... عبارت بدلنے اور پھر تحریف کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا کر پھر کیلئے نہیں رکھا...... سب کچھ حکمت عملی شرعی جعلی دستاویز کا بنانا اسی جگہ ختم کر دیا بھلا بے دیکھے کتابوں کا حوالہ دینا اور جس کتاب سے روایت لی اس کا نام خیانت سے چھپانا یہ تو معمولی بات تھی.......... جو عمرو اپنے رسالہ میں بیسیوں جگہ برابر

کرتا چلا آیا ہے کہ عبارت لی رسالہ شرح الصدور سے اور نام جا لکھا تاریخ نیشاپور امام احمد حنبلؒ کا جس کتاب کا سوئے عدم کے صفحہ ہستی پر کہیں نام تک نہیں، کبھی جھوٹا نام جا لکھا دلائل النبوۃ بیہقی کا۔ حالانکہ حضرت کے خواب میں بھی دلائل کبھی نہ آئی ہوگی خیر یہ تو ایک معمولی بات تھی۔ اور مؤلف کی طبیعت کی خصلت تھی۔

لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تحریف کہیے کتاب کی عبارت کا پلٹ کر اپنے مطلب کے موافق بنالینا کہئے یا بدیانتی کہیئے یا عمرو کی دین داری فرمائیے جو چاہئے کہئے وہ یہ ہے کہ عمرو نے یہاں کتاب کی اصل روایت کے الفاظ بدلے معنی بدلے مطلب بدلے اور زندہ عورت زیارت کرنے والی کی کلام کو قبر والے کا کلام بنایا اور پھر زندہ عورت کی آواز کو قبر کی آواز بنا کر دکھا........ لاحول ولا قوۃ الا باالله العلی العظیم.

☆ ہم پہلے اس روایت کو سچے طور سے لکھتے ہیں رسالہ شرح الصدور مصریہ باب زیارۃ القبور صفحہ ۸۲........ واخرج ابن جریر فی تھذیب الاثار وابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت والبیھقی فی الدلائل عن العطاف بن خالد قال حدثنی خالتی قالت رکبت یوما الی قبور الشھداء وکانت لا تزال تأتیھم قالت فنزلت عند قبر حمزۃ رضی الله عنه فصیلت عنده وما فی الوادی داع ولا مجیب فلما فرغت من صلاتی قلت السلام علیکم فسمعت رد السلام علی یخرج من تحت الارض اعرفه کما اعرف ان الله خلقنی وکما اعرف اللیل والنھار فاقشعرت کل شعرۃ.

☆ مان لیجئے............ یہ پوری روایت لفظ بلفظ لکھی گئی اب اس روایت کو پڑھیئے اور پھر عمرو کی تحریف کو دیکھیں عمرو نے زندہ عورت کے کلام کو جب صاحب قبر کا قول بنانا چاہا تب یہ کارستانیاں کیں اول لفظ من گھڑت ایجاد بندہ اگر چہ غلط اور گندہ۔ یخرج سے پہلے لا کر شامل کیا تا کہ زندہ عورت کا مقولہ حضرت حمزہؓ کا مقولہ ہو جائے الارض کی جگہ القبر کا لفظ بدلا اول سے روایت

کے الفاظ نقل نہ کئے کیونکہ عبارت کا بے ربط ہونا ظاہر ہو جاتا۔

☆ لیکن پھر بھی بات نہ بنی کیونکہ اور زیادہ لفظوں کے ملانے اور زیادہ لفظوں کے ملانے کی ضرورت باقی رہی ......ایک حروف واو........دوسرا لفظ قال وغیرہ وغیرہ اور شامل کیجئے اور عبارت یوں لکھئے۔ فسمعت ردالسلام علی من القبر وقال من یخرج من تحت القبراعرفه. الخ.

چار لفظوں میں ایک القبر ....اور دوسرا واؤ..........تیسر الفظ قال..........چوتھا من..... یہ زیادہ کیجئے تب روایت عمرو کے مطلب کے موافق ہوگی ورنہ خیریت ہے۔

اعلان یعنی چیلنج:۔افسوس.......عمرو نے کیا اور کچھ کرنا نہ جانا عیب بھی کرنیکو ہنر چاہئے ہم ایک سو روپیہ کا اعلان (یعنی چیلنج) دیتے ہیں جو صاحب عمرو کی اس روایت کو کسی معتبر کتاب خواہ دلائل بیہقی یا دیگر کسی کتاب سے اسی طرح حرف بحرف دکھادے کہ جس طرح مؤلف عمرو نے نقل کی کہ قبر کے اندر سے حضرت حمزہؓ نے یہ فرمایا.......من یخرج من تحت القبر اعرفہ کما اعرف ان اللہ خلقنی..........وہ ہم سے بلا تکلف رقم مذکورہ وصول کر سکتا ہے.....ورنہ عمرو مؤلف کی دیانت داری کا اقرار کرنا پڑے گا۔

وجوھات اربعه:۔ پھر اس روایت کے متعلق عمرو کو یاد رہے کہ یہ دلیل چند وجہ سے نا قابل قبول ہے۔

وجه اول:۔ یہ حنفی مذہب کی روایت نہیں ہے بحث سے خارج اور بے کار ہے۔

وجه ثانی:۔ بلا سند بلا اسناد ہے نیز اس کی سند بھی مجروح اور ضعیف ہے پس ایسی لچر روایت عقیدے کے مسئلہ کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔

وجه ثالث:۔عطاف مخزومی کی خالہ کو فرض کرو کہ آواز آئی ہو مگر ایک تو وہ عورت دوسرے جنگل تنہائی کا موقعہ لق دق میدان ایسے وقت میں ایک غیر مانوس معمولی آواز کا سنائی دینا وہ بھی قبر کے اندر سے بلا تامل حواس باختہ کرتا ہے اور ایسی بے حواسی کے وقت کا کچھ سنا ہوا پورا یاد کب رہ

سکتا ہے۔

وجہ رابع :۔اگر بالفرض کچھ ہے تو یہ ان کی کرامت ہوگی بحث مسئلہ شرعیہ اعتقادیہ میں ہے.. دلیل میں ایک کرامت پیش ہو پھر عوام کو وہ مسئلہ سکھایا جائے تعجب کی جگہ اور شرم وحیرت کا موقعہ ہے۔

قولہ :۔اور روایت کیا بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے صحاح میں اور امام احمد نے مسند میں انس بن مالک سے اور بیہقی اور طبرانی نے عبداللہ بن عباس سے اور سیوطی نے شرح صدور میں باسناد حسن اور علامہ مناوی نے تیسیر میں اور کہا رجالہ ثقاہ حدیث نحفق نعال کو۔

اقول:۔عمرو مؤلف نے بڑا زور لگایا بڑی کتابوں کے نام لئے عوام الناس نے جناب کو بڑے درجہ کا محدث جان لیا ہوگا مگر خواص اور اہل علم سمجھ گئے ہوں گے کہ عمرو کو علم سے مس بھی نہیں ہے... کیونکہ سوال قبر کی حالت میں مردہ قبر میں زندہ ہوتا ہے یہ وقت محل نزاع ہی نہیں اسمیں کسی کو کیا کلام ہے پھر یہ اس قدر زور لگا کر کتابوں کے نام کیوں لکھے گئے۔

قولہ:۔حدیث خفق نعال کو کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے یہ حدیث طرق کثیرہ سے وارد ہوئی ہے

اقول :۔بے شک یہ حدیث طرق کثیرہ سے وارد ہوئی اور بہت صحیح حدیث ہے اور تمام اہل سنت کا اسی حدیث کے مطابق اور زید کا بالکل یہی اعتقاد ہے جو کچھ خفق نعال کی حدیث کا مطلب ہے مگر عمرو کو اس حدیث سے اس موقع پر کوئی نفع نہیں ہوا سوال قبر کا وقت محل نزاع سے نہیں ہے یہ وقت خارج از بحث دور از مبحث ہے بس حدیث خفق نعال کا لانا یہاں بے کار ہے۔

قولہ :۔مگر پھر مردہ کا جماد پتھر ہو جانا اور تمام ادراکات سے خالی ہو جانا کون سے لفظ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

اقول:۔عمرو نے سارا رسالہ تحریر کیا مگر جناب آج تک بحث کو بھی نہیں سمجھے مردہ کو جماد پتھر جانا۔

مقولہ:۔بعض معتزلہ اور مذہب بعض روافض کا ہے نہ اہل سنت والجماعت کا میرے دوست پہلے آپ زید کا مذہب معلوم کرتے اسکے بعد ہی تبرا کرنا مناسب ہوتا۔

زید کا مذہب :۔مردوں کو قبر یا عالم برزخ میں حیات حقیقی حاصل ہوتی ہے......سوال قبر

کیلئے مردہ کا بیٹھ جانا......اور آفتاب کو غروب ہوتا خیال کرنا.....اپنے آپ کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے خیال کرنا.....خدا کی وحدانیت جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنا.....اسلام کی حقانیت کا اقرار کرنا.......عصر کی نماز کیلئے مہلت طلب کرنا وغیرہ وغیرہ جزیات کا ادراک ہوتا ہے اور یہ ساری باتیں موجود ہوتی ہیں۔

مگر یہ حالت مردہ میں فوری ہوتی ہے آناً فاناً ساری باتیں زائل ہو جاتی ہیں جبکہ قرآن مجید صاف بتارہا ہے سارے محققین مفسرین اور اھل کلام وعقائد اس بات کو صاف صاف لفظوں میں بیان کرتے چلے آئے ہیں.......یعنی بعد سوال وجواب قبر کے قبر والے کو دوبارہ موت آتی ہے۔

☆ لیجئے روایت نہیں بلکہ قرآن مجید ملاحظہ فرمایئے........قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ. (پ ۲۴/ سورة المؤمن آیت ۱۱)

خلاصہ :۔کہیں گے کافر جہنم میں اے ہمارے رب مارا تو نے ہمیں دو دفعہ اور جلایا تو نے ہمیں دو دفعہ ہم اپنے گناہ کے اقراری ہوئے بس اب کوئی راستہ جہنم سے نکل جانیکا ہے الخ،

☆ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس مصری صفحہ ۳۴۰.......آنحضرت علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی عالم کتاب الٰہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں.........قالوا يعنى الكفار فى النار ربنا امتنا اثنتين مرتين مرة بقبض ارواحنا ومرة بعد ماسالنا منكر و نكير فى القبور واحييتنا اثنتين مرتين مرة قبل ان سالنا منكر ونكير فى القبور ومرة للبعث.

خلاصہ :۔اے اللہ........تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی ایک دفعہ دنیا میں جب ہماری عمر پوری ہوئی.....دوسری دفعہ موت دی جبکہ نکیرین قبر میں ہم سے سوال کر چکے اور دو ہی دفعہ جلایا ایک قبر میں نکیرین کے سوال کے وقت اور دوسری دفعہ قیامت میں۔

پس اس آیت کا صاف یہ مطلب ہے کہ قبر والا سوال کے وقت زندہ ہے بعد سوال کے

مرجاتا ہے اب زندہ پر مردے کو قیاس کرنا کیسا لغو ہے۔

☆ تفسیر ابوسعود مصری سورۃ المومن جلد۲ صفحہ ۴۴۸ میں ہے.....وقيل اراد بالا ماتة الاولى مابعد حياة الدنيا وبالثانية مابعد حياة القبر و بالاحيائين مافى القبرو ماعند البعث وهو الانسب بحالهم.

خلاصہ :۔ پہلی موت سے مراد دنیا میں حیات کے آخری حصہ کی موت ہے.........دوسری موت سے مراد حیات قبر کے بعد کی موت (جو بعد سوال نکیرین کے آئے گی) اور اول حیات سے قبر کی حیات سوال کیلئے دوسری حیات سے قیامت کی حیات اور یہی معنی آیت کا کفار کے حال سے بہت زیادہ مناسب ہے۔

☆ تفسیر کبیر ج۵ ص۱۴۶۲.....احتج اكثر العلماء بهذه الاية فى اثبات عذاب القبر وتقرير الدليل انهم اثبتوا لانفسهم موتتين فاحدالموتتين مشاهد فى الدنيا فلا بد من اثبات حياة اُخرٰى فى القبر حتى يعبر الموت يحصل عقيبها موتاثانياً.

خلاصہ :۔ اکثر علماء نے اس آیت سے قبر کے عذاب کو ثابت کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کافر لوگ اپنے لئے دو موتیں تسلیم کرتے ہیں پس ایک موت تو دنیا کی سب کو نظر آتی ہے اب ضروری بات ہے کہ قبر میں جا کر زندہ کئے جاویں پھر اس کے بعد یعنی سوال نکیرین کے بعد قبر میں مرجانا دوبارہ کی موت ہوگا اور یہی بہت سی تفسیروں میں ایسا ہی لکھا ہے اختصار کیلئے انہیں پر اکتفا کیا گیا...

اسی طرح تمام اہل سنت والجماعت کے علماء اہل کلام وعقائد نے بالاتفاق اس آیت کے یہی معانی لئے ہیں اور بہت زور سے سوال نکیرین کیلئے مردہ کا زندہ ہونا پھر دوبارہ مرجانا ثابت کیا ہے۔

☆ شرح مواقف سید شریف جرجانی حنفیؒ مطبع نولکشوری مقصد الثانی عشر ص۱۱۰...........

الوجه الثانى قوله تعالىٰ حكاية على سبيل التصديق ربنا امتنا اثنتين واحييتنا اثنتين الاية المراد بالاماتتين والاحيائين فى هذا الاية اماتة قبل قرار القبور ثم الاحياء فى قبر ثم الاماتة فيه ايضا بعد مسئلة منكر ونكير الاحياء للحشر هذا هو الشائع

المستفيض بين اصحاب التفسير.

خلاصه :۔مرادقرآن مجید کی اس آیت میں دودفعہ مارڈالنے سے ایک قبر میں جانے سے پہلے جو دنیا میں موت آئی اور قبر میں جا کر سوال نکیرین کے لئے زندہ ہوئے........دوسری موت سے قبر میں پھر مرجانا بعد سوال نکیرین کے پھر حشر میں زندہ ہونا یہی تفسیر اس آیت کے مشہور و مستفیض ہے درمیان اہل تفسیر کے۔

☆ شرح مقاصد مطبوعہ اسلام بول جلد۲ صفحہ ۱۶۳ میں ہے........البحث السادس فی سوال القبر اما قولهم امتنا اثنتين واحييتنا اثنتين يا الاماتتان فی الدنيا وفی القبر وكذالاحياء ان.

خلاصه :۔قرآن مجید کی آیت میں کفار کے قول کی حکایت میں دودفعہ مارنے دودفعہ جلانے سے مراد ایک دفعہ دنیا میں مرنا دوسری دفعہ قبر میں زندہ ہوکر مرجانا اور اسی طرح احیاء سے مراد ہے......

☆ علامہ محقق جلال الدین اوانی شرح عقائد مطبوعہ مصر صفحہ ۹۳ میں فرماتے ہیں............ وقوله تعالىٰ على سبيل الحكاية ربنا امتنا اثنتين واحييتنا اثنتين والمراد بالاماتتين والاحيائين الاماتة الاولى ثم الاحياء فی القبر ثم الاماتة فيه ايضا بعد سوال منكر ونكير ثم الاحياء للحشر.

خلاصه :۔آیت میں دوموتوں سے مراد ایک دنیا میں مرنا......پھر قبر میں جا کر سوال کیلئے زندہ ہونا......پھر قبر ہی میں بعد سوال کے مرجانا.....پھر حشر میں زندہ ہونا۔

☆ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی حاشیہ پر عقائد دوانی کے فرماتے ہیں......واما احياء القبر فاحياء ناقص المجرد لسوال.

خلاصه :۔قبر میں مردہ کا زندہ ہونا تھوڑا سا ہے کیونکہ صرف سوال نکرین کیلئے ہوتا ہے یعنی قبر کی حیات بعد سوال کے نہیں باقی رہتی......پس اسی طرح تمام اہل سنت والجماعت کے علماء اہل عقائد اس بات پر متفق ہیں کہ مردہ قبر میں زندہ ہوکر سوال وجواب کے بعد پھر مرجاتا ہے پھر خفق نعال

کے قضیہ پر جو حیات میں ہوتا ہے موت کی حالت کو جو بعد سوال نکیرین کے ہوتی ہے کس طرح اور کس قاعدہ سے قیاس کیا گیا اور اس دعوے پر کوئی صحیح حدیث با اسناد پیش ہوئی۔

غور کرو............صرف یہاں ایک شبہ یہ باقی ہے کہ بعض مفسرین نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے کہ پہلی موت سے مردہ نطفہ مراد ہے.........دوسری موت سے دنیا کی موت.......پہلی زندگی سے نطفہ کا زندہ کرنا دوسری حیات سے حشر کی حیات مراد ہے.........پس قبر میں حیات اور موت ثابت نہ ہوئی پس اس کمزور شبہ کا جواب علماء محققین و مفسرین واہل کلام بڑے زور سے دے چکے ہیں۔

☆ علامہ سید شریف جرجانی حنفی جن کا علم فضل جہاں میں مشہور ہے شرح مواقف میں فرماتے ہیں............واما حمل الاماتة الاولی علی خلقهم امواتا فی جوار النطفة وحمل الثانية على اماتة الظاهرة وحمل الاحيائين على احياء الدنيا والاحياء عند الحشر وحينئذ لايثبت بالاية الاحياء فى القبر فقد رد عليه بان الاماتة انما يكون بعد سابقة الحيوة ولاحيوة فى جوار النطفة وبانه قول شذوذ من المفسرين والمعتمد هو قول الاكثر.........

خلاصہ:۔اماتة کے معنی حیات کے بعد کا طاری کرنا ہے اور مردہ نطفہ کی پیدائش میں معنی اماتة کے صادق نہیں آتے پس آیت کے یہ معنی ٹھیک نہیں ہیں..................

دوسری وجہ پہلی موت سے نطفہ مردہ مراد لینا شاذ قول ہے اور معتبر اور معتمد وہی اوپر والا قول ہے جو اکثر مفسرین کا قول ہے۔

☆ علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کی سورت مومن میں اس ناقص شبہ کو بیان فرما کر بہت زور سے رد کیا ہے.....لم لا يحوزان تكون الموتة الاولى هى الموتة التى كانت حاصلة حال ما كان نطفة وعلقة نقول هذا لا يجوز وبيانه ان المذكور فى الاية ان الله اماتهم ولفظ الاماتة مشروطة بسبق حصول الحياة اذلو كان الموت حاصلا قبل هذا امتنع كون هذا اماتة ولزم تحصيل الحاصل وهو محال وهذا بخلاف قوله

كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا فاحيا كم لان المذكور فى هذا الاية انهم كانوا امواتا وليس فيها ان الله اماتهم بخلاف الاية التى نحن فى تفسيرها لانها تدل على ان الله تعالىٰ اماتهم مرتين وقد بيناه وان لفظ الاماتة لا يصدق الا عند سبق الحياة فظهر الفرق.

تیسری بات آیت مذکورہ میں پہلی موت سے نطفہ کا مردہ ہونا دوسری موت سے دنیا کی موت مراد لینا معتزلہ کا مذہب ہے ....اور زمخشری نے کشاف میں یہ معنی لکھے ہیں کیونکہ وہ حیات قبر کا اور نکیرین کے سوال کا منکر ہے اسلئے اس نے اہل سنت کے خلاف لغت عرب کے خلاف آیت کی تفسیر کی ہے...............اور بعض مفسرین اہل سنت بھی اس کی اتباع میں یہ تفسیر کرتے ہیں............

مگر محققین مفسرین اور علماء اہل کلام نے زمخشری اور اس کے ہم خیال لوگوں کی خوب تحقیق سے تردید کر دی ہے اور بعض مفسرین نے زمخشری کے خیال کو حضرت ابن عباس اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے یہ بالکل غلط اور غیر ثابت ہے...............حضرت ابن عباسؓ سے اسکے خلاف اہل سنت کے موافق روایت محقق موجود ہے پھر علاوہ علماء اہل کلام اور محققین مفسرین کے بڑے بڑے فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اسی کی تصریح فرماتے ہیں کہ سوال نکیرین کے وقت حیات ہوتی ہے اسکے بعد نہیں ہوتی۔

☆ ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں علامہ عارف باللہ واقف علوم شرعیہ جناب مولانا ابن الہمام حنفی قدس اللہ سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں............کتاب الجنائز مطبع نولکشوری ص ۲۸۲ ج ۱

........عند اكثر مشائخنا رحمهم الله تعلى هو ان الميت لا يسمع عند هم....

خلاصه: علماء حنفیہ اور مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک محقق بات یہ ہے کہ مردہ نہیں سنتا۔

☆ واشكل عليهم مافى مسلم ان الميت يسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا اللهم الا ان يخصوا ذلك بادل الوضع فى القبر مقدمة للسوال

..............شبہ کیا گیا کہ مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حالت ابتداء قبر میں رکھنے کے بعد سوال نکیرین کیلئے ہوتی ہے یعنی اسکے بعد پھر اصلا مردہ کچھ نہیں سنتا اور خفق نعال کا سننا مشائخ حنفیہؒ کے نزدیک مخصوص ہے صرف سوال کے وقت کیلئے۔

☆ اسی طرح علامہ سید ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ باب الیمین فی الضرب والقتل میں تحریر فرمایا ہے........

☆ علامہ عینی حنفی شارح بخاری وہدایہ اپنی کتاب شرح بخاری مطبوعہ اسلام بول جلد ۴ صفحہ ۲۲۴ میں صادر فرماتے ہیں.............. ثم التوفیق بین الخبرین ان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما محمول علی ان مخاطبۃ اہل القلیب کانت وقت المسألۃ وقتھا وقت اعادۃ الروح الی الجسد وان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا محمول علی غیر وقت المسألۃ فبھذا یتفق الخبر ان۔

اسی طرح کتب کثیرہ فقہ حنفیہ میں موجود ہے اسکا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ نکیرین کے سوال کے وقت میت میں روح ہوتی ہے بعد قبر کے سوال کے وہ پھر مرجاتا ہے پھر اس میں روح نہیں رہتی پس میت کا جوتیوں کی آواز کا سننا حالت حیات کی بات ہے اسکے بعد موت کی حالت ہے اب وہ کچھ بھی نہیں سنتا۔

پس حالت موت کو حالت حیات پر یا حالت حیات کو حالت موت کے برابر سمجھنا سخت جہالت ہے اور بڑی غفلت ہے اصول دین سے۔

قولہ:۔ پھر وہ احادیث جوانس اور رد سلام اور تازی موتی پر دال ہیں اس کی شاہد ہیں۔

اقول:۔ عمرو مؤلف کی قاعدہ اصول حدیث سے غفلت اور لاعلمی تو دیکھو کہ جن روایتوں کو مؤلف شاہد کہتا ہے وہ سب سے اول استدلال میں پیش کرتا ہے اور حدیث خفق نعال جسکو اصول قرار دیتا ہے وہ بعد میں.............. سبحان اللہ.............. کیا روشن علم ہے.............. خیر یہ بات اہل علم جان چکے کہ بے چارے عمرو کو کچھ بھی قابلیت علمی نہیں ہے بالخصوص تالیف کا ملکہ مطلقاً

نہیں ہے۔

لیکن ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ اصل حدیث خفق نعال کی تمام اہل سنت اور سارے علماء حنفیہ اور تمام فقہاء کو تسلیم ہے مگر یہ جو عمرو نے شواہد روایتیں پیش کیں ہیں یہ ساری روایتیں ضعیف یا منکر یا موضوع ہیں جن کی مختصری تفصیل ہم ہر ایک روایت کے نیچے بیان کرتے ہیں یہ مؤلف کے شواہد بالخصوص حنفی مذہب میں بالکل نامقبول ہیں۔

سارے فقہاء کاملین متبع مذہب حنفیہ رحمہم اللہ بڑے زور سے عدم سماع اہل قبور کا اقرار فرماتے چلے آئے ہیں اور صاف صاف لفظوں میں یہ ارشاد کرتے ہیں کہ اوقات کے بعد انسان کسی اہل دنیا یا زندہ شخص کا کلام کرنے کا اہل نہیں رہتا............ ہاں آخرت اور ادھر کی طرف سے پورا خبر دار رہتا ہے اسباب میں ہم بالفعل دو ایک فقہ حنفیہ کی معتبر روایتیں جو صاف صاف حرفوں میں عدم سماع کو ثابت کرتی ہیں پیش کرتے ہیں......

ہدایہ باب الیمین فی الضرب والکلام مصطفائی ص ۴۸۴.......... لان الضرب اسم لفعل مولم یتقبل بالبدن و الا یلام لا یتحقق فی المیت .

خلاصہ:۔ تکلیف اور الم کا پہنچانا میت کی نسبت متحقق نہیں ہوسکتا...............

☆ وکذا الکلام لان المقصود من الکلام الافہام والموت ینافیہ۔

خلاصہ:۔ اسی طرح مردہ سے کلام کرنا کیونکہ مقصود کلام کرنے سے سمجھانا ہوتا ہے اور موت سمجھانے کے منافی ہے...............یعنی میت کسی انسان کے کلام کو اصلاً نہیں سمجھ سکتے اور جناب مجتہد فی المذہب صاحب الترجیح امام الفقہاء الحنفیۃ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ....یعنی علامہ ابن ہمام علیہ الرحمۃ صاحب ہدایہ کے اُس قول کی شرح کیا صاف اور پیاری بے لگاؤ الفاظ میں شرح کرتے ہیں۔

قولہ:۔ والا یلام لا یتحقق فی المیت لانہ لا یحس۔

خلاصہ:۔ الم تکلیف مردہ کو پہنچانا نہیں ہوسکتا...............صاحب ہدایہ کے اس قول

کی علامہ ابن ہمام شرح فرماتے ہیں کیونکہ مردے میں کسی طرح کی حس باقی نہیں ہے یہاں شبہ ہو سکتا تھا کہ پھر قبر کے عذاب کی مردے کو حس کس طرح ہوتی ہے۔

☆ اس کے جواب میں علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں..............ولذا کان الحق ان المیت المعذب فی قبرہ توضع فیہ الحیوۃ بقدرھا یحس بالالم۔

خلاصہ: حق یہ ہے کہ ہر وقت عذاب کی حق تعالیٰ اس قدر حس میت کو عطا کرتا ہے کہ جس قدر میں صرف عذاب کو قبر کے محسوس کرلے یعنی اس قدر حس نہیں ہوتی کہ دنیا یا اہل دنیا کی جانب سے کسی اذیت کے فعل سے اذیت پائے۔

چنانچہ حضرت عمروؓ بن العاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضرت ہشامؓ کی نعش کو گھوڑوں سے کچلنا جو روایت اوپر گزر چکی ہے صاف اس کی تائید کرتی ہے.........اور علامہ ابن ہمام علیہ الرحمتہ صاحب ہدایہ کے دوسرے قول کی شرح میں فرماتے ہیں.........وکذا الکلام فلان المقصود من الکلام الافہام والموت ینافیہ لانہ لا یسمع فلا یفہم ....

خلاصہ: مقصود کلام کرنے سے بات کا سمجھانا ہوتا ہے مگر موت اس کے منافی ہے علامہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں اس واسطے کہ تحقیق مردہ نہیں سنتا جب سنتا ہی نہیں تب سمجھتا بھی نہیں۔

☆ علامہ عینی شارح بخاری وہدایہ عینی شرح ہدایہ نولکشوری ج ا ص ۱۰۷۲ سطر ۲۲۔۲۳ ....میں فرماتے ہیں اور کیا عمدہ بات ارشاد کرتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ میت کی نسبت یہ خیال کرنا کہ میت زندہ لوگوں کا کلام سنتی یا سمجھتی ہے...............پس یہ تو ایک محال بات کا تسلیم کرنا ہے۔

☆ لیجئے وہ عینی کی عبارت یہ ہے..............والمراد بہ الذی قرب من الموت بطریق المجاز باعتبار مایول الیہ وذلک لان التلقین حقیقۃ مایطاوعہ التلقن وحصول ذلک من المیت محال فالا مربہ حقیقۃ یکون امرا للعاجز عنہ والعقل یا باہ فوجب حملہ علی ہذا المعنی۔

خلاصہ:۔ میت اور مردہ سے کلام کر کے یا بات کہہ کر یا نصیحت کر کے یہ امید رکھنا کہ اس کلام سے میت میں کوئی اثر یا تاثیر ہوتی ہوگی یہ محال کا خیال ہے اور خلاف عقل ہے یعنی اس وجہ سے کہ مردہ نہ سنتا ہے نہ کچھ سمجھتا ہے پھر اس قسم کی تصریح اور یہی عبارتیں بہت سی فقہ حنفیہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

☆ علامہ ابن عابدین حنفی ردالمختار باب الیمین فی الضرب میں اسکی تصریح فرماتے ہیں ....نیز علامہ بدرالدین حنفی حاشیہ ہدایہ باب الیمین فی الضرب میں فرماتے ہیں ....والموت ینافی الکلام لان المراد من الکلام الاسماع والمیت لیس باھل لا سماع۔

اسی طرح عام کتب فقہ حنفیہ میں جس کا شمار اس عاجز کا کام نہیں یہی لکھا ہے کہ مردہ بے حس اور نا اہل کلام اور سلام سے ہو جاتا ہے۔

☆ شامی باب صلاۃ جنازہ میں فرماتے ہیں..............وذکر فی الخانیہ والظھیر یہ والجوھرانہ لا ینوی المیت قال فی البحر وھو الظاھر لان المیت لا یخاطب بالسلام حتی ینوی بہ اذ لیس اھلالہ واقرہ فی النھر۔

خلاصہ :۔ فتاوی خانیہ حنفیہ اور فتاوی ظہیریہ حنفیہ اور جوہرہ فقہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ جب جنازے کی نماز کا سلام پھیرے تو سلام میں مردے کی نیت نہ کرے ....علامہ صاحب بحر الرائق حنفی نے فرمایا کہ یہی بات مذہب حنفی میں ظاہر ہے کیونکہ مردہ مخاطب سلام کا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مردہ سلام کے خطاب کرنے کا اہل ہی نہیں رہا یہی صاحب نہر الفائق حنفی نے فرمایا ہے۔

☆ عالمگیری مصری ج ا ص ۲۵۴ میں.........ولا ینوی المیت فی التسلمتین بل ینوی بالاولی من عن یمینہ وبالثانیہ من عن شمالہ کذا فی سراج الوھاج ....اور وجہ میت کے نیت نہ کرنے کی آپ کو معلوم ہو چکی کہ میت اہل خطاب سلام اور کلام کا

ہی نہیں رہا اب اس کو سلام اور کلام کا مخاطب بنانا لغو ہے......... پس عمرو سے کہدو کہ یہ تازی اور رد سلام یا سماعت کلام قبر کے سوال کے بعد یہ سب روایتیں نہایت ضعیف اور مردود نا قابل قبول روایتیں ہیں بالخصوص حنفیہ مذہب میں یہ روایتیں بالکل رد کر دی گئی ہیں بہت سے حنفیہ مذہب کے فتاویٰ اور متون اور شرح کی صاف صاف عبارتیں موجود ہیں۔

ہم انشاء اللہ آئندہ سب روایتیں لفظ بلفظ پیش کریں گے اور جب تک کتاب اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں گے عمرو کی طرح جھوٹے نہ حوالے دیں گے بلکہ انشاء اللہ جو کتاب خاص اپنے مطالعہ میں آئے گی اسی کا نام حوالہ میں درج ہوگا۔

قولہ:۔ پس بعض منکرین کی یہ تخصیص ادعاء محض بے دلیل ہے۔

اقول:۔ اللہ اکبر.......... عمرو مؤلف بھی کیا سخت بد زبان شخص ہے اتنے بڑے علماء کاملین فقہائے حنفیہ اہل اللہ اور جماعت صوفیائے کرام کو منکرین کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور ان کے فرمان عالیشان کو فضول کلام بتاتا ہے اور اسے یہ بھی خبر نہیں کہ یہ مقولہ یعنی خفق نعال بروقت حساب قبر کے ہوتا ہے پھر نہیں کتنے بڑے بڑے مجتہد اور اہل حل وعقد علمائے حنفیہ کا ہے۔

مقولہ خفق نعال اور علمائے حنفیہ

اب ہم ان میں سے تھوڑے سے ان بزرگوں کے اسمائے گرامی حوالہ قلم کرتے ہیں عمرو ان ناموں کو شمار کرے اور پھر خوب دل کھول کر ایک ایک بزرگ کا نام لے کر تبرا کرے یا منکر بتائے یا معتزلی کہے یا جو چاہے کہے اسے اختیار ہے۔

☆ حضرت مجتہد فی المذہب امام الفقہاء حنفیہ قدس اللہ سرہ العزیز یعنی مولانا ومولی المقلدین جناب ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتح القدیر باب الجنائز میں جمہور فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کا مذہب اموات کا نہ سننا بیان کر کے اس پر شبہہ وارد کرتے ہیں کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

پھر اس شبہہ کا جواب جمہور فقائے حنفیہ کی جانب سے یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلم کی

حدیث مخصوص ہے سوال کے وقت سے جو قبر میں رکھتے ہی ہوتا ہے۔

☆ دوسرے امام المتأخرین حضرت سید ابن عابدین معروف بالشامی رحمہ اللہ نے حاشیہ درمختار کے کتاب الجنائز اور باب الیمین فی الضرب میں یہی لکھا ہے۔

☆ تیسرے .... علامہ طحطاوی حنفی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں ....

فان السماع یستلزم الحیاۃ وھی مفقودۃ انما تجی عند السوال ....

☆ چوتھے .... علامہ عینی حنفی جو بخاری شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قصہ بدرین حضرت ابن عمر کی حدیث کہ مردے سنتے ہیں یہ سوال کے وقت کا ذکر اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ مردے نہیں سنتے یہ سوال کے بعد کا ذکر ہے جو روایت معہ حوالہ صفحہ اوپر گزر چکی ہے۔

☆ پانچوں .... علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی حنفیؒ جو حاشیہ شرح عقائد دوانی میں فرماتے ہیں .... اما احیاء القبر فاحیاء ناقص لمجرد السوال ....

یہ روایت بھی معہ حوالہ صفحہ اوپر گذر چکی ہے۔

☆ چھٹے ..... علامہ محقق دوانی حنفیؒ جو بعد سوال قبر کے دوبارہ مرجانے کے قائل ہیں۔

☆ ساتوں .... سید شریف جرجانی یہ بھی بعد سوال مرجانے کے قائل ہے۔

☆ آٹھویں .... علامہ ابوالمسعود حنفی قبر میں بعد سوال کے مرجانے کو بہت انسب قول فرماتے ہیں۔

☆ نوویں .... علامہ فخر الدین رازی محقق صاحب التفسیر

☆ دسویں .... علامہ سعد الدین تفتازانی صاحب شرح مقاصد یہ سب لوگ صرف سوال کے قبر کے وقت حیات کا آنا اور نکیرین کے سوال کے بعد حیات کا مردے سے رخصت ہونا اور دوبارہ قبر میں پھر موت کا آنا تسلیم کرتے ہیں .... ماسوا ان کے سواد اعظم اور جماعت کثیرہ علماء اہل سنت والجماعت کی ایسی موجود ہے جو اس تخصیص یعنی سوال نکیرین کے

وقت قبر میں حیات اور سماعت پھر موت اور عدم سماعت مانتی ہے۔

عمرو سردست انہی بزرگوں پر تبرابازی شروع کرے اس کے بعد اور بھی پوری اور بڑی فہرست ایسے ہی بزرگوں کی عمرو کو دی جائے گی عمرو اطمینان رکھے..............

پس خفق نعال وغیرہ کا سننا صرف سوال کے وقت مخصوص ہے اس کو عام طور سے ہر وقت کے لئے ثابت کرنا صریح قرآن مجید کی آیت اور اجماع علمائے اہل کلام وعقائد اور جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے برخلاف ہے جس کو ہم نے کچھ ثابت کیا اور آئندہ انشاءاللہ اور مفصل ثابت کریں گے۔

مگر یہاں اتنا کہے بغیر نہ رہیں گے کہ بیچارہ عمرو خود..............دعویٰ بلا دلیل کرنے والا..............کتابوں کے غلط حوالے دینے والا..............کتابوں کی عبارتیں بدلنے والا..............مطلب کے موافق عبارتوں میں تحریف کرنے والا..............ضرورت کے وقت کتابوں کے فرضی نام اپنے جی (یعنی دل) سے بنا کر پیش کرنے والا..............رافضیوں کی روایتیں اہل سنت کیلئے نقل کرنے والا..............نقل روایت کے وقت روایت کے متعلق جو سقم اور ضعف کی علامتیں لکھی ہوئی ہوں انہیں موقوف کر کے ضعیف حدیث کو صحیح بنا کر دکھانے والا..............بی بی عائشہ صدیقہؓ اور جمہور فقہائے حنفیہ کو منکر دین وغیرہ لکھنے والا..............راست گو اور سچا ہونا چاہتا ہے۔

اور حضرات فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور مقدس اولیائے اللہ اور علماء اہل کلام اہل سنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فضول گو اور دعویٰ بلا دلیل کرنے والے ٹھہراتا ہے..............نعوذ باللہ من ذلک

قولہ:۔ یہاں تو مانعین کچھ ہاتھ پاؤں ہلاتے ہیں اور تاویلات رکیکہ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا یا خاص ان کفار کے واسطے تھے۔

اقول:۔ عمرو کو کچھ خوف الٰہی کرنا چاہیے..............یہ کیوں تبرے بازی پر اتر آیا ہے علمائے

ربانی اور عارفین کاملین فقہاء حنفیہ قدس اللہ اسراہم کی شان عالی میں کیسے بے باکانہ گستاخیاں کرتا ہے.............

لوگو غور کرو.............عمرو کے محاورے اور بدکلامی پر کہتا ہے مانعین ہاتھ پیر ہلاتے ہیں ہاتھ پیر ہلانا یہ لفظ حضرات اولیائےؒ کی شان میں تاویلات رکیکہ کرنا یہ حضرات مجتہدین اور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کی شان میں استعمال کرنا کیسا خراب مکروہ محاورہ ہے۔

عمرو غضب الٰہی سے ڈرے کیوں ارواح مقدسہ پر تبرابازی کرتا ہے اور اہل سنت میں رہ کر صفت رفض کیوں اختیار کرتا ہے..............اللہ اکبر..............چھوٹا منہ بڑی بات کہاں عمرو کہاں یہ بزرگان عالیشان..............اللہ اللہ۔

اب ہم..............باوقعت ناظرین کی خدمت میں بطور تبرک ان حضرات اولیائے عظام اور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نام لیتے ہیں جو حضرات قصہ بدر کو اور جناب سرور انبیاء علیہ السلام کے مردوں سے ہم کلامی فرمانے کو بالتصریح معجزہ اور حضور اقدس علیہ السلام کی خصوصیت فرماتے ہیں لیجئے سن لیجئے۔

☆ مجتہد فی المذہب علامہ زمن سر من اسرار اللہ مقلد امام اعظم رحمتہ اللہ علیہما جناب ابن الہمام حنفی شارح ہدایہ اپنی کتاب فتح القدیر حاشیہ ہدایہ فقہ حنفی باب الجنائز صفحہ ۸۲،۸۳ چھاپہ نولکشوری میں لکھتے ہیں اور جمہور فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کا جواب ایک اعتراض کی نسبت یوں نقل فرماتے ہیں.......

وعندی انا مبنی ارتکاب هذا المجاز هنا عند اکثر مشائخنا هو ان المیت لا یسمع عندهم واورد علیه قوله علیه السلام فی اهل القلیب ما انتم باسمع لما اقول منهم واجابوا بان تلک خصوصیة له علیه السلام.

معجزة:۔ جمہور فقہائے حنفیہؒ کے نزدیک مردے نہیں سنتے، پس اس مذہب پر یہ اعتراض ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے بدر کے مردوں سے ہم کلامی فرمائی اس اعتراض کا جواب جمہور فقہائے حنفیہؒ نے یہ فرمایا ہے کہ بدر کے مردوں سے کلام کرنا آنجناب رسالت مآب ﷺ کا معجزہ اور حضور

اقدس علیہ صلی اللہ کی خصوصیت تھی۔

ناظرین ملاحظہ کریں............... کہ یہ جمہور فقہائے حنفیہؒ اس قصہ بدر کی نسبت بالتصریح معجزہ فرماتے ہیں اور عمرو جمہور فقہاءؒ حنفیہ پر تبرا کرتا ہے اور پھر حنفی ہونے کا دعویٰ بھی رکھتا ہے یہ عمرو ہی کی چشم غیرت قبول کرتی ہوگی کہ تبرا حنفیہ علماء پر کرتا جائے اور پھر حنفی بھی کہلائے ....حق تو یہ ہے کہ خداوند کریم کا یہ رحم اور حلم ہے جو ایسے اولیاء کرام اور ایسے فقہاءِ عظام کی کوئی گستاخی کرے پھر وہ زندہ بھی رہے............... الحمد لله علی علمه بعد علمه وعلی عفوه بعد قدر ته۔

اگر چہ یہی ایک روایت بس اور کافی تھی کیونکہ جمہور فقہائےؒ حنفیہ کی جانب سے پیش کی گئی ہے تاہم زیادتی وثوق کے لئے اور بھی چند روایتیں بحوالہ صفحہ وسطر و کتاب وغیرہ خاص فقہ حنفی کی آپ کو سنائے دیتا ہوں تاکہ آپ کو خوب معلوم ہو جائے کہ عمرو بالکل مذہب حنفی کے مخالف اور فقہائے حنفیہ پر تبرا کرنے والا ہے۔

☆ علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی اپنی کتاب کفایہ شرح ہدایہ جو فقہ حنفی میں بڑی معتبر کتاب ہے اور اس کے باب الیمین فی الضرب صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ دھلی میں لکھتے ہیں............... فان قیل روی ان قتلی بدر من المشرکین لما القوافی القلیب قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ....الخ.......... ثم لو صح ذلک کان معجزة لرسول الله علیه وسلم۔

خلاصہ:۔ جنگ بدر میں مردہ کافروں سے کلام کرنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

☆ اور عنایہ شرح ہدایہ فقہ حنفی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۰ جلد ۴ میں لکھا ہے............... قال قیل قدروی ان رسول الله صلی الله علیه وسلّم کلم اصحاب القلیب الخ .... احیب بان ذلک معجزة له صلی الله علیه وسلم۔

خلاصہ:۔ یعنی صاحب عنایہ علامہ حنفی اپنی کتاب عنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ قصہ

بدر میں جو آنجنابؐ نے مردوں سے باتیں کیں تھیں یہ آپ کا معجزہ تھا...............

☆ علامہ سعد چلپی حنفی رحمہ اللہ حاشیہ عنایہ شرح ہدایہ فقہ حنفی میں فرماتے ہیں............قال العلامہ النسفی الحنفی فی الکافی شرح وافی انه کان مخصوصاً به علیه السلام۔

خلاصہ:۔ علامہ چلپی حنفی فرماتے ہیں کہ علامہ نسفی حنفیؒ نے فرمایا کہ یہ ہم کلامی قصہ بدر میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی...............پس یہ قول دو بزرگوں کا سمجھنا چاہیے ایک سعد الدینؒ حنفی عرف چلپی کا اور دوسرے علامے نسفیؒ حنفی کا پس یہ دونوں مل کر فرماتے ہیں کہ مقتولین بدر سے ہم کلامی حضور ﷺ کی خصوصیت تھی۔

☆ علامہ عینیؒ شارح بخاری وہدایہ وکنز الدقائق حنفی شرح کنز الدقائق فقہ حنفی میں ارشاد فرماتے ہیں...............باب الیمین فی الضرب ولئن ثبت فھو مختص بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

خلاصہ:۔ علامہ عینیؒ حنفی فرماتے ہیں کہ اگر بدر میں مردوں سے کلام کرنے کی روایت ثابت بھی ہو جاتے تو یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور آنجنابؐ ہی تک خاص رہے گی...............یعنی ہر ایک شخص کیلئے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مردوں سے کلام کرے اور مردے اس کا کلام سنیں یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت تھی۔

☆ علامہ ابنؒ عابدین شہیر بالشامی حاشیہ درمختار فقہ حنفی میں فرماتے ہیں...............

ردالمختار باب الیمین فی الضرب بانه مخصوص باولئک تضعیفا للحسرة علیھم وبانه خصوصیة له علیه السلام معجزة۔

خلاصہ:۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کرنا مردوں سے یا تو ان کفار کی خصوصیت تھی تا کہ سب سے اول مکہ میں اسلام کی مخالفت کرنے والوں کو حسرت زیادہ ہو یا یہ کلام کرنا حضور اکرم ﷺ کا معجزہ تھا۔

☆ علامہ سید احمدؒ طحطاوی ناقلاً عن صاحبؒ النھر اپنی کتاب طحطاوی حاشیہ درمختار طبع مصر ج

۲ص ۳۸۲ میں فرماتے ہیں.....احسن ما اجیب به بانه کان معجزة له علیه السلام۔

خلاصہ:۔ سید احمد طحطاوی حنفیؒ صاحب نہر الفائق شارح کنز الدقائق حنفی سے نقل کر کے ارشاد فرماتے ہیں..............سب سے اچھا جواب قصہ بدر کا یہ ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

☆ علامہ ابوالسعود حنفی حاشیہ ملا مسکین شرح کنز الدقائق فقہ حنفی میں لکھتے ہیں۔ابو السعود طبع مصرباب الیمین فی الضرب ص ۳۴۲............ فان قلت قال علیه السلام لقتلی بدر من المشرکین هل وجدتم .... الخ .... قلت ولئن ثبت فهو مختص به علیه السلام۔

خلاصہ:۔ اگر قصہ بدر میں مردوں سے کلام کرنا ثابت بھی ہو جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی یعنی کسی دوسرے شخص کو یہ مقام میسر کسی طرح نہیں ہوسکتا ہے۔

☆ علامہ عبدالحکیم حنفی دمشقی کشف الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصری باب الیمین فی الضرب صفحہ ۲۷۵ میں ارشاد فرماتے ہیں..............واما کلامه علیه السلام اهل القلیب فقد کانت معجزة له علیه السلام۔

خلاصہ:۔اہل بدر کے مردوں سے باتیں کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

☆ صاحب مستخلص الحقائق شارح کنز الدقائق حنفی ارشاد فرماتے ہیں۔فان قیل قدروی ان النبی صلی الله علیه وسلم قد کلم اصحاب القلیب....الخ ...وان ثبت فهو معجزة له .... یہ ہم کلامی تو حضورت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عمرو نے فقہ حنفیہ کی کسی کتاب کو اس رسالہ کے لکھنے کے وقت کھول کر نہیں دیکھا اگر ذرا بھی دیکھتا تو کبھی بھی فقہ حنفیہ کے خلاف رسالہ تحریر نہ کرتا اور نہ حضرات فقہائے کرام کی شان میں گستاخی کے الفاظ منہ سے نکالتا یہاں تو ایک نہ دو سینکڑوں بے تعداد فقہائے حنفیہ اس تخصیص کی تصریح فرماتے ہیں۔

☆ علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی اپنی کتاب مراقی الفلاح مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۸ کتاب الجنائز میں فرماتے ہیں........ قوله صلى الله عليه وسلم لا هل القليب ما انتم باسمع منهم واجابوا بانه خصوصية له عليه السلام

خلاصہ:. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل قلیب بدر سے کلام کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا........ یہ تمام فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ بالا جماع اور بالا تفاق اس واقع کو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یا ان مقتولین بدر کی تخصیص بیان کرتے ہیں۔

اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ورنہ اور بھی بہت کچھ عبارتیں کتب فقہ حنفی کی پیش کرتا میں بھی تو دیکھوں کہ عمرو آنکھیں بند کر کے کہاں تک فقہاءؒ حنفیہ پر تبرا کرے گا........ ابھی حنفیہ مذہب کے فتاوؤں کے فتاوے ہمارے زیر نظر موجود ہیں جو واقعہ بدر کو متفق اللفظ ہو کر معجزہ اور خصوصیت فرما رہے ہیں عمرو بیچارہ ہستی ہی کیا رکھتا ہے جو ایسے ایسے کاملین فقہاءؒ مجتہدینؒ کے سامنے لب کشائی کرے۔

اگر کرے گا تو سوائے تبرا کے اور کیا کر سکتا ہے سر دست تخمیناً بار (۱۲) حنفی مذہب کی بڑی معتبر فقہ کی کتابوں کے حوالہ سے عبارت نقل کی گئی ہے آئندہ کبھی انشاءاللہ بوقت ضرورت اور بھی لکھی جائیں گی عمرو مطمئن رہے۔

قولہ :. پہلا کونسا لفظ اس پر شاہد ہے یوں تو ہر نص شرعی کو ہم مخصص کر لیں گے دلیل تخصیص ضرور ہونی چاہیے۔

اقول:. ہم ابھی جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نصوص اور تصریحات معہ حوالہ کتب وصفحہ وغیرہ تعداد کثیرہ کے ساتھ نقل کر چکے ہیں اگر عمرو مقلد حنفی ہے تب اس کیلئے ایک روایت بھی کافی ہوگی........ اور جو عمرو غیر مقلد ہے اور وہ فقہائے حنفیہؒ کے جم غفیر اور مذہب جمہور کا مخالف ہو کر ہم سے کوئی لفظ خصوصیت کا نفس عبارت حدیث میں طلب کرتا ہے تب وہ ہوشیار ہو کر سنے چونکہ عمرو

کو فن حدیث میں داخل نہیں ہے اس لئے وہ ایسے ایسے لچر سوال کرتا ہے ....اچھا عمرو بخاری شریف کتاب المغازی باب فضل من شہدائے بدر کے متصل پہلی حدیث دیکھے اگر وہ نہ دیکھے تو پھر ہم خود ہی نقل کر دیتے ہیں۔

☆ حدثنی عثمان حدثنا عبدة عن هشام عن ابيه عن ابن عمرو قال وقف النبی صلی الله عليه وسلم علی قليب بدر فقال هل وجدتم ماوعد ربكم حقاثم قال انهم الآن يسمعون ما اقوال لهم ۔(بخاری شریف ج ۲ ص۵۲۷)

اب عمرو کسی ادیب طالب علم کو سامنے بٹھا کر الفاظ حدیث پر غور کریں خصوصیت کا شاہد... پہلا لفظ انهم....دوسرا لفظ الأن....تیسرا لفظ يسمعون ما اقول........چوتھا.. لهم..

اب عمرو سمجھ لے پہلی حدیث کے ترجمہ سے تحقیق یہ مقتولین بدر کے کافر لوگ اس گھڑی سنتے ہیں خاص وہ بات جو میں ان سے کہتا ہوں، دانا اور عاقل تو صرف ترجمہ ہی سے معلوم کر گئے ہوں گے کہ حدیث میں بہت سے لفظ خصوصیت کے موجود ہیں........مگر ہم کچھ تفصیل بھی کئے دیتے ہیں جناب من سن لیجئے........

☆ اول لفظ انھم یہ ضمیر راجع ہے خاص اہل قلیب کیلئے عام مردوں کیلئے نہیں ہے اور بالخصوص بدر کے مقتول کفار مراد ہیں۔

☆ دوم لفظ الآن جس کے معنی اب اور اس گھڑی کے ہیں پھر ہر وقت سننا کہاں سے ثابت کیا گیا۔

پھر يسمعون جو مضارع مشترک تھا معنی حال اور استقبال میں مگر لفظ الآن نے معنی حالیہ کو راجح کر دیا اب مضارع سے معنی استقبالیہ قطعاً ندارد ہو آئندہ کی نسبت اس حدیث سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا۔

اور پھر يسمعون الخ قضیہ مہملہ جس کا حکم جزیہ کا ہوتا ہے کلیہ نہیں ہے ....پھر وہ بھی مقید لفظ ما اقوال مفعول سے ....جس کی نسبت سید شریف جرجانی حنفی عاشیہ مطول میں فرماتے ہیں

........لان ازدیا د التقیدیو جب از دیاد الخصو ص۔

خلاصه: ۔فعل کا مقید کرنا خصوصیت کوواجب کرتا ہے پس مااقول فعل خود خاص تھا پھراور مقید کیا گیالھم کی قید سے۔

اب صاف مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ جو بات میں ان کافروں سے ان کی زجراور توبیخ کیلئے اس وقت خاص میں ان سے کرر ہاہوں یہ میری بات سنتے ہیں پھراس حدیث میں تعیم کا کون سا لفظ ہے جو عمرو جہاں بھر کے مردوں کیلئے سماع اس حدیث سے ثابت کرتا ہے۔

ہاں اگر عمرو علم کے پاس سے نہ گذرے تو یہ اور بات ہے عمرو ایک لفظ خصوصیت کا ہم سے دریافت کرتا تھا ہم نے بہت سے لفظ خصوصیت کے دکھادیئے........

اب دوسرے طور سے عمرو اپنی دلیل کی حقیقت معلوم کرلے ہم نئے سرے سے دہرائے دیتے ہیں کہ عمرو کا دعویٰ ہے کہ جہاں بھر کے مردے ہر ایک زندہ کا کلام سنتے اور جواب دیتے ہیں ....اوراس دعویٰ پر عمرو دلیل لایا بدر کے قصہ کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مردوں سے کلام کرنا منقول ہے، پس عمرو کی اس دلیل کا جواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استاد بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ نے یہ دیا ہے کہ ابن عمرؓ دو مسئلوں میں بھول گئے۔

☆ اول یہ کہ میت پر بیان کرنے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔

☆ دوسرا مسئلہ وہ جو کہ حضرت نے فرمایا کہ مقتولین کفار بدر میرا کلام سنتے ہیں پس جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما ان مسئلوں میں بھول گئے........نہیں نہیں بلکہ حضور اقدس نے یہ فرمایا تھا کہ جو کچھ میں ان سے ان کی زندگانی میں کہا کرتا تھا اس کی انہیں اب تصدیق ہوگئی ہے۔

☆ عینی شرح بخاری جلد۴ صفحہ۲۲۴ مطبوعہ اسلام بول........قال الکرمانی و کان حدیث ما انتم باسمع منهم لم یثبت عندها مذهبها ان اهل القبور یعلمون ما سمعوا قبل الموت ولا یسمعون بعدا لموت۔

خلاصہ:۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حدیث تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ثابت نہیں ہوئی اور مذہب بی بی صاحبہ کا یہ تھا کہ اہل قبور قبروں میں جا کر تصدیق کرتے ہیں ان باتوں کی جو انہوں نے موت سے پہلے زندگی میں سنی تھیں اور بعد موت کے مردے نہیں سنتے۔

یہ تو بخاری اور شرح بخاری کے الفاظ تھے اور اگر آپ ہدایہ کے شرحین دیکھیں وہاں تو یہ لفظ صاف حضرت عائشہؓ کے موجود ہیں........کذبتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم........اے لوگو! تم جناب رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتے ہو کہ حضور علیہ ﷺ نے مردوں سے کلام اور غزوہ بدر کے مقتول کفار سے باتیں کیں۔

☆ عنایہ شرح ہدایہ کفایہ شرح ہدایہ........**لما بلغ هذا الحديث عائشة رضى الله عنها قالت كذبتم على رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله تعالىٰ انک لا تسمع الموتى وما انت بمسمع من فى القبور.**

خلاصہ:۔ یعنی جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بدر کے مردوں سے ہمکلام ہونے کی حدیث پہنچی تو صاف فرمایا کہ لوگو تم جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے اور آپ پر اتہام لگاتے ہو جب قرآن میں موجود ہے کہ اے پیغمبر تم موتی یا قبر والوں کو نہیں سنا سکتے........یعنی پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلاف قرآن کے کوئی عمل کرتے لہٰذا یہ قول لوگو تمہارا جھوٹا ہے آنحضرت نے کبھی ایسا نہ کیا ہوگا تشریح صحیح حدیث میں موجود ہے۔

☆ ایک شخص بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور حضور علیہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ یا ام المومنین مجھے بتا دیجئے جناب رسول اللہ ﷺ کے مبارک اخلاق اور حضور کے ستودہ صفات تو یہ سن کر جنابہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہا اے سائل تو نے قرآن مجید پڑھا ہے........عرض کیا کہ ہاں یا حضرت ضرور پڑھا ہے

بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ **كان خلقه القران** یہ سارا قرآن آپ کا اخلاق ہے........یعنی حرف حرف قرآن کا آپ کا خلق اور لفظ لفظ اس قرآن کا آپ کی عادت تھی........

کبھی بھی ایک حرف قرآن کے آپ خلاف نہ کرتے تھے۔

پس جب قرآن مجید پر عمل آپ کا خلق اور طبیعت اور حیات مبارکہ تھی تب بدر کے واقعہ کو خلاف قرآن دیکھ کر بی بی صاحبہ مجبور ہوئیں اور بدر کی ہمکلامی سے صاف انکار کر دیا کیونکہ نا ممکن تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید کے خلاف کسی کام کا کرنا وجہ تعجب یہ تھی کہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اے نبی آپ کی طاقت سے باہر ہے مردوں یا قبر والوں کو سنانا پھر خدا فرمائے کہ آپ کا کام نہیں ہے مردوں کو سنانا تب آپ کس طرح مردوں کو سنانے کھڑے ہو گئے........ لہذا قرآن قطعی الثبوت ہے اور حدیث ظنی الثبوت پس قطعی کے مقابلہ میں ظنی ترک کی گئی۔

لوگو........ جو بی بی عائشہؓ کا مذہب ہے یہی بجنسہ امام اعظمؒ اور تمام مقلدین مذہب حنفیہ رحمہم اللہ کا مسلمہ اصول کا مسئلہ ہے کہ مقابلہ قرآن کے خبر واحد کو ترک کیا جائے گا، یا تاویل کر کے حدیث کو آیت کے موافق کیا جائے گا۔

دوسرا جواب قصہ بدر کی حدیث کا جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کی جانب سے متفق اللفظ یہ ہوا ہے کہ واقعہ بدر کا معجزہ ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

☆ فتح القدیر شرح هدایه .... كتاب الجنائز واورد قوله صلی الله علیه وسلم فی اهل القلیب ما انتم باسمع لما اقول منهم واجابوا تارة بانه مردو دمن عائشة قالت كيف يقول صلى الله عليه وسلم ذلک والله تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور .... الخ وتارة بان تلک خصوصیه صلی الله علیه وسلم ومعجزة۔

خلاصہ:۔ دوسرا جواب........ قصہ بدر کی حدیث کا جمہور فقہاء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کر سکتا۔

☆ تیسرا جواب........ محدثین حنفیہؒ وغیرہ کی جانب سے یہ ہے جس کو علامہ بدر الدینؒ عینی حنفی شرح بخاری میں نقل کرتے ہیں........

☆ عینی جلد۴ صفحہ ۲۲۴........ثم التوفیق بین الخبرین ان حدیث ابن عمرؓ محمول علیٰ ان مخاطبة اهل القلیب کانت وقت المسئلة ووقتها وقت اعادة الروح وحدیث عائشة رضی الله عنها محمول علی غیر وقت المسئلة

خلاصہ:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مردہ کفار بدر سے کلام کرنا یہ عین سوال نکیرین کے وقت تھا اور یہ وقت روح کے واپس آنے کا ہے اور بی بی عائشہؓ کا انکار کرنا محمول ہے سوال کے بعد کے وقت پر کیونکہ بعد سوال پھر مردہ نہیں سنتا۔

☆ چوتھا.....جواب امام محمد علی الباقر رحمتہ اللہ علیہ سے روایت منقول ہے جسکو علامہ عینی حنفی شرح بخاری جلد۴ مطبوعہ اسلام بول صفحہ ۲۵۵ میں ....حدیث مرسل صحیح الاسناد ومن روایة محمد بن علی الباقر.....نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یسب قتلی بدر من المشرکین قال لا تسبوا هؤلاء فانه لا یخلص الیهم شیء مما تقولون وتؤذون الاحیاء.

خلاصہ:۔ حضرت امام الائمہ امام محمد بن علی الباقر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منع کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین بدر کافروں کے برا کہنے سے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں پہنچی ان مقتولین بدر تک تمہاری کوئی بات تمہارا کوئی قول ان تک نہیں پہنچتا سوائے اس کے نہیں کہ زندہ لوگوں کو اذیت ہوگی۔

لیجئے.......اس روائیت نے صاف کر دیا کہ مردوں سے کلام کرنا جناب کی خصوصیت تھی ما سوا جناب کے اگر کوئی دوسرا ان سے کچھ کہے گا تو ان تک کوئی بات نہیں پہنچے گی۔ بخاری شریف کی روایت کہ میں ان سے جو کچھ کہتا وہ اس خوب سنتے ہیں۔ الخ........مگر تم جو کچھ کہو گے وہ ان تک نہیں پہنچتا۔

اب تو نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ یہ ہمکلامی جناب اقدس حضور مقدس علی السلام کا معجزہ اور آپ کی ہی خصوصیت تھی۔

لوگو........جب سوائے آپ کے خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کلام مردوں

تک نہ پہنچا تو زید عمرو بکر وغیرہم کا کلام مردوں تک کس طرح پہنچے گا۔

☆ پانچواں جواب........جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی روایت جو جناب نے اپنی تفسیر در منثور جلد ۵ سورۃ روم میں نقل فرمائی ہے........ واخرج ابن مردویۃ من طریق الکلبیؒ عن ابیؒ صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال نزلت ھذہ الایۃ فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ھل بدر انک لا تسمع الموتی . الخ

خلاصہ: یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردگان اہل بدر کو خطاب فرما کر ان سے کہا کہ تم نے پایا جو کچھ تم سے کہا تھا.......الخ.......اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔

پس حق تعالی نے یہ آیت نازل فرما کر حضور اکرم ﷺ کے قبضہ سے مردوں کو اپنا کلام سنانا نکال دیا اور یہی وجہ ہے کہ آئندہ کسی موقع پر حضور ﷺ نے کسی کافر سے اس کے مرنے کے بعد اس طرح دوبارہ کلام نہیں فرمایا.......بھلا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ سے مردوں کو سنانا نکل گیا تو غیر کی کیا مثال ہے جو کسی مردے کو اپنا کلام وسلام سنا سکے۔

☆ چھٹا جواب........یہ ہے کہ بخاری شریف کی روایت میں الفاظ الآن وغیرہ صاف موجود ہیں جو خصوصیت وقتی کیلئے موضوع ہیں........پس عمرو غور کرے اور اللہ پاک سمجھ دے۔

قولہ: یہ نہیں فرماتے کہ اب سننے لگے یا میرے سبب سے سن لیا۔

اقول: بیشک بخاری اور نسائی وغیرہما کی روایت میں یہی لفظ موجود ہیں کہ اب سننے لگے ہیں

انھم........الآن........یسمعون........ما اقول لھم۔

مؤلف کسی مختصر المعانی والے طالب علم کو بلا کر ان الفاظ کا لفظی ترجمہ کرا کر دیکھے کہ بالکل وہی مطلب موجود ہے جس کا عمرو انکار کرتا ہے........پس جب یہ واقعہ بدر کا معجزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جناب کی خصوصیت ہے تب اس روایت کو مسئلہ نزاعیہ کی دلیل میں لانا محض غلط اور لاعلمی ہے۔

قولہ: بلکہ خدا قادر ست کہ آں حالت در ہمہ اموات نیز پیدا کند از ہر شخص کہ باشد در ہر زمان

کہ بود۔

اقول:۔ بے شک خداوند کریم قادر بلکہ اقدر ہے کہ مردہ تو مردہ خاک مٹی پتھر پہاڑ آگ پانی ایک ایک چیز کو جہاں بھر کے زندہ انسان سے زیادہ سماعت وبصارت قومت مکالمت عطا فرمائے۔........**وهو علی کل شی قدیر**........اور وہ ایسا ہی کر چکا ہے کہ مٹی سے آدم پیغمبر کو پیدا کر دیا اور نہ اب وہ کچھ عاجز ہوا ہے، بلکہ ویسا ہی قادر ہے مگر جناب کے پاس سوائے تمنا ہی تمنا کے کچھ بھی نہیں ہے۔

☆ مگر یاد رکھئے........کہ مسئلہ شرعیہ کیلئے محض امکان مشیت اور امکان قدرت یا صرف تمنا کافی نہیں ہو سکتی اس کے لئے نص شرعی اور دلیل قطعی کا موجود ہونا فرض ہے........جیسا کہ ہر ایک ماہر علم پر ظاہر ہے یوں تو ساری ممکنات کو موجود مان لینا پڑے گا پھر اب کسی دلیل شرعی کی ضرورت نہ رہے گی صرف اس شے کا ممکن بالذات ہونا کافی ہوگا۔

☆ اب دلائل شرع بجائے چار یعنی قرآن وحدیث واجماع امت وقیاس مجتہد کے صرف ایک ہی دلیل یعنی صرف امکان ہی امکان رہ جائے گا اور ہر ممکن کو موجود تسلیم کیا جائے گا اور جو جو آثار اور خواص اس ممکن کے موجود اور ثابت ہو جانے کے بعد مرتب ہوتے وہ صرف اس کے امکان کے تصور کے ساتھ ہی ثابت کر دیئے جائیں گے۔

☆ الحمد للہ........آج ظاہر ہو گیا کہ سماعت اموات کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل شرعی موجود نہیں ہے........ہاں صرف اس کے ممکن بالذات ہونے کا تصور آپ کے موجود اور ثابت مان لینے کیلئے کافی دلیل سمجھا گیا ہے، بہت دیر میں یہ راز کھلا ہے رسالہ کے شروع ہی میں کیوں نہ فرما دیا۔

قولہ:۔ وبالجملہ کتاب وسنت مملو ومشحون اند باجنار واثار کہ دلالت میکند بر وجود علم مر موتی را بدنیا واہل آن پس منکر نشود آں را مگر جاہل ومنکر دین۔

اقول:۔ سوال........کتاب سے کون سی کتاب مراد ہے اگر ماسوا قرآن مجید کے کوئی اور کتاب ہے تو عمر واس کا نام بتایئے کہ اب اور کون سی کتاب نازل ہوئی ہے........اور اگر مراد کتاب سے

قرآن مجید ہے تو یہ بسم اللہ سے لے کر والناس تک قرآن پاک کی عبارت موجود ہے........صرف ایک ہی آیت اس مضمون کی جو مردوں کے سننے اور سماع موتی پر دلالت کرے پیش کی جائے ....یا ایک آیت قرآن سے اس مضمون کی بتائی جائے جو صاف لفظوں میں یہ بیان کرے کہ اموات اور اہل قبور کو دنیا اور اہل دنیا کا علم ہے ....اور قبر والے یا مردے دنیا والوں کے حالات سے واقف ہیں........بھلا ایک ہی آیت لا کر دکھا دیجئے۔

بلکہ قرآن مجید تو چند آیتوں میں سماعت اموات کا انکار فرما رہا ہے بھلا جب آپ ایک آیت بھی علم وموتی کے متعلق نہ لا سکیں تب یہ کہنا کہ قرآن یا کتاب بھری پڑی ہے سماعت اموات یا مردوں کے خبردار ہونے کے متعلق کہ مردے اہل دنیا اور دنیا کے حالات سے واقف اور خبردار ہیں۔ کتنا غلط اور فضول کلام ہے۔

☆ دوسرا سوال........سنت سے کیا مراد اگر حدیث جناب رسول اللہ ﷺ مراد ہے تو آج تک عمرو کو ایک حدیث صحیح الاسناد ایسی لائی نصیب نہ ہوئی اور نہ انشاء اللہ ہوگی جو یہ بیان کردے کہ بعد نکیرین کے سوال کے بعد پھر مردوں میں سماعت یا احساس باقی رہتا ہے۔ ضعیف اور منکر بے ثبوت چند حکایتیں یا روایتیں یا اپنی من گھڑت تاویل بیان کر کے عمرو نے یہ دعویٰ شیخ کی جانب سے پیش کر دیا۔ عمرو کو بھی معلوم ہے کہ حدیثوں میں تو اموات کا اہل دنیا اور حالات دنیا سے بے خبر ہونا روائیت سے ثابت ہو چکا ہے۔

☆ دیکھو مشکوۃ شریف باب ما یقال عند من حضره الموت فصل الثالث بحوالہ احمد اور نسائی اور اسناد نسائی کا یہ ہے........ اخبرنا عبد الله بن سعيدنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قسامة عن قعامقه بن زهير عن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا احضر المؤمن الله ملائكة الرحمة ....الخ... حتى يأتون به باب السماء ...الخ...ويأتون به ارواح المؤمنين فلهم اشد فرحا به من احد كم بغائبه يقدم عليه فيسألونه ماذا فعل فلان ماذا فعل

فلاں .... الخ۔

خلاصہ:۔ جب مومن کی موت آتی ہے تب ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں اور اس روح کو دروازہ تک آسمان کے لیجاتے ہیں اور لیجاتے مومنین کی ارواح کے پاس ہیں پس وہ روحیں بہت خوش ہوتی ہے جیسے تمہارا کوئی مسافر باہر سے آئے اور تم خوش ہوتے ہو پھر ارواح مومنین اس دنیا سے جانے والی روح سے پوچھتی ہیں کہ بتاؤ فلاں شخص کا کیا ہوا اور فلاں شخص کیا ہوا.......الخ۔

پس یہ روائیت صاف کہتی ہے کہ ان کو اہل دنیا کے حالات سے خبر نہیں ہے کیونکہ وہ بعض مردوں کو جوان کے پاس نہیں گئے اور مر کر کفار کے پاس چلے گئے ان کو بھی پوچھتے ہیں کہ وہ کیا ہوا وہ کیا ہوا یہ روح کہتی ہے کہ وہ تو مر گیا پس حدیثوں میں مردوں کی ارواح کا اہل دنیا کے حالت سے غافل ہونا مذکور ہے۔

پھر کس طرح کہا جائے کہ سنت مملواند........الخ.......اور حضرت شیخ مرحوم کی عبارت میں صریح تعارض موجود ہے وہ مقولہ شیخ مرحوم کا جو عمرو نے نقل کیا ہے اس کا اگر یہ مطلب ہے کہ علم اموات کا قرآن وحدیث کی رو سے کوئی انکار نہیں کر سکتا مگر جاہل اور منکر دین یعنی علم اموات کا اعتقاد رکھنا بھی فرض ہے ورنہ منکر دین ہو کر بے ایمان ہو جائے گا۔

تب دوسری جگہ شیخ مرحوم اشعتہ اللمعات جلد اول صفحہ ۶۲ مطبوعہ دہلی میں اس کے خلاف فرماتے ہیں........''واگر ہمیں قدر بداند کہ پروردگار تعالیٰ در مردہ حالتے پیدا کند کہ بداں چیزے از الم وراحت دریابد در اعتقاد صحیح کفایت است''۔

خلاصہ:۔ اگر کوئی مسلمان صرف اس قدر اعتقاد کرلے کہ خداوند کریم مردوں میں ایک حالت پیدا کرتا ہے کہ وہ اس کے سبب کچھ الم وراحت یعنی قبر کا عذاب یا ثواب محسوس کر لیتا ہے اس مسلمان کے صحیح الاعتقاد ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔

تکمیل الایمان مجتبائی صفحہ ۱۶ مؤلفہ شیخ مرحوم کی عبارت یہ ہے جو عذاب قبر کے بیان میں فرمایا ہے........ بدانکہ در حدیث آمدست کہ در قبر عاصی ہفتاد کثر دم واژدھا بود.......الخ

.......دو ایمان واعتقاد بدان دو طریق است یکے آنکہ وجود مار و کژدم و گزیدن ایشان میت را در واقع است و در خارج موجود است.......الخ.......وطریق ادنی آنکہ اعتقاد کند کہ دیدن این مار و کژدم ہر مثال دیدن در خوابست چہ مار و کژدم و گزیدن ایشاں و متالم شدن نائم نسبت بوی موجود و واقع است اگر چہ در خارج نبود اگر چہ مقصود ایں جا نیز حاصل است لیکن ایں ضعف الایمان است والاول احکم واسلم۔

خلاصہ:۔ اگر کوئی عذاب قبر کی نسبت حقیقتاً سانپ بچھو کا مردے گنہگار کو کاٹنا اعتقاد کرے تو وہ شخص کامل اور اکمل ایمان شخص ہے اور ادنی درجہ یہ کہ یوں خیال کرے کہ جیسے کوئی خواب میں سانپ کا ٹنا دیکھے اور وہ اذیت پائے اور سوائے خواب دیکھنے والے کے دوسرے کو کچھ معلوم نہ ہو اسی طرح قبر میں کافر و فاسق کو سانپ کاٹتے ہیں اور وہ مردہ قبر والا خواب کی طرح سانپ کاٹتے دیکھا ہے، گو ظاہر میں کچھ نہ ہو اگر چہ یہ اعتقاد ضعیف الایمان کا درجہ ہے مگر مقصود اس سے بھی حاصل ہو جاتا ہے یعنی صرف اس قدر اعتقاد سے صحیح الاعتقاد اور مومن مصدق ہو جاتا ہے گو ضعیف درجہ سہی۔

اب وہ عبارت شیخ مرحوم کی جو عمرو نے نقل کی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ جب تک کوئی مردوں اور قبر والوں کو عالم اور واقف دنیا اور اہل دنیا کے حالات سے نہ تسلیم کریگا وہ منکر دین رہے گا مسلمان نہ ہوگا معاذ اللہ یہ کیسا صریح تعارض ہے۔

پس شیخ مرحوم کی وہ عبارت جو عمرو نے نقل کی ضرور شیخ مرحوم کی کتاب میں الحاقی ہے ورنہ شیخ سے عالم محدث ایسی بے تکی بات نہیں فرما سکتے اور اگر واقعی یہ عبارت جو عمرو نے نقل کی ہے حضرت شیخ کی ہے تو آپ کو یاد رہے کہ سماعت اموات اور علم اموات کے تمام فقہاء حنفیہ اور علماء اہل کلام عقائد اور محققین مفسرینؒ اور محدثین کیسے کیسے بڑے بڑے بزرگ انکاری ہیں۔

اب شیخ کا ایسوں کو جاہل یا منکر دین فرمانا ضرور اسی حدیث کا مصداق ہے جو علامات قیامت میں مذکور ہے....... تلعن آخر هذه الامة اولها ....پچھلی امت اور پچھلے زمانے والے اپنے

اگلے بزرگوں پر لعنت ملامت کریں گے......نعوذ باللہ من ذالک۔

قولہ:۔ اور سن لو امام احمد نے تاریخ نیشا پور

اقول:۔ سبحان اللہ......سن لیا اور خوب سن لیا ماشاءاللہ آپ کی دلیری بھی قابل تعریف ہے کیا جناب آپ کتابوں کے نام بھی فرضی اور من گھڑت طیار فرمادیا کرتے ہیں شاباش اچھا اس کا مختصر سا جواب یہ سن لو کہ اگر آپ تاریخ نیشا پور تصنیف امام احمد حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ ہمیں ایک نظر دکھا دیں تو پچاس روپیہ صرف نذرانہ کتاب......اور جب تاریخ نیشا پور مؤلفہ امام احمدؒ میں یہ روائیت دکھادو تو اور پچاس روپیہ حق تصحیح نقل جناب کی خدمت میں پیش کریں گے۔

لیجئے اور لایئے نیشا پور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اور ہمیں اس میں یہ روائیت دکھایئے اور سو روپیہ نقد لے کر آپ نے مدرسہ میں یا جہاں جی چاہے خرچ کیجئے......ورنہ مریدوں کے سمجھانے کے لئے یہ رسالہ آپ نے اچھا لکھا ہے جس میں کتابوں کے نام بھی من گھڑت اور فرضی ہیں اب اسی پر رسالہ کے مضمون اور روائیتوں کی حالت بھی معلوم ہو سکتی ہے۔

قولہ:۔ اور بیہقی اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں سعید بن میسب سے راوی۔

اقول:۔ یہ کتابیں تو آپ نے قطعاً خواب میں بھی کبھی نہ دیکھی ہوں گی آپ کا ماخذ رسالہ شرح الصدور سیوطی رحمتہ اللہ علیہ ہے علاوہ کتابوں کے غلط نام لینے اور حوالہ دینے میں کذب اور جھوٹ بولنے کے لئے دوسری خیانت نقل جناب سے یہ ہوئی کہ وہ الفاظ جو اس روائیت کے لاشئی اور محض بے اعتبار ہونے کیلئے اس روائیت کے ساتھ لگے ہوئے موجود تھے وہ جناب چھوڑ گئے تاکہ یہ نا کارہ اور منکر اور مجہول روائیت سے عوام دھوکہ کھا جائیں اور محض بے کار روائیت کو صحیح خیال کریں۔

☆ لیجئے وہ الفاظ بھی سن لیجئے......شرح الصدور مصری صفحہ ۸۲ وبیہقی وابن عساکر فی تاریخ دمشق بسند فیہ من یجھل عن سعید بن مسیب......بسند فیہ من یجھل یعنی یہ روایت ایسی سند سے منقول ہے جسکے راوی مجہول...نامعلوم الذات یا نامعلوم الوصف...اور نامعلوم العدالت ہیں یہ الفاظ جناب نے اڑادیئے۔

اگر کوئی عامی شخص جھوٹ بولے دھوکہ دہی کرے اور سند میں عمرو کی اس جھوٹی روایت کو پیش کرے کہ جب جاننے والے ایسا غضب کریں جھوٹی روائتیوں کو یوں سچا بنائیں تو عام آدمیوں کو کون روک سکتا ہے.......پس یہ روائیت محض بے سند اور بلا ثبوت ہے ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے۔

اگر بفرض محال اس جھوٹی روائیت کو صحیح فرض کرلو تو بھی عمرو کو کچھ بھی مفید نہ ہوگی کیونکہ جناب علی المرتضٰی امام المشرقین والمغربین ابوالاولیاء وابن الانبیاء رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہ صاحب کرامات تھے آپ کی کرامت سے اگر پہاڑ اور پتھر بھی بول اٹھیں تو کیا بعید بات ہے۔

پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ یا خلیفہ اور ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت پر زید عمرو بکر خالد کو کس طرح قیاس کیا جاسکتا ہے.......اور کیا اعجاز اور خرق عادت بھی مقیس علیہ ہوسکتا ہے اللہ پاک سمجھ دے۔

قولہ :۔ چونکہ فتوے میں اختصار منظور ہے اس پر اکتفا کیا گیا ورنہ کثیر حدیثیں موجود ہیں ان کو تحریر کرتا۔

اقول:۔ مؤلف عمرو کے پاس موضوعات اور منکرات اور خواب کے واقعات کا بہت کچھ ذخیرہ سماعت اموات کے متعلق موجود ہے جس کو بخوف طوالت ترک کیا گیا مگر اتنا ضرور یاد رہے کہ حضرت عمرو نے اپنی تمام معلومات میں سے ان رایتوں کو انتخاب فرما کر اور نہایت زوردار دلائل جان کر میدان مناظرہ میں پیش فرمائی ہیں۔

جن کی حالت آپ نے ہر ایک روائیت کے نیچے ہمارے جواب کے ضمن میں معلوم کر لی ہے اب انتخاب شدہ روائتیں تو یوں بے محل مبحث سے جدا یا موضوع اور منکر ہیں پھر جو روائتیں انتخاب سے خارج ہوئیں ہیں ان کی حالت ان سے بھی زیادہ ردی ہوگی ورنہ عمرو انہیں بھی پیش کر کے دیکھ لے۔

اور یہ بھی یاد رہے چونکہ حافظہ عمرو کا درست نہیں ہے لہذا آپ اقوال علماء کے ضمن میں بھی کچھ حدیثیں اور لائیں گے تب انشاءاللہ ہم آپ کو دکھائیں گے کہ وہ کیسی ناکارہ روائتیں ہیں۔

اور یہ بھی عمروں کو یاد رہے کہ وہ اختصار کرے یا طول دے اگر وہ سو سال تک برابر سماعت اموات کے متعلق اموات کے متعلق حدیثیں نقل کرتا رہے گا تو بھی انشاء اللہ العزیز ایک روائیت بھی ایسی نہ لا سکے گا کہ جو مسئلہ نزاعیہ میں........محظ کو بالتصریح ثابت کرے۔اس کا اسناد بھی مذکور ہو....پھر وہ اسناد کتب اسماء رجال سے مجروح بھی ثابت نہ ہو........معجزہ بھی نہ ہو ....کرامت بھی نہ ہو........پھر حنفی مذہب میں اسکا مقبول معمول ہونا ثابت بھی ہو........مگر یہ محالات سے ہے کیونکہ ایسا عمرو کبھی کر ہی نہیں سکتا۔

روایات عمرو میں چند سقم

☆ علاوہ اس کے جو عمرو نے روائیتیں نقل کیں ان میں چند سقم ہیں........

پہلا سقم:۔ پہلا سقم یہ ہے کہ خفق نعال کی روائیت بحث مبحث سے خارج ہے قصہ بدر کی روائیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور خصوصیت ہے ماسوا ان کے جو روایتیں ہیں ان کے منکر اور ضعیف ہونے کے علاوہ اہل سنت والجماعت کے مذہب کے خلاف فرقہ معتزلہ صالحیہ کا مذہب ثابت کرتی ہے۔

شرح مواقف نولکشوری ص ۷۰۵ سید شریف ؒ جرجانی حنفی ارشاد فرماتے ہیں........

الصالحیة اصحاب الصالح ومن مذھبھم انھم جوزوا قیام العلم والقدرة والارادة والسمع والبصر بالمیت۔

خلاصہ:۔ ایک فرقہ باطل معتزلہ فرقے میں سے ہے جس کا لقب صالحیہ ہے جس کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک میت کے لئے علم اور قدرت اور ارادہ اور سماعت اور ابصارت سب کچھ ثابت ہے۔

اے حضرات........اب تو آپ کو اطمینان ہوا کہ عمرو نے جو روایتیں ثبوت سماعت اموات میں نقل کی ہیں وہ فرقہ باطلہ کا مذہب ثابت کرتی ہے نہ مذہب اہل سنت کا پس عمرو کا اعتقاد اگر ایسا ہے تو بالکل فرقہ صالحیہ سے مناسب ہے۔

دوسرا سقم:۔ دوسرا سقم یہ ہے کہ سوائے خفق نعال والی روائیت یا اعجاز والی روائیت کے کل راویتیں جتنی سماعت وغیرہ ثابت کرتی ہے سب جمہور فقہائے حنفیہؒ کے مذہب کے خلاف ہیں....... چنانچہ بہت سی کتب فقہ حنفیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

☆ ابن ہمام رحمہ اللہ فتح القدیر کتاب الجنائز میں تصریح فرماتے ہیں....... **هذا عند اکثر مشائخنا وھوان المیت لا یسمع عند ھم ۔**

خلاصہ:۔ یعنی فقہائے حنفیہ کے اکثر مشائخ کے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ مردے ان کے نزدیک نہیں سنتے۔

☆ علامہ طحطاویؒ حاشیہ درمختار جلد۲ باب الیمین فی الضرب میں فرماتے ہیں....... **ان المیت لا یسمع ولا یفھم** .... نہ میت سنتی ہے نہ سمجھتی ہے....... پھر یہی مضمون بے تعداد بے شمار کتب فقہ حنفیہ میں موجود ہے....... پس عمر کی روایتیں مخالف ہیں جمہور فقہائے حنفیہ کے مذھب سے۔

تیسرا سقم:۔ تیسرا سقم یہ ہے کہ یہ روایتیں جو سماعت اموات علم اموات ردسلام وغیرہ یعنی مسئلہ نزاعیہ کی بحث ہیں یہ روایتیں اجماع اہل عقائد کے مخالف ہیں۔

☆ شرح مقاصد جلد۲ بحث سوال قبر مطبع اسلام بول صفحہ ۱۶۳....... **وقد اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ لم یخلق فی المیت القدرۃ والافعال الاختیار یۃ۔**

خلاصہ:۔ اہل حق یعنی علماء اہل عقائد وکلام اور اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے اور یہ اہل عقائد کا اجماعی مسئلہ ہے کہ بے شک خداوند تعالیٰ نہیں پیدا کرتا میت میں قدرت اور فعل مختاری کی طاقت..

پھر اسی صفحہ میں علامہ فرماتے ہیں....... **ولا نزاع ان المیت لا یسمع۔**

خلاصہ:۔ بے شک علماء اہل سنت والجماعت واہل عقائد کا اس میں نزاع نہیں ہے کہ مردہ نہیں

سنتا........پس جمہور فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے خلاف........علماء اہل عقائد کے اجماع کے خلاف اور قرآن مجید کے خلاف........فرقہ صالحیہ معتزلہ کے موافق ضعیف روایتوں کو تسلیم کرنا........پھر ان سے عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرنا........پھر اپنا مقبول الٰہی مذہب حنفی چھوڑنا........سوائے عمرو کے دوسرے شخص کا کام نہیں ہے۔

قولہ:۔ اب اقوال علماء تحریر کرتا ہوں زید کو خیال رہے۔

اقول:۔ بحمد اللہ زید کو خیال ہے اور خوب خیال ہے........لیکن عمرو بھی خیال سے لکھے جو کچھ لکھے اور یہ بھی عمرو کو واضح رہے کہ جو قول کسی عالم کا پیش کرے حنفی فقیہہ عالم کا قول پیش کرے ....شافعی........مالکی........حنبلی لوگوں کے اقوال سے کتاب کو نہ بھر دیا جائے ورنہ یہ پکی لا مذہبی ہو جائے گی۔

قولہ :۔ اس میں کتنے جلیل القدر حنفی ہیں کیا زید ہی پکا حنفی ہے اور یہ فحول علماء حنفیت کو بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔

اقول:۔ افسوس صد افسوس خود عمرو نے مذہب حنفی کو بالائے طاق رکھ دیا ہے یہ حضرات علماء حنفیہ تو پکار پکار کر فرماتے ہیں کہ سماعت اموات حنفی مذہب میں ثابت نہیں ہے........لیکن جب عمرو دیکھے نہ سنے اب اس کا علاج ہی کیا ہے۔

قولہ:۔ اگر مذہب امام اعظم عدم سماع موتی ہوتا تو جمہور علماء اپنے امام کا خلاف ہرگز نہ کرتے۔

اقول:۔ بحمد اللہ جمہور علماء فقہا حنفیہ بالکل اپنے امام کیساتھ ساتھ ہیں اور صاف صاف لفظوں میں پکار کر کہتے ہیں کہ امام اعظم اور جمہور علماء حنفیہ کے نزدیک سماعت اموات ثابت نہیں ہے خیر متقدمین اور اگلے فقہاء کے نام آئندہ کسی جگہ درج ہوں گے۔

مسئلہ سماع موتیٰ متاخرین علماء کی نظر میں:۔

یہاں کچھ علماء متاخرین معتبرین کے اسماء گرامی لکھے جاتے ہیں۔

☆ جناب استاد الآفاق حضرت مولانا محمد اسحاق محدث رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ رشید حضرت شاہ

عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کا فرمان سن لیجئے جو مائۃ مسائل مطبوعہ دہلی صفحہ ۴۶ جواب نمبر ۲۶ میں فرماتے ہیں .... پس جواب این ست کہ نزد اکثر حنفیہ سماعت اموات ثابت نیست .... سماعت موتی کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اکثر علماء وفقہاءؒ حنفیہ کے نزدیک مردوں کا سننا ثابت نہیں ہے۔

☆ اور لیجئے مجموعہ فتاوی مولانا عبدالحی جلد اول صفحہ ۲۷۴........ بعد عالم وصال کے ان سے دعا کرانے یا واسطے حاجت روائی اپنی کے کسی طرح ان کو تکلیف دینی یہ دستور قرون مشہود بالخیر میں اور زمانہ مجتہدین میں پایا نہیں گیا بناء علیہ ہمارے فقہائے حنفیہ اس میں مختلف ہیں اکثر عدم جواز کے قائل ہیں اس بناء پر کہ سماع موتی ثابت نہیں۔

☆ جیسا کہ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ و مستخلص شرح کنز میں کفایہ شرح ہدایہ و درمختار و دیگر فتاویٰ جات میں صراحتاً واشارۃً لکھا ہے دیکھے جس کا دل چاہے .... اور واضح رہے کہ یہی مذہب اکثر فقہاء کا قابل فتوے زمانہ ہمارے کے ہے .... کیونکہ اس میں احتیاط ہے جیسا کہ واقف کتب فقہ پر مخفی نہیں ختم ہوئی عبارت مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے فتاویٰ کی۔

☆ حضرت شیخنا و شیخ الکل محدث الہند جناب مولانا محمد رشید احمد قدس اللہ سرہ الاحد اپنے رسالہ لطائف رشیدیہ مکتوب پنجم کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں .... لہٰذا حسب قاعدہ مرجح جانب عدم سماع ہے .... پھر اسی جگہ دوسرے لفظوں کے ساتھ فرمایا .... الحاصل ارجح مذہب عدم سماع کا ہے حسب قواعد پس احادیث سماع میں تاویل مناسب ہے ....

☆ حضرت مولانا مولوی نواب قطب الدین صاحب دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب جامع التفاسیر مطبوعہ نظامی سورہ ملائکہ میں فرماتے ہیں .... تنبیہ جاننا چاہیے کہ سماع اموات میں اگرچہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کا اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع موتی کا ہے .... الخ۔

عمرو مؤلف خوب غور کرے کہ یہ سارے علماء کرام با آواز بلند فرماتے اور ارشاد کرتے

چلے جاتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اور جمہور فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کا مذہب عدم سماع موتی کا ہے معلوم نہیں وہ کونسا مجموعہ جمہور کا عمرو کو ملا ہے جن کی وجہ سے عمرو غلطی کھا رہا ہے...... ہمیں یہ جاننا ضرور ہے کہ عمرو کہاں تک جھوٹ بول کر عوام کو قبضے میں لاتا ہے عمرو غور سے دیکھے کہ جمہور حنفیہ عدم سماعت کا قائل ہیں۔

تصریحات فقہائے حنفیہؒ

☆ اب ذرا فقہاء کرام کی تصریحات بھی بطور اختصار سن لو......فتح القدیر شرح ہدایہ فقہ حنفی کتاب الجنائز میں ابن الہمام فرماتے ہیں......عند اکثر مشائخنا ھو ان المیت لا یسمع عندھم........

خلاصہ: اکثر مشائخ حنفیہ اور جمہور رحمہم اللہ کے نزدیک مردے نہیں سنتے

☆ علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی محشی تفسیر بیضاوی حاشیہ بیضاوی ج ۷ مصری ص ۱۲۸ میں فرماتے ہیں.... اکثر مشائخنا علی ان المیت لا یسمع استدلال بھذہ الایۃ ونحوھا ......

☆ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح......فقہ حنفی میں حسن بن عمار بن علی الحنفی اشر بنلالی فرماتے ہیں........وحمل اکثر مشائخنا اباہ علی المجاز ای من قرب من الموت مبناہ علی ان المیت لا یسمع عندھم۔

خلاصہ: یعنی لقنوا موتاکم ....حدیث کو اکثر مشائخ حنفیہ نے محمول کیا ہے معنی مجازی پر یعنی جو قریب الموت ہو اور وجہ اس مجاز کی یہ ہے کہ مر جانے کے بعد نزدیک مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ کے کوئی مردہ نہیں سنتا۔

☆ علامہ ابراہیم حلبی حنفی شرح منیہ میں فرماتے ہیں حدیث لقنوا امواتکم کی نسبت........ والذی علیہ الجمھور ان المراد من الحدیث مجازہ کما ذکرنا۔

خلاصہ: موتی سے مراد قریب الموت ہے کیونکہ بعد موت تلقین بے کار ہے کیونکہ مردہ سنتا

نہیں ہے .... یہ چند روایتیں بطور اختصار عمرو کو سنائی گئی ہیں کہ جمہور حنفیہ رحمہم اللہ تو عمرو کے خلاف ہیں اور سب کے سب سماعت اموات کا سخت انکار کرتے ہیں۔

پھر آپ نے جمہور سے کس مذہب وملت کے جمہور مراد لئے ہیں صاف صاف کہئے حنفی جمہور تو آپ کے قطعی خلاف میں ہیں پھر آپ نے یہ کیوں ایسی خلاف بات فرما کر آخرت کا عذاب خرید لیا۔

قوله: چنانچہ نقول اقوال سے واضح ہو جائے گا۔

اقول: خدا چاہے آج تک کوئی تصریح یا کوئی جزی یا کوئی روائیت عمرو کو ایسی ملی اور نہ قیامت تک انشاء اللہ مل سکتی ہے جو صاف صاف لفظوں میں یہ دلالت کرے کہ مردے فقہا حنفیہ کے نزدیک سنتے ہیں یا جمہورؒ مشائخ حنفیہ اموات کے سننے کے قائل ہے۔

انعام چیلنج: لیجئے ہم آپ کو علی الاعلان مطلع کرتے ہیں اور پکار کر کہتے ہیں کہ آپ صرف ایک ہی روائیت کسی فقہ حنفی کی معتبر کتاب سے یا عقائد کی معتبر کتاب سے ایسی جس کی الفاظ اس معنی کیلئے وضع کئے گئے ہوں کہ جمہور مشائخ حنفیہ یا اکثر علمائے حنفیہ کے نزدیک مردے سنتے ہیں۔

☆ اور عربی کی عبارت اس طرح ہو........ **عند عامة علماء الحنفية يسمع الميت يا جمهور علماء الاحناف قائلون بسماع الاموات ....**

یا اس کے ہم معنی روائیت ہو جو لفظوں میں جمہور علماء اور فقہاء حنفیہ کا مذہب مردوں کا سننا زندوں کے کلام کو ثابت کرے مگر قیاس یا کوئی ضمیمہ اسکے ساتھ ملا کر مطلب نہ تراشا گیا ہو .... اگر ایسی روائیت آپ ہمیں عنایت کریں تب ہم وعدہ کرتے ہیں کہ زید معہ اپنے ساتھیوں کے آپکے ہم عقیدہ ہونے کو تیار ہے۔

فی روائیت کا انعام: علاوہ زید کے ہم خیال ہو جانے کی فی روایت سو سو روپیہ نقد عمرو کو یا جو شخص ایسی روائیت تلاش کر کے لائے نذرانہ دیا جائے گا۔

رخصت:۔ عمرو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ روائیت مذکور خواہ اموات کے اجسام کی نسبت پیدا کریں خواہ ارواح کی نسبت لائیں ہر صورت سے وہ کامیاب ہوں گے سوال میں خود عمرو نے حنفی مذہب کی قید لگائی ہے کچھ تو عمرو اپنے لکھے کی شرم کرے........نیز بحث بھی مذہب حنفی سے ہے اس لئے حنفی مذہب کے اماموں سے مسئلہ کا ثابت کرنا ضروری ہے۔

ہاں........اگر آئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ یا آپکے صاحبین رحمہم اللہ سے روائیت سماعت اموات کی عمرو کو نہ ملے تب وہ جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کی روائیت پیش کرے مگر لفظ جمہور یا اکثر فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کا ہونا اور اموات یا ارواح اموات کا اہل دنیا کی یا قبر کی زیارت کرنیوالوں کے کلام کو سننے کا ثبوت معنی موضوع سے ثابت ہونا لازم ہے۔

اب عمرو کو اختیار ہے کہ سماعت اموات کا ثبوت امام اعظم یا صاحبین رحمہم اللہ سے دے خواہ جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے الفاظ سے دے خواہ وہ الفاظ روح میت کے لئے ہوں خواہ جسد کیلئے ہوں ہر ایک طور سے ہیں منظور ہے اور ہم اپنے وعدے کو پورا کرنے کیلئے طیار ہیں بشرط یہ کہ وہ روائیت شرائط مذکورہ بالا کے مطابق ہو۔

اب لاؤ اپنے دلائل اگر سچائی کا دعویٰ ہے اور پیدا کرو روائیت بصفت مذکورہ اگر سچے ہو ورنہ مریدوں میں بیٹھ کر فرما دینا اور بات ہے اپنے معتقدوں سے مہریں کرالینی اور چیز ہے ....صداقت کے یہ معنی نہیں ہیں صداقت کے معنی یہ ہیں کہ مخالف کو بلاؤ اور اپنے کتب خانہ یا سینہ سے ایک ہی روائیت پیش کردو ہم پھر مکرر کہتے ہیں کہ اے عمرو اور یہ ثواب عظیم حاصل کرتے یہ ہزار ہا بندگان خدا اسکے سبب سے درست ہوتے ہیں للہ جلدی کیجئے بہت جلد ایسے اچھے کام کو انجام دیجئے تاکہ فیصلہ ہو جائے۔

قولہ:۔ جس وقت ہم انشاء اللہ معنی بیان کریں گے اور تطبیق بین المذھبین دیں گے ....الخ

رخصت:۔ عمرو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ روائیت مذکور خواہ اموات کے اجسام کی نسبت پیدا کریں خواہ ارواح کی نسبت لائیں ہر صورت سے وہ کامیاب ہوں گے سوال میں خود عمرو نے حنفی مذہب کی قید لگائی ہے کچھ تو عمرو اپنے لکھے کی شرم کرے........نیز بحث بھی مذہب حنفی سے ہے اس لئے حنفی مذہب کے اماموں سے مسئلہ کا ثابت کرنا ضروری ہے۔

ہاں.......اگر آئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا آپکے صاحبین رحمہم اللہ سے روائیت سماعت اموات کی عمرو کو نہ ملے تب وہ جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کی روائیت پیش کرے مگر لفظ جمہور یا اکثر فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کا ہونا اور اموات یا ارواح اموات کا اہل دنیا کی یا قبر کی زیارت کرنیوالوں کے کلام کو سننے کا ثبوت معنی موضوع سے ثابت ہونا لازم ہے۔

اب عمرو کو اختیار ہے کہ سماعت اموات کا ثبوت امام اعظم یا صاحبین رحمہم اللہ سے دے خواہ جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے الفاظ سے دے خواہ وہ الفاظ روح میت کے لئے ہوں خواہ جسد کیلئے ہوں ہر ایک طور سے ہیں منظور ہے اور ہم اپنے وعدے کو پورا کرنے کیلئے طیار ہیں بشرط یہ کہ وہ روائیت شرائط مذکورہ بالا کے مطابق ہو۔

اب لاؤ اپنے دلائل اگر سچائی کا دعویٰ ہے اور پیدا کرو روائیت بصفت مذکورہ اگر سچے ہو ورنہ مریدوں میں بیٹھ کر فرما دینا اور بات ہے اپنے معتقدوں سے مہریں کرالینی اور چیز ہے ....صداقت کے یہ معنی نہیں ہیں صداقت کے معنی یہ ہیں کہ مخالف کو بلاؤ اور اپنے کتب خانہ یا سینہ سے ایک ہی روائیت پیش کردو ہم پھر مکرر کہتے ہیں کہ اے عمرو اور یہ ثواب عظیم حاصل کرتے یہ ہزارہا بندگان خدا اسکے سبب سے درست ہوتے ہیں للہ جلدی کیجئے بہت جلد ایسے اچھے کام کو انجام دیجئے تاکہ فیصلہ ہو جائے۔

قولہ:۔ جس وقت ہم انشاء اللہ معنی بیان کریں گے اور تطبیق بین المذھبین دیں گے ....الخ

اقول: آپ نہ معنی بیان کرنیکی استعداد رکھتے ہیں نہ تطبیق دینے کی قوت ہے اس تطبیق میں جناب نے سبکی شافعیؒ کی تقلید فرمائی ہے گرہ سے کچھ بھی ہیں لکھا اور جمہور علماء حنفیہؒ کے ارشاد کا خلاف مذھب حنفی کا خلاف اختیار کیا ہے جو ہرگز مقبول علماء حنفیہ نہیں ہوسکتا۔

قولہ: نہ امام پر کوئی حرف عائد ہوسکتا ہے نہ مذہب اعتزال رہے نہ قول عائشہ صدیقہ مخالف رہے۔

اقول: نہ امامؒ پر کوئی حرف عائد ہوا اور نہ ہوگا نہ مذہب اعتزال حنفیہ رحمہم اللہ کے خلاف ہوا اور نہ ہوگا یہ سب کچھ آپ کی ناسمجھی کا باعث ہے آپ آج تک محل نزاع اور مبحث کو بھی نہ سمجھے اللہ پاک سمجھ عطا کرے سمجھ کا قصور ہے۔

قولہ: فتاویٰ قاضی خان اور عالمگیری میں ہے......ان قرأ القران عند القبور نوی بذلک ان یونسہ صوت القرآن فانہ یقرأ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

ہم یہ سمجھتے تھے کہ خدا جانے عمرو کیسے کیسے دلائل فقیہہ پیش کریں گے مگر وہاں رکھا ہی کیا ہے......لیجئے سن لیجئے یہ عبارت قاضی خان عالمگیری کی پیش ہوئی وہ بھی آدھی عبارت نقل کی گئی اور آدھی عبارت خلاف مطلب جان کر کھائی گئی......سبحان اللہ کیا حقانیت اور کیا صداقت ہے.

عالمگیری کی عبارت غیب ؟

مگر بیچارہ عمرو اب کہیں سے کام بھی چلائے جب کہیں سے کچھ نہ ملا تو قاضی خان عالمگیری کی عبارت کو قطع برید کر کے وہی لکھ کر آدھی ندارد فرما کر پھر اس عبارت میں اپنا من گھڑت قیاس ملا کر عوام کو سمجھا دیا اور ناجائز تحسین اور صد آفرین کے مستحق ہو گئے ......شاباش جزاک اللہ حقانیت کے یہی معانی ہیں لیجئے پہلے پوری عبارت قاضی خان اور عالم گیری کی سن لیجئے

☆ قاضی خان مصری جلد ۳ صفحہ ۴۳۰ سطر ۳

☆ عالمگیری مصری جلد ۵ صفحہ ۳۶۲ سطر ے...... وان قرأ القرآن عند القبور ان نوی بذلک ان یونسه صوت القران فانه یقراء فان لم یقصد ذلک فالله تعالیٰ یسمع قرأة القرآن حیث کانت.

اب عمرو مولف فان لم یقصد حیث کانت تک کی عبارت ساری ہضم کر گئے کیونکہ اس تردید سے حضرت کا مطلب کافور ہوتا تھا...... کیونکہ اب قاضی خان اور عالمگیری کی عبارتوں کا یہ مطلب ہوا کہ یہ حضرات صوت قرآن سے میت کا انس ہونا ثابت یا قائم نہیں کرتے نہ اپنی جانب سے میت کو قرات قرآن سے انس ہونے کا اقرار کرتے ہیں بلکہ یہ دونوں حضرات یہ بیان کرتے ہیں کہ مسئلہ قرآن کا گورستان میں پڑھنا اختلافیہ ہے جیسا کہ قاضی خان ج افضل القرأة میں تحریر ہے قال ابو حنیفة رحمه الله یکره و قال محمد رحمه الله لا یکره و مشائخنا اخذوا بقول محمد رحمه الله.

پس قاضی خان وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ گورستان میں قرآن پڑھنا بقصد انس میت بھی جائز اور بلا قصد انس میت پڑھنا بھی جائز مطلب جواز قرأت سے ہے نہ مطلب اثبات انس سے ...... انس کی نیت کرنا نہ کرنا قاری کا محض خیال ہے خواہ وہ غلط ہو یا صحیح قرات جب لوجہ للہ ہے تو قرأت کے جواز میں کلام نہیں۔

پس قاضی خان کی اس عبارت سے میت کے انس کو ثابت کرنا غلط ہے اور یہ غلطی ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ رمضان کے روزے نفلی ہیں فرض نہیں ہیں ...... دلیل میں اصول فقہ حنفیہ کی وہ عبارت پیش کرے جو رمضان المبارک کے روزے کی نسبت صائم کی نیت کی تردید آئی ہے...... فیصاب صوم رمضان بمطلق اسم الصوم بان یقول نویت الصوم و مع الخطاء فی الوصف بان ینوی النفل . الخ

خلاصہ :۔ رمضان کے روزہ کی صحت کے لئے مطلق روزہ کی نیت بھی کافی ہے اور اگر کوئی نفلی روزے کی نیت کرے تو بھی رمضان کا روزہ ہو جائے گا گو فرض رمضان نفل کہہ کر نیت کرنا خطا ہے

مگر روزہ ہر صورت سے جائز ہے۔

اعتــراض:۔ اب مدعی کہتا ہے کہ دیکھئے جب رمضان نفلی کی نیت سے بھی جائز ہے پس جب رمضان کی صفت نفل ہوئی تب یہ ثابت ہوا کہ رمضان کا روزہ نفل ہے۔

پہلا جواب: جواب اس کا یہی ہوگا کہ یہ نیت کرنے والے کی غلطی کا اظہار ہے نہ کہ رمضان کے نفل ہونے کا یہ عبارت ثبوت ہے...... پس اس طرح گورستان میں قرآن پڑھنے کا جواز بیان کیا جاتا ہے قاری کی نیت خواہ انس کی ہو خواہ غیر انس کی یہ اس کا عمل یا فعل قلبی ہے پس جس طرح رمضان معیار علوم ہے ہر غلط یا صحیح نیت سے درست ہو جائے گا...... اسی طرح گورستان میں قرآن کے پڑھنے کے جواز کا معیار قرات لوجہ للہ ہے۔ پھر جس نیت سے بھی قاری پڑھے گا صحیح ہو جائیگا خواہ وہ انس کی نیت کرے یا نہ کرے اب نیت کرنیوالے کی نیت یہ کیا ضروری ہے کہ وہ نیت صحیح بھی ہو تو اس کا صحیح ہونا کہاں سے لازم آیا...... اگر یہاں انس ثابت کیا جائے گا تو وہاں رمضان کا نفلی ہونا بھی ثابت ہو جائے گا کیونکہ جیسے یہاں انس صرف قاری کی نیت ہے اسی طرح نفل کی نیت روزہ دار کی نیت ہے۔ مابہ الافتراق بیان کیا جائے۔

دوســرا جواب:۔ اور دوسرا جواب یہ ہوگا کہ بعض فقہاء نے جو کلام مجید کی قرات کو گورستان میں مقرر فرمایا تو اس کی وجہ یہی بیان کی ہے مگر وہ الفاظ حد یقین تک نہیں پہنچاتے صرف ایک وہمی امید پیدا کر سکتے ہیں...... لیجئے سن لیجئے......

☆ قاضی خان ج افضل قرات القرآن...... **و مشائخنا رحمهم الله اخذوا بقول محمد رحمه الله تعالىٰ و اعتادو اجلاس القاری فی المقابر لقراء ته اية الكرسی و سورت الاخلاص و الفاتحه وغيره ذلک رجاء يونس الموتی.**

خلاصه:۔ قرات قرآن گورستان میں معمول مشائخ بامید مانوس ہونے مردے کے ہے پس لفظ رجاء صاف دلالت کرتا ہے کہ قرات قرآن سے اموات کا مانوس ہونا امر یقینی نہیں ہے اور دلیل اس کی وہ مسئلہ اصول فقہ کا ہے جو نماز کے کفارہ کی نسبت کتب اصول فقہ میں مذکور ہے

☆ حسامی صفحہ ۱۴۴، اصح المطابع .... فامرنا بالفدية عن الصلوة احتياطاً ورجونا القبول من الله فضلا .... نور الانوار .... فامرنا بالفدية عن جانب الصلوة فان كفت عنها عندالله تعالى فبها و لا فله ثواب الصدقة.

خلاصہ: قضاروزں کا کفارہ شریعت میں ثابت تھا اسی پر نماز کو قیاس کر کے قضا نماز کا کفارہ دیا گیا اور امید قبولیت کی اللہ سے رکھی گئی پس اگر اس کفارہ سے قضا نماز ادا ہوگئی اور ذمہ سے میت کے ساقط ہوئی فبہا اور اگر نماز ساقط نہیں ہوئی تب بھی اس خیرات کا ثواب تو میت کو پہنچے گا۔

اب اہل علم خوب جان سکتے ہیں کہ نماز کا کفارہ ادا کرنے سے کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ بالیقین نماز ادا ہوگئی کیونکہ لفظ رجاء اور امید آیا ہے قطعیت اس سے نہیں پائی گئی اگر نمازیں ساقط ہوئیں تو خیر ورنہ ثواب خیرات ہو جائیگا .... اسی طرح لفظ رجاء کا انس میت کی بابت فقہائے کی جانب سے صادر ہے پس اسی طرح اس میت کے لئے انس کا یقینی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

پس اگر انس میت ثابت نہ ہوا تب عمرو مؤلف تو خالی رہے ان کے پاس دلیل باقی رہی اور جب انس کا ثبوت ہے محل تردد میں پڑ گیا تب عمرو کا قیاس روشن کہ اگر سماعت نہیں تو صوت قرآن سے انس کیسا اور یہ غلطیوں کا چھپر کہاں رکھا جائیگا۔

اب اگر وہ علماء رحمہم اللہ یہاں غور کریں کہ عمرو کیا علوم عقلیہ سے خالی ہے یہ نہیں جانتا کہ جب کسی دلیل کے اجزاوہمی یا ظنی ہوں تو وہ دلیل وہمی یا ظنی ہوگی ...... پس مسئلہ نزاعیہ میں مطلب تو عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرنا پھر جو یہ نہ تسلیم کرے وہ معتزلی مرتد وغیرہ وغیرہ اب اس دعوے پر جب دلیل لائی گئی تو وہ ایسی جس کے اجزاء خیالی یا وہمی یا ظنی یعنی محض ایک امید ہی امید ...... پس دلیل مرکب وہمیات سے وہمی ہوگی یہ یقینی دعوے عقیدہ کے مسئلہ کا جو قطعی واجب التسلیم تھا دلیل لائی گئی وہمی ...... سبحان اللہ ...... کیا علم ہے اور کیا کمال اور کس زور سے دعویٰ ثابت کیا گیا ہے۔

تیسرا جواب:۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ ...... عمرو کو اپنی ناسمجھی پر بڑا زعم ہے عمرو کے نزدیک انس میت بلا سماعت ہونا ناممکن ہے اور ساری وجہ غلطی کی یہ ہے کہ عمرو مسئلہ قبور کا آج تک سمجھا ہی

نہیں خیر وہ نہ سمجھے مگر ہم آپ حضرات کے سامنے اس کی تھوڑی سی تشریح کیے دیتے ہیں......
مرجانے کے بعد جب انسان قبر یا عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے تب وہ دوبارہ زندہ ہو کر نکیرین کے سوالات کا جواب دیتا ہے پھر بعد سوال جواب کے پھر اسے موت آتی ہے......

اب اس ثانی موت کے بعد میت کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ عالم برزخ میں اللہ تعالیٰ کی جانب من کل الوجوہ مشغول ور مصروف ہو جاتا ہے اور بے خبر ہوتا ہے دنیا اور اہل دنیا سے ......یعنی مرنے والا غایت درجہ اور ہمہ تن متوجہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہو جاتا ہے دنیا یا اہل دنیا کی جانب اس سے ادراک اور شعور نہیں رہتا اور اس معنی کے قریب قریب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ ان کے فتاوے میں ادارک اور شعور میت کے سوال میں مذکور ہے۔

پس نکیرین کے سوال کے بعد قبر کا عذاب یا ثواب محسوس کرنے کے لئے حق تعالیٰ صرف اسی قدر حس اور ادراک میت میں پیدا کرتا ہے کہ جس قدر سے وہ عذاب کے الم اور ثواب کی لذت کو جو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے پہنچتی ہے محسوس اور دریافت کر سکتا ہے زیادہ کا ادراک نہیں ہے۔

اس دعوے پر دلیل کیلئے عام کتب فقہ حنفیہ کی ایسی عبارتیں موجود ہیں جو عام علمائے حنفیہ اور جمہور فقہائے رحمہم اللہ اور تمام اہل عقائد اہل سنت کا یہی عقیدہ ثابت کرتی ہیں۔

☆ ردالمختار جلد ۲ باب الیمین ۔ فی الضرب...... والایلام والادب لا یتحقق فی المیت ولا یرو تعذیب المیت فی قبرہ لانہ توضع فیہ الحیاۃ عند العامۃ بقدر مایحس بالالم والبنیۃ لیست بشرط عند اھل السنۃ...... الخ۔

خلاصہ :۔ ایذا رسانی میت کو نہیں ہو سکتی اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ جب میت ایذا رسانی کا اہل اور قابل نہ رہا تو قبر کا عذاب اس کو کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر اور جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک میت میں صرف اتنا حس حق تعالیٰ پیدا کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے قبر کے عذاب کے الم کو دریافت کر لیتا ہے اور اس کے لئے ترکیب اور ہیئت جسمانی کا سلامت

رہنا بھی اہل سنت کے نزدیک شرط نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ خاک کو،راکھ کو،سب کو عذاب کر سکتا ہے

☆ جامع الرموز فقہ حنفی نولکشوری صفحہ۲۹۲...... والمعذب فی القبر کحی بقدر مایتالم به وهوا اقرب الی الحق......

خلاصه :۔ صرف عذاب الٰہی کے لئے مردہ مانند زندے کے ہےاور یہی حق ہے۔

☆ مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر فقہ حنفی...... والایلام لا یتحق فی المیت والمعذب فی القبر یحیی بقدر ما یتالم به و هوا اقرب الی الحق......

خلاصه :۔ میت صرف قبر کے عذاب وثواب کو ہی محسوس کرنے کے قابل زندہ کیا جاتا ہےاور یہی اقرب الی الحق ہے۔

☆ مقاصد...... و قد ثبت بالضرورة من الدین ان للمیت فی القبر نوع حیوة قدر ما یتالم و تلذذ.

☆ اورشرح مقاصد میں ہے...... اتفق اهل الحق علی ان الله تعالیٰ یعید الی المیت فی القبر نوع حیوة قدر ماتیالم و یتلذ ذیشهد بذلک الکتاب و الاخبار والاثار......

خلاصه :۔ بعد سوال نکیرین کے حق تعالیٰ صرف اتنا ہی ادراک اوراحساس میت میں باقی رکھتا ہے کہ جو کچھ اس سے منجانب اللہ عذاب یا تکلیف پہنچے وہ اس سے دریافت کرے یہی مضمون کتاب اللہ اورحدیث رسول اللہ ﷺ اورآثار صحابہؓ سے ثابت ہے۔

فیصله امام اعظمؒ و جمهور فقهائے حنیفهؒ

اب رہی یہ بات کہ ادھر یعنی دنیا اوراہل دنیا کی باتیں سننا اوران کی باتوں سے مانوس ہونا وغیرہ وغیرہ اس میں بحث اور کلام ہے زید بتقلید حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اور جمہور فقہائے حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ اورسارے علماء اہل کلام وعقائد وغیرہم سب یہ فرماتے ہیں کہ مردہ نہیں سنتا۔

عمرو مؤلف کی غلط بیانی

اور عمرو چند شافعی لوگوں کی تقلید میں یہ کہتا ہے کہ مردے ہمارے باتیں سنتے ہیں اور مانوس ہوتے ہیں ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں...... پھر عمرو نے اپنی غلط بیانی سے یہ بیان کیا کہ امام اعظم اور جمہور فقہائے حنفیہؒ کا مذہب سماعت اموات کا ہے۔

اور جب عمرو سے دلائل فقہ حنفیہ کے طلب کیے گئے تو عمرو نے یہ روائتیں پیش کیں اور قاضی خان عالمگیری کی آدھی عبارت...... دوسری روائیت مراقی الفلاح کی روائیت ان المیت یستانس بالذکر...... تیسری روائیت خانیہ وغیرہ کے ہرے تنکے کی روائیت۔

پس عمرو کا ان روائیتوں سے یہ مطلب ہے کہ جب میت کو صوت قرآن اور ذکر سے انس ہوا تو سماعت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ انس بغیر سماعت کے نہیں ہو سکتا تو...... علمائے حنفیہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ میت کو انس اس طرف کی آواز سننے سے نہیں ہوتا کیونکہ وہ دنیا یا اہل دنیا کی آواز اصلاً نہیں سنتا مگر قرآن مجید اور ذکر الٰہی وغیرہ سے انس میت کو منجانب اللہ ہوتا ہے۔

اور وہ اس طرح کہ جب کسی نے قبر پر جا کر قرآن مجید پڑھا یا ذکر الٰہی کیا پس یہ آواز بجنسہ میت تک نہیں پہنچتی بلکہ قرآن کی آواز ذکر کی آواز حضور رب العالمین نے سنی اور اس کے بعد قرآن پڑھنے یا ذکر کرنے کی جگہ خاص رحمت رب العالمین کی جانب سے بوجہ قرآن پڑھنے کے نازل ہوئی...... چونکہ میت کو اس جانب کا پورا ادراک ہے وہ فوراً اس رحمت کے نازل ہونے سے مسرور اور مانوس ہوا۔

پس جبکہ اس رحمت کے نازل ہونے کا سبب یہ قرات یا ذکر ہوا ہے اسلئے میت کے انس کو سبب السبب کی طرف مضاف کیا گیا ہے انس میت کا سبب نزول رحمت الٰہی اور نزول رحمت کا سبب قرات قرآن و ذکر الٰہی اور سبب کا سبب بھی سبب ہوا کرتا ہے اسلئے اضافت انس کی تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ کی طرف صحیح ہوئی...... لیکن اس سے ہرگز سماعت ثابت نہ ہوئی کیونکہ میت کے مانوس ہونے کی وجہ معقول فقہائے حنفیہؒ اور علمائے اہل سنت نے بتادی کہ وہ نزول

رحمت الٰہی ہے نہ سماعت صوت قرآن......اب ہم اس دعوے پر عبارات فقہ حنفیہ پیش کرتے ہیں اورقریب قریب تینوں چاروں مذہب کے علماء اس کے قائل ہیں۔

☆ علامہ سید ابن عابدین نے متاخرین شافعیہ کا قول نقل فرمایا شامی ج ا مطلب ایصال ثواب قرات برائے میت......لان محل القرات تنزل الرحمة والبركة والدعاء عقبها ارجى للقبول......

☆ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۹۴۵..........يكره ايضا قطع النبات والحشيش من المقبرة دون اليا بس كما فى البحر والردو شرح المنية و علله فى الامداد بانه مادام رطبا يسبح الله تعالىٰ فيونس به الميت و تنزل بذكره الرحمة.

☆ مراقی الفلاح مصری صفحہ ۴۱۰......و تنزل بذكر الله الرحمة .

☆ اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے......و به تنزل الرحمة......پس و تنزل به الرحمة جملہ تعلیلیہ ہے جو علت واقع ہوا ہے فيونس کا معنی یہ ہے کہ ہری گھاس تسبیح الٰہی کرتی ہے اس تسبیح سے مردے کو انس ہوتا ہے......اور وجہ میت کے انس کی یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے چونکہ میت اس طرف سے بہت خوشیار ہے لہٰذا وہ ثواب کے نازل ہونے سے خوش ہوتا ہے اور یہی معنی انس کے ہیں۔

یہ مطلب غلط ہے کہ مردہ گھاس کی تسبیح کی آواز سن کر مانوس ہوتا ہے پس يكره قطع الحشيش کی علت جملہ لانہ مادام رطبا يسبح الله ہے اور فيونس به الميت کی علت جملہ و تنزل به الرحمة ہے جس کو اہل علم خوب سمجھ سکتے ہیں۔

قوله :۔ ان الميت يستأنس بالذكر ......

قول :۔ میت کا انس بوجہ سماعت کے نہیں ہے بلکہ بوجہ نزول رحمت اور حصول ثواب کے ہے کیونکہ ذکر الٰہی کی جگہ پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے پس اس رحمت کا نازل ہونا میت کے لئے باعث ہے انس کا اور سبب ہے سرور کا......مگر انس کا ثبوت اگر مستلزم سماعت کو ہوتا ہے اور انس

ساعت میں......ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود ......کی نسبت ہوتی تب عمرو کا استدلال شاید کچھ قابل سماعت ہوتا انس کے متعدد اسباب ہوتے ہیں پس انس کو ایک ہی سبب پر بلا وجہ اور بلا دلیل محصور کرنا قواعد علمیہ کے خلاف اور غلط ہے۔

قوله :۔ ذرا غور کرتے جانا۔

اقول :۔ بہت سا غور کیا اور غور کرنے سے معلوم ہوا کہ عمرو کے پاس سوائے ہرے سوکھے تنکوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے عمرو پر وہ مثال صادق ہوئی......کوہ کندن و کاہ برآوردن یعنی پہاڑ کو کاٹ کر گھاس کا تنکا نکالنا......واللہ عمرو نے کیا بیجا مشقت اٹھائی ہے جس کا ہرگز کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا سوائے چند عوام کے قبضہ میں لانے کے۔

قوله :۔ فتاوے خانیہ اور شرنبلالی، فتاویٰ کبریٰ، فتاوے بزازیہ، خزانۃ الروایۃ، شامی، طحطاوی امداد الفتاح و کشف الغطاء وغیرہ میں ہے۔ واللفظ للخانية يكره قطع الحشيش والحطب من المقبرة فان كان يابسا لا باس به لانه مادام رطبا يسبح فيونس به الميت.

اقول :۔ عمرو نے مصری کتب خانہ کی ساری فہرست پڑھ کر سنا دی عوام نے جانا ہوگا کہ اللہ اکبر عمرو بڑے عالم ہیں جناب کی نظر میں بڑی بڑی کتابیں ہیں مگر خواص کو معلوم ہو گیا کہ حضرت کو علم سے مس بھی نہیں ہے بھلا کجا میت کا گھاس کی تسبیح سے مانوس ہونا اور کجا قبر والوں کا زیارت کرنیوالوں کا کلام سننا اور دیکھنا ان میں آپس میں بڑا فرق ہے۔

اب ناظرین غور کریں ......عمرو کا دعویٰ یہ ہے کہ اہل قبور زندوں کا کلام سنتے اور زیارت کرنے والوں کو دیکھتے ہیں اور جو کوئی شخص اس کو تسلیم نہ کرے وہ عمرو کے خیال خام میں معتزلی مرتد یا بددین ضرور ہے۔

پس بخیال عمرو سماعت و بصارت اہل قبور کا اعتقاد کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے...... معاذ اللہ من ذالک دعوی......

اتنا پختہ اور مضبوط عقیدہ کا مسئلہ اور دلیل میں جو جناب کو خدا خدا کرکے فقہ حنفیہ کی

کتابوں سے عبارت نصیب ہوئی وہ ایک گھاس کا گٹھا جو ناظرین نے ملاحظہ کیا...... اب ہم اس کے متعلق اوپر تقریر کر چکے ہیں کہ انس کا سبب نزول ثواب ہے جو بوجہ ہرے گھاس کی تسبیح کرنے کے نازل ہوتا ہے۔

☆ جیسا کہ صلوۃ مسعودی فقہ حنفی مطبوعہ مرتضوی صفحہ ۲۱۶ میں مذکور ہے...... ہر گیاہ بر خاک برآید آن گیاہ سبز شود تسبیح گوید ثواب آن بمردہ رسد......

پہلا جواب :۔ پہلا جواب...... پس جب ہری گھاس کی تسبیح سے مردہ کو ثواب پہنچا مردہ خوش ہوا مانوس ہوا نہ یہ کہ مردہ گھاس کی تسبیح سنتا ہے چونکہ یہ ہری گھاس کی تسبیح سبب ہوئی ثواب کے نزول کی اور ثواب کا نزول باعث ہوا ہے میت کے انس کا اس لئے انس کی اضافت سبب کے سبب کی طرف کی گئی ہے جیسا کہ اوپر مفصل گذر چکا ہے۔

دوسرا جواب :۔ دوسرا جواب...... ہرے تنکوں کی روائیت کا یہ ہے کہ دعوئی اعتقاد یہ مسئلہ کے ثابت کرنے کا ہے دلیل میں احتمالی عبارت کا پیش کرنا کیونکہ نہ انس کو سماعت اور نہ سماعت کو انس لازم ہے نہ عقلا نہ شرعا پس ہرے تنکوں کی عبارت صرف انس کو ثابت کرتی ہے نہ سماعت کو اور انس کی وجہ مفصل ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ وہ نزول ثواب ہے نہ کہ تسبیح کا سننا...... پس جبکہ کتب فقہ سے سماعت ثابت نہ ہوئی تب ایسی عبارت کا دلیل میں لانا کتنا بڑا دھوکہ ہے اور عوام فریبی...... **لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔**

ہاں اگر...... عمرو اپنا قیاس ملا کر ان عبارتوں کو سماعت اموات کی دلیل بنائے جیسا کہ وہ آگے ایسا کرے گا اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہا ہے تو یہ اور بات ہے اور ہم تو پہلے سے کہہ چکے ہیں کہ عمرو کے پاس سوائے اپنے اینڈ قیاس کے اور کوئی فقہ حنفی کی دلیل نہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

تیسرا جواب :۔ تیسرا جواب...... بحث یہ ہے کہ عالم اجسام اور عالم اسباب یعنی دنیا اور اہل دنیا کے کلام کا سننا اموات کے لئے فقہ حنفی سے ثابت ہے یا نہیں اب مردوں کا قبر کے گھاس کی تسبیح کو بالفرض سننا دعوے مذکورہ کی دلیل نہیں ہو سکتا کیونکہ گھاس کی تسبیح مبحث سے خارج ہے

کیونکہ حواس خمسہ سے نہ اس کا ادراک ہوسکتا ہے نہ عقل موجودہ انسانی سے۔

☆ حق تعالیٰ فرماتا ہے...... ان من شی الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم ......

خلاصہ :۔ ہر شے خدا کی تسبیح کرتی ہے مگر تم سمجھ نہیں سکتے۔

پس اس تسبیح کا سننا عالم روحانی کے تعلق میں ہے نہ عالم دنیا میں بس روحانی عالم بحث سے خارج ہے جب روحانی عالم میں مردہ خدا سے ہمکلام ہوا ملائکہ کو دیکھا جنت دوزخ کا معائنہ کیا وہاں ہرے گھاس کی تسبیح بھی سن لی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ زندہ اور موجود فی الدنیا انسان کا کلام بھی سنتا ہے......

بحث تو عالم دنیا کی باتیں مردوں کا عالم برزخ میں سنتا ہے اور گھاس کی تسبیح کا سننا عالم دنیا کی بات نہیں رہا اس کا دنیا میں موجود ہونا اس بات کو نہیں چاہتا کہ وہ اس عالم کی بات نہ رہے یوں تو ملائک بھی اسی عالم میں موجود ہیں خداوند تعالیٰ بھی اسی عالم میں موجود ہے مگر یہ سب کچھ ہوا عالم روحانی کے تعلق کی باتیں ہیں...... پس ہرے گھاس کے تسبیح کا سننا عالم روحانی کا مسئلہ ہے نہ عالم دنیا کا اور کلام عالم دنیا میں ہے کہ یہاں کا کلام مردہ برزخ میں سنتا ہے یا نہیں۔

چوتھا جواب :۔ چوتھا جواب ...... یہ ہے کہ جب وضو کے قابل پانی موجود ہو پانی کے استعمال کی طاقت بھی ہو تب تیمم سے نماز کیوں جائز ہوگی...... جب انسان قیام اور قعود ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور سب طرح کا موقع حاصل بھی ہو تب لیٹ کر اشاروں سے اس کی نماز کب ادا ہوگی کیونکہ اشاروں سے تو نماز بیمار کی معذور کی ہوسکتی ہے نہ قوی تندرست کی...... پس جب ان ہی کتابوں میں جن کتابوں سے عمرو نے ہرے تنکے کی روائیت نقل کی ہے صاف صاف طور سے عدم سماع اور مردوں کی سماعت سے انکار موجود ہو تو پھر عمرو کے بیمار قیاس پر کیوں عمل کیا جائے۔

لیجئے...... شامی بالیمین فی الضرب میں صاف سماع اموات کا انکار موجود ہے جو بار بار اوپر نقل ہو چکا ہے مجبوراً یہاں بھی نقل کرتا ہوں...... اما الکلام فلان المقصود منه الافهام

والموت ينافيه ...... الخ ...... فانه شبه فيهما الكفار بالموتى لا فادة بعد سماعهم و هو فرع عدم سماع الموتى.

خلاصہ ...... مردے کو کوئی سمجھا نہیں سکتا ...... الخ ......

پس تحقیق مشابہت دی گئی قرآن شریف میں کافروں کو مردوں کے ساتھ تاکہ حاصل ہو جائے یہ بات کہ کافروں کا حق کونسا بعید ہے اور اس تشبیہ سے جو کچھ ثابت ہوا یہ فرع مردوں کے نہ سننے کی ہے ...... یعنی اگر یہ معنی نہ لئے جائیں تب تشبیہ صحیح نہ ہو گی اور عبارت قرآنی غلط ہو جائے گی۔

☆ پھر علامہ شرنبلالی اپنی کتاب مراقی الفلاح میں جمہور مشائخ حنفیہ کا مذہب مردوں کا نہ سننا صاف صاف نقل کرتے ہیں۔ قال المحقق ابن الهمام و حمل اكثر مشائخنا اياه على االمجاز اى من قرب من الموت مبناه على ان الميت لا يسمع عندهم ...... الخ (مراقی الفلاح مصری صفحہ ۳۶۸)

☆ اسی طرح علامہ طحطاوی عدم سماع کی تصریح فرماتے ہیں حاشیہ درمختار مصری ج ۲ صفحہ ۳۸۲ میں ...... لان الميت لا يسمع و لا يفهم مردہ سنتا ہے اور نہ سمجھتا ہے۔

پس جب ہرے گھاس والی روائیت کے مقابلہ میں کھلی کھلی تصریحات مردوں کے نہ سننے کے انہی کتابوں میں کہ جن سے عمرو مؤلف نے ہرے تنکوں کی روائیت نقل کی تھی موجود ہیں پھر کیوں اور کس وجہ سے عمرو مؤلف کے من گھڑت قیاس یا ان احتمالی روایتوں کو جن کا محمل صحیح دوسرا عمرو مؤلف کے خلاف موجود ہے عقیدے کے مسئلہ میں لیا جائے۔

قولہ :۔ فتاوے غرائب و دیگر کتب کثیرہ میں موجود ہے وضع الورد و الريا حين على القبور حسن لانه مادام رطبا يسبح و يكون للميت انس بتسبيحه اللہ اکبر ...... خداوند تعالیٰ نے موتی کو ایسی سماعت کاملہ تو یہ عطا فرمائی ہے کہ جس سے نباتات کی تسبیح جس کو اکثر احیاء نہیں سنتے وہ بلا تکلف سنتے اور اس سے انس حاصل کرتے ہیں۔

اقول :۔ یہاں ایک اور دوسرا مسئلہ عمرو لے آیا ہے یعنی قبروں پر پھول وغیرہ رکھنے کا خیر اول ہم

سماعت کے متعلق جواب دے چکیں گے اس کے بعد دوسرے مسئلہ پر کچھ بحث کریں گے ......انس اموات کی معقول وجہ آپ کو اوپر معلوم ہو چکی ہے کہ ہرے گھاس وغیرہ کی تسبیح سے مردہ کو ثواب حاصل ہوتا ہے وہی نزول ثواب باعث ہوتا ہے انس کا اور انس کو سماعت کسی طرح لازم نہیں تا کہ انس کے ثبوت کے ساتھ ساتھ سماعت بھی ثابت ہو کر رہے یہ بات اصلاً نہیں ہے۔

پس فتاویٰ غرائب میں صرف انس کا ذکر ہے سماعت کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے البتہ سماعت کا ثبوت صرف عمرو کے خیال خام میں ہے اور تو کہیں بھی کچھ نہیں ہے پس عمرو اپنے اسی خیال میں محو ہو کر سخت متعجب ہو کر کہتا ہے کہ......اللہ اکبر......اموات کو ایسی سماعت کاملہ عطا فرمائی بے شک اموات کو عالم ارواح کی ایسی سماعت ملی ہے کہ جس سماعت سے وہ اللہ پاک کا کلام سنتا اور ملائکہ کی زیارت کرتا ہے۔

اور ہرے تنکے کی تسبیح کیا چیز ہے جب خاص رب العالمین سے ہمکلام ہو گیا پس انہیں مشاہدات عجیبہ اور روحانیات غریبہ کے معائنہ میں ایسا محو اور مصروف ہوا ہے کہ اس طرف اس سے ادراک نہیں رہتا دنیا اور اہل دنیا کی باتوں پر مطلع نہیں ہوتا اسی معنے پر قرآن اور حدیث اور فقہ امام اعظم صاف صاف طور سے دلالت کرتے ہیں۔

مسئلہ قبروں پر پھول چڑھانا

اب رہا مسئلہ قبروں پر پھول رکھنے کا اس کے متعلق مختصر یہ سن لو کہ عمرو کا میلان بدعات کی طرف زیادہ ہے اس لئے ایسے ایسے مسائل کی طرف اس کی توجہ زیادہ ہے......اب عمرو سے سوال ہے کہ آپ کے نزدیک قبروں پر پھولوں کا رکھنا تو جائز ہے اور چڑھانا حرام ہے اور ان میں فرق کیا ہے صرف نیت کا اور عوام بیچارے نیت کی تصحیح بہت ہی مشکل سے کر سکتے ہیں۔

لہٰذا ان کے نزدیک چڑھانا اور رکھنا ایک ہی ہو جاتا ہے پس عوام کو پھول رکھنے کی اجازت دینا در حقیقت ایک شرک کے قریب پہنچا کر انجام کار مشرک بنانا ہے اور اسی حدیث کا مصداق ہونا ہے کہ جو شخص بادشاہی خیمے کے قریب یعنی محرمات اور شرکیات کے آس پاس پھرے

گا ایک دن ضرور اس حرام میں گرے گا۔
پس بہت سے گر گئے اور بہت سے گر رہے ہیں جو پھول رکھتے رکھتے چڑھاوے کے قائل ہوئے ان کا گناہ کچھ عمرو کے بھی حصہ میں ضرور آئے گا کیونکہ جو کسی شے کی اجراء کی کوشش کرے گا اسکے نفع نقصان میں شریک رہے گا...... اگر عمرو یہ کہے کہ یہ مسئلہ فقہ میں لکھا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ فقہ میں سب طرح کے مسائل لکھے ہیں مگر مصلحت اور موقع وقت کو دیکھنا مفتی کا کام ہے یہ ہندوستان ہے یہاں ایسے مسائل کا رواج دینا خالی قباحت سے نہ ہوگا۔
علاوہ اس کے عمرو خاص پھولوں پر کیوں زور دیتا ہے...... کیا پھول رکھنے فرض ہے یا واجب ہیں یا سنت موکدہ ہیں یا مستحب ہیں...... کیا ہیں عمرو بتلائے کچھ بھی نہیں لاشی فعل ہے۔
☆ جیسا کہ علامہ عینی شرح بخاری ج ۱ ص ۸۷۹ میں نقل فرماتے...... وکذالک ما یفعله اکثر الناس من وضع ما فیه الرطوبة من الریا حین والبقول ونحوهما علی القبور لیس بشئی وانما انسته...... الغرض پس ایسے لاشی فعل پر زور دینا رسالے لکھنا وعظوں میں زور لگانا بالضرور اس فعل کو حرام کی حد تک پہنچاتا ہے۔
☆ جیسا کہ علامہ محمد طاہر حنفی مجمع البحار ج ۲ ص ۲۲۴ میں تصریح فرماتے...... واستنبط منه ان المندوب ربحا القلب مکروها اذا خیف ان یرفع عن رتبة۔
خلاصه:۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی فعل مندوب بھی ہو مگر اندیشہ کی حد سے زائد ہو جانے کا ہو پس وہ مندوب فعل بھی مکروہ ہو جاتا ہے۔
اب خیال کرو...... کہ جو وہ فعل ابتداء ہی سے بدعت ہو اس کا ثبوت قرون ثلاثہ میں نہ ہو اس کی کیا حالت ہوگی، جیسا پھولوں کا مسئلہ ہے کہ شرع سے ثابت نہیں ہے پس جب کسی مستحب امر پر اصرار کیا گیا تو وہ مستحب بھی اصرار سے مکروہ ہو جاتا ہے یہاں اصرار کیا اشد اصرار ہے جو قبروں پر پھول رکھنے کو منع کرے وہ کتنا سخت برا ہے۔
معاذ اللہ معاذ اللہ...... پھر عمرو نے عالمگیری ضرور دیکھی ہوگی اس میں لکھا ہے کہ اگر پھول قبروں

میں نہ رکھے اور پھولوں کی قیمت خیرات کرے تو یہ زیادہ احسن ہے اور نہایت اچھا ہے۔

☆ عالمگیری جلد۵......وضع الورد الریاحین علی القبور حسن وان تصدیق بقیمة الورد کان احسن کذا فی الغریب کتاب الکراهیة۔

پس عمرو جواب دے کہ احسن اور زیادہ اچھے فعل کو یعنی پھولوں کی قیمت کو خیرات کرنا اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچانا یہ احسن فعل کیوں اور کس نص سے ترک کیا گیا بظاہر وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ پیسے خیرات کرنے سے قبروں کی کیا شان ظاہر ہو گی پھول رکھنے سے قبروں کی شان نکلے گی۔

یہاں تو قبروں کو دلہن بنوانا ہے اہل قبور کے ثواب اور نفع سے زیادہ فائدہ سے چنداں غرض نہیں ہے علاوہ اس کے قبروں پر پھول رکھنا ایسا ایک بیکار مسئلہ ہے۔ جس کا نہ قرآن مجید سے پتہ ہے نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے نہ صاحبین رحمہم اللہ سے ثابت ہے؟

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے دو قبروں میں عذاب ہوتے دیکھا تو ان قبروں پر کھجوروں کی ٹہنیاں کھڑی کر دی تھیں ...... نہ حضور ﷺ نے کسی قبر پر پھول رکھے نہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے کسی کے مزار پر پھول رکھے۔ پھر کسی کے مزار کا کیا ذکر ہے محبوب رب العالمین سید المرسلین شافع المذنبین جناب محمد رسول اللہ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کے مزار پر انوار پر کسی ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کی روح کو مسرور کرنے کیلئے کبھی ایک پھول نہ رکھا۔

حالانکہ آنجناب علیہ السلام کو حیات مبارک میں خوشبو سے بے حد شوق تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت حیات اور بحالت وفات شریف کیا کچھ عشق تھا جس کا بیان دائرہ عقل سے باہر ہے۔

باوجود ایسے عشق و محبت کے اور باوجود حضور ﷺ کے مزار پر انوار میں حیات النبی ہونے کے اور باوجود حضور ﷺ کے خوشبو سے نہایت شوق رکھنے کے کبھی بھی کسی ایک صحابی نے

......نہ عورت نے ......نہ مرد نے ......نہ آقا نے ......نہ غلام نے ......نہ مدنی نے ......نہ مکی نے ......نہ شہری نے ......نہ بدوی نے ......ایک پھول یا آدھا پھول تک مزار پر نہ رکھا......اگر اس میں کچھ خیر و برکت ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس عمل کو ضرور کرتے جناب امام ابو حنیفہؒ ضرور اس کے قائل ہوتے صاحبین بالضرور اسے لکھتے۔

اب آپ خوب سمجھ لیں کہ یہ مسئلہ کیسا غیر ثابت مسئلہ ہے پھر کفار سے مشابہت بھی موجود ہے......اکثر بت پرست بتوں کے آگے پھول رکھتے ہیں......اکثر خاک روب قوم اپنے مردوں کی قبروں پر پھول رکھتے ہیں......بت پرستوں کی لاشوں پر ارتھی پر پھول موجود ہوتے ہیں ......اور مشابہت کافروں کی ضرور ایسے مسئلوں پر حرمت ثابت کرتی ہے۔

☆ جیسا کہ غایۃ الکلام صفحہ ۱۶۴ طبع دہلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا قول تفسیر عزیزی سے نقل کیا ہے......در فتح العزیز مے فرمایند کہ مشابہت کفار وقتے موجب حرمت فعل مے شود کہ مرضی بودن آن فعل بہ دلیل یقینی ثابت نہ شدہ باشد۔

خلاصہ:۔ یعنی جس فعل کا پسندیدہ ہونا شریعت میں دلیل یقینی سے ثابت نہ ہوا ہو اس فعل میں اگر کفار سے مشابہت ہو جائے گی تب وہ فعل حرام ہو جائے گا۔

اب ناظرین غور کریں......کہ قبروں پر پھول رکھنے کا مسئلہ قطعاً نہ دلیل یقینی سے ثابت ہوا اور نہ دلیل ظنی سے صرف ان لوگوں کا قیاس ہے جو اہل قیاس اور درجہ اجتہاد کو نہ پہنچے تھے پس اس فعل کی حرمت کفار کی مشابہت کیوجہ سے ضروری اور لازمی ہے۔

قولہ:۔ مراقی الفلاح میں ہے **اخبرنی شیخی محمد بن احمد الحموی الحنفی بانھم یتاذون بخفق النعال۔**

اقول:۔ عمرو کا اس روئیت کے نقل کرنے سے کیا مطلب ہے اگر صرف کاغذ ہی سیاہ کرنا مقصود ہے تب خیر وہ جانے اور اگر سماع اموات کا مسئلہ اس بے تکی غیر معتبر روائیت سے ثابت کرنا چاہتا ہے تو وہ کان کھول کر ہوشیار ہو جائے اور سنے......جبکہ جوتیوں کی آواز سے میت اذیت پاتی ہے

اور بموجب ان روایتوں کے جو عمرو اپنے رسالہ ثبوت میں نقل کر چکا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ اموات کواذیت پہنچانا منع ہے تو بالضرور نتیجہ یہ نکلے گا کہ گورستان میں جوتیاں پہن کر جانا منع ہے۔

حالانکہ نتیجہ کا مسئلہ مخالف ہے...... صحیح حدیثوں کے مخالف ہے...... حضور اکرم ﷺ کے طریقے کے مخالف ہے...... تعامل صحابہ کرامؓ کے مخالف ہے...... روئے زمین کے مسلمانوں کے مخالف ہے خاص کر حضرت امام اعظم اور صاحبین رحمہم اللہ کے مخالف ہے...... یعنی مذہب حنفیہ کے مخالف ہے...... جناب پیغمبر خدا ﷺ کا ایک بار نہیں بلکہ بہت سی دفعہ مع گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنازوں کے دفن کرنے کیلئے جوتیاں پہن کر گورستان تشریف لے جانا قطعی طور سے ثابت صحیح حدیث میں جسے خود عمرو طرق متعددہ نقل کر چکا ہے کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے وہ کون سی جوتیاں تھیں دفن کرنے والوں کی یا کسی اور جگہ کی۔

☆ پھر علامہ طحاوی حنفی اپنی کتاب معانی الآثار صفحہ ۲۹۵ مصطفائی باب المشی بین القبور بالنعال کے باب میں صریح امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا مذہب جوتیوں سمیت گورستان میں جانا غیر مکروہ لکھتے ہیں......

☆ پھر خاص علامہ طحطاوی محشی مراقی الفلاح اس قول کی تردید کرتے ہیں طحطاوی مصری صفحہ ۴۰۸...... ولا یکره المشی فی المقابر بالنعلین عندنا ولنا قوله علیه السلام وانه یسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا۔

علامہ طحطاوی نعلین کا جواز ثابت کرتے ہیں خفق نعال کی حدیث سے پس عمرو ثبوت سماع اموات کیلئے وہ روائیت لایا جس کا منا دمخالف ہے مذہب حنفیہ سے اور سارے جہاں کے عمل درآمد سے اور خود عمرو بھی جوتیاں پہن کر میت کو دفن کرنے جاتا ہے یہ عمرو کیوں اموات کو عمداً تکلیف دیتا ہے۔

افسوس...... ثبوت سماعت اموات خود مذہب حنفیہ اور امام اعظم کے مخالف پھر جو دلیل میں لایا گیا وہ بھی بجائے خود امام اعظم اور مذہب حنفیہ کے مخالف۔

یہاں ناظرین...... ایک نکتہ خیال میں رکھیں بعض طبیب ایسے بھی ہے جو علاج بالشل

کرتے ہیں سرسام والے کو سخت سے سخت گرم دوائیں پلاتے لحاف اڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گرمی کو گرمی سردی کو سردی مارتی ہے۔

پس عمرو مؤلف بھی اسی طرح کا معالج ہے حضرت اٹھے تھے سماع اموات کو ثابت کرنے جو مخالف تھا مذہب حنفی کے...... پھر ثبوت میں وہ روائیت لائے جو بطور خود مخالف ہے مذہب امام اعظمؒ اور حنفی مذہب کے پس علاج بالمثل ایسا ہی ہوتا ہے......شاباش کیا کہنا ہے......

قوله:۔ علامہ طحطاوی نے اس کی تقریر فرمائی۔

اقول:۔ یہ بالکل غلط ہے علامہ طحطاوی اس کی تردید کرتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو وہ طحطاویؒ کی تقریر کے الفاظ بیان کردیجئے ورنہ جھوٹ بولنا چھوڑ دیجئے......

قوله:۔ حاشیہ طحطاوی اور ردالمختار میں ہے مقابر میں پیشاب کرنے کو نہ بیٹھے......**لان المیت یتاذی بما یتاذی به الحی**......

اقول:۔ پیشاب گورستان میں کرنے کی ممانعت ٹھیک ہے لیکن جو وجہ ممانعت کی عمرو نے بیان کی ہے وہ نہ ردالمختار میں ہے اور نہ طحطاوی میں...... اور اگر بالفرض والمحال عمرو نے کسی رسالہ میں دیکھ لیا ہے تب عمرو کو یاد رہے کہ یہ وجہ یعنی میت کا اذیت پانا گورستان میں پیشاب کرنے سے یہ اصول مذہب حنفیہ اور فقہ حنفی کے بالکل خلاف ہے...... چنانچہ خود ردالمختار اور اکثر کتب فقہ حنفی میں لکھا ہے جو بار بار پہلے بھی نقل ہو چکا ہے شامی...... باب الیمین فی الضرب...... **الایلام لا یتحقق فی المیت**......

خلاصہ:۔ الم اور اذیت میت کا پہنچانا میت کے حق میں نہیں ہوسکتا نہ دفن سے پہلے نہ بعد دفن کے...... اس پر اعتراض ہوا کہ بھلا قبر کا عذاب پھر کس طرح ہوگا میت تو اذیت کے قابل نہ رہا تو اس کا جواب یہ دیا...... **ولا یرد تعذیب المیت فی قبره لا نه توضع فیه الحیاة عندالعامة بقدر ما یحس بالالم والبنیة لیست بشرط عند اهل السنة**۔

خلاصہ:۔ میت کو اس جہاں والے کچھ اذیت نہیں پہنچا سکتے رہا قبر کا عذاب وہ منجانب اللہ اور

میت کی خاک کے ذروں میں اللہ پاک اتنی حس پیدا فرماتا ہے...... جس کی وجہ سے وہ قبر کے عذاب کے الم کو محسوس کرتا ہے باقی اہل دنیا کے ایذا رسانی اسے کچھ بھی مضرت نہیں پہنچا سکتی......

اسی طرح عام کتب فقہ حنفیہ میں موجود ہے جو بار بار اس رسالہ میں منقول ہو چکا ہے۔

رہی گورستان میں پیشاب کرنے کی ممانعت تو اسکی وجہ سے ہے کہ اہل اسلام کا گورستان رحمت الٰہی کے فرشتوں کے رہنے کی جگہ ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا کہ ملائکہ یعنی کراما کاتبین کو انسان کی وفات کے بعد انسان کی قبر کے پاس رہنے کا اور وہاں رہ کر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم ملتا ہے۔

☆ اور مجموعۃ النوادر فقہ حنفی قلمی ورق ۳۰۲ میں لکھا ہے......**فاذا انتھی الیھم یقول السلام علیکم لان ھناک من یجیبه وھم الحفظة۔**

خلاصہ:۔ جب گورستان پہنچو تو السلام علیکم کہو کیونکہ وہاں جواب دینے والے موجود ہیں آپ یہ گمان نہ کیجئے کہ مردے جواب دیتے ہیں...... بلکہ صاف لفظ وعبارت موجود ہے کہ انسان کے اعمال کے محافظ کراما کاتبین فرشتے سلام کرنے والوں کا جواب دیتے ہیں...... پس جہاں ملائک حاضر ہوں وہاں کچی پیاز کھا کر جانا منع ہے وہاں کسی بدبو کی چیز کا ظاہر کرنا پاخانہ رکنا پیشاب کرنا بھی منع ہے......

☆ پس یہ قول کہ میت کو اذیت ہوتی ہے اس چیز سے کہ جس زندہ کو اذیت ہوتی ہے سراسر غلط اور نہایت غلط ہے عام کتب حنفیہ اس کی تردید کرتی ہے دور اگر عمرو بھول گیا ہے تو پھر سن لے

☆ ہدایہ **باب الیمین فی القتل والضرب وغیرہ والایلام لا یتحقق فی المیت۔**

خلاصہ:۔ ایذا رسانی زندہ کی جانب سے مردے اور میت کو نہیں ہو سکتی۔

☆ فتح القدیر...... **والایلام لا یتحقق فی المیت لانه لا یحس الم۔**

خلاصہ:۔ اور ایذا رسانی میت کو نہیں ہو سکتی کیونکہ میت بے حس ہے میت میں حس نہیں ہے

☆ مجمع الانہر فقہ حنفی باب الیمین فی القتل والضرب ...... والایلام لا یتحقق فی المیت والمعذب فی القبر یحی بقدر ما یتالم به وھوا قرب الی الحق۔

خلاصہ:۔ ایذارسانی میت کو ہونہیں سکتی رہا قبر میں عذاب کا ہونا سو اس وقت مردے میں صرف عذاب قبر ہی محسوس کرنے کی حیات پیدا ہوجاتی ہے اور یہی اقرب الی الحق ہے۔

☆ عینی شرح کنز الدقائق فقہ حنفی لان الضرب ایقاع الالم وبعد الموت لا یتصور۔

خلاصہ:۔ موت کے بعد الم پہنچانا خیال میں نہیں آسکتا۔

☆ بحرالرائق شرح کنزالدقائق فقہ حنفی......باب لا یتصور فی الضرب والا یلام لا یتحقق فی المیت......

خلاصہ:۔ ایذااورالم رسانی میت کونہیں ہوسکتی...... الغرض عام کتب فقہ حنفیہ میں جن کا شمار نہیں یہی عبارت مصرحہ ہے پس عمرو کا قول کہ میت ایذا پاتا ہے جس شے سے زندہ ایذا پاتا ہے محض بے اصل اور اصول مذہب حنفیہ اور عام کتب فقہ حنفیہ کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے بلکہ غیر معتبر ہے۔ پھر بحث تو سماعت میں ہے یہاں سماعت کا کونسا لفظ ہے صرف جناب کا ناقص خیال اور من گھڑت قیاس ہے جو کسی طرح بھی مسئلہ نزاعیہ میں قابل اعتبار نہیں ہوسکتا۔

قولہ:۔ بلکہ دیلمی نے عائشہ صدیقہؓ سے روائیت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا المیت یو ذی فی قبرہ ما یوذی به الحی......

اقول:۔ عمرو بتائے کہ دیلمی کی کونسی کتاب سے یہ روائیت لکھی گئی ہے اگر یہ روائیت فردوس دیلمی کی ہے بس دیلمی ایسی جھوٹی کتاب ہے اور ایسی موضوعات حدیثوں کا ذخیرہ ہے کہ...... معاذ اللہ...... دیلمی مصنف خود بھی ضعیف پھر اسکی روایتیں بھی موضوع اور جھوٹی...... مگر عمرو بیچارہ کیا کرے اب کہیں سے کچھ لاکر عوام الناس کی نظروں میں کچھ وقعت بھی تو حاصل کرے۔

اچھا لیجئے...... دیلمی کی نسبت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا جو ارشاد ہے وہ سن لیجئے۔

☆ بوستان المحدثین طبع لاہور صفحہ ۶۲...... اما در اتقان ومعرفت وعلم او قصوریست در سقیم وصحیح احادیث تمیز نہ میکند لہذا دریں کتاب او موضوعات وواہیات تودہ تودہ مندرج۔

خلاصہ:۔ دیلمی کے علم اور اتقان اور معرفت حدیث میں قصور تھا اور وہ بیمار اور صحیح حدیث میں تمیز نہ کرسکتا تھا اس لئے دیلمی کی کتاب میں جھوٹی اور واہیات حدیثیں کثرت سے موجود اور مندرج ہیں۔

پس عمرو مؤلف پہلے دیلمی کی اس کتاب کا نام جس میں سے یہ روائیت نقل کی گئی ہے بتائیے پھر اس حدیث کی اسناد لکھے تب اس میدان میں پیش کر کے اپنی قابلیت دکھائے کہ سوال حنفی مذہب سے کیا جائے اور جواب میں عمرو موضوعات حدیثیں پیش کرے...... سبحان اللہ کیا فہم ہے۔

دیلمی کی روائیت سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ میت کا مال وارثوں پر تقسیم کرنا یا اس کی بیوہ کا عقد ثانی کرنا حرام ہے کیونکہ اگر میت کا مال اس کی حیات میں تقسیم کیا جاتا تو اسے ضرور اذیت ہوتی یا کسی اور زندہ کی عورت دوسری جگہ بیاہ دی جائے یا اس کا مال وارثوں کو دیا جائے تب ضرور اسے رنج ہوگا...... اور یہ لازم باطل ہے تب ملزوم بھی باطل ہے معلوم نہیں کہ بے محل نا موزوں مبحث سے خارج روایتیں کیوں لا کر عمرو اپنی ناواقفیت ظاہر کرتا ہے۔

قولہ:۔ جذب القلوب میں شیخ لکھتے ہیں امام صدرالدین قونوی سے نقل فرماتے ہیں...... درمیان قبور سائر مؤمنین وارواح ایشان نسبت خاص است مستمر کہ بداں زائر آن را می شناسند وسلام برایشاں ے کند بدلیل استحباب زیارت اور جمیع اوقات۔

اقول:۔ فقہ حنفیہ کی روایات تو عمرو کے پاس نہ تھیں اور نہ آئندہ انشاء اللہ میسر ہوں گی عمرو بیچارے کا بعض شاذ اور فاذ حنفیہ کے قول ہرے سوکھے تنکوں کا سہارا بھی جاتا رہا اب تو کھلے طور سے شافعی لوگوں کے قول پیش ہونے لگے۔

☆ صدرالدین قونویؒ شافعی المذہب ہیں حنفی نہیں ان کی پیروی آپ کو بہت سے قسم کے نئے دریائی صحرائی جانوروں کا شکار کھلائے گی غور کر لینا آئندہ آپ کو اختیار ہے...... نیز دعویٰ قونوی کا بلا دلیل ہے کیونکہ زیارت کا ہر وقت مسنون ہونا اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ مردے سنتے ہیں۔

زیارت کا منشا زندوں کو عبرت ہے پس اس عبرت کو حاصل کرنے کا کوئی وقت خاص مقرر ہونا لغو ہے۔

زیارت کا دوسرا منشا اہل قبور کیلئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب قرات ہے پھر اس کیلئے کون سے وقت کی ضرورت تھی جو شارع اس کے وقت مقرر فرماتے یہ کام ہر وقت اور ہر گھڑی مسنون ہے اسلئے زیارت بھی ہر گھڑی جائز ہوئی...... اب دلیل تو قونوی صاحب کی ٹوٹ گئی فقط اور خالی دعوی ہی دعوی باقی رہا۔

اسی طرح سماعت اموات کے سارے مدعی سوائے لفظی دعوے کے دلیل نہیں لا سکتے اور قبروں میں وہی نسبت ہے کہ منجانب اللہ اہل قبور پر جو عذاب یا ثواب نازل ہوتا ہے اسے وہ ادراک کرتے ہیں جیسا کہ بار بار مکرر سہ کرر کتب فقہ حنفیہ اور علم عقائد کی کتابوں کی عبارت سے ثابت ہوا...... والمعذب فی القبر حی بقدر ما یتالم وھو اقرب الی الحق۔

قولہ:۔ انیس الغریب میں سیوطی

اقول:۔ لیجئے ...... یہ عمرو کے دوسرے مددگار شافعی المذہب تشریف لائے اب علمائے حنفیہ کے اقوال ختم ہوئے غیر لوگوں کی امداد طلب ہوئی...... افسوس دعوی حنفیت کا کس منہ سے ہے۔

قولہ:۔ مرقات میں ہے...... ولا فرق لھم فی الحالین۔

اقول:۔ نہیں ضرور فرق ہے کہ سوائے پیغمبر خدا ﷺ کی سب بیویوں کا نکاح ثانی ہوتا ہے...... جناب عمر فاروق افضل الشہداء رضی اللہ عنہ کی بیوی ام کلثومؓ نے آپکی وفات کے بعد یکے بعد دیگر چند عقد اپنے کئے سوائے جناب نبی آخرالزمان کے سب کا مال منقسم ہوتا ہے زوجہ وفات کی عدت

پوری کرتی ہے نیز اور بھی بہت سے فرق موجود ہیں۔

☆ مولانا عبدالحی مرحوم کے فتاوی کی ج اص ٦٧ ۴ میں مذکور ہے...... اور اگر یہ مطلب ہے جیسا کہ اعتقاد بعض جہلاء کا ہے کہ جو خرق عادات حالت حیات میں کسی وقت فضل من اللہ صادر ہوئے تھے بعد ممات بھی ان بزرگوں سے وہ خرق عادت بالاستقلال صادر ہوتے ہیں یہ حق ہے تو ایسا اعتقاد بے شک خلاف اہل سنت والجماعت کے ہے۔

خصوصاً فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے اصول کی بناء پر محض باطل ہے جیسا کہ ماہر کتب عقائد وفقہ پر پوشیدہ نہیں ہے اور علم تصوف میں بھی ہمارے بزرگان قادر یہ رحمۃ اللہ علیہم خوب تصریح سے لکھتے ہیں دیکھے جس کا دل بے انتہائے عبارت۔

قوله:۔ ولذا قيل اولياء الله لا يموتون ولممكن ينقلون من دار الى دار۔

اقول:۔ یہ مقولہ صریح قرآن مجید کے خلاف ہے خداوند کریم فرماتا ہے......انک میت وانهم ميتون ...... اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھی وفات پائیں گے اور وہ بھی سب وفات پائیں گے......

☆ نیز بخاری وغیرہ کی حدیثوں کے لفظ......اللهم اعنى على سكرات الموت ...... اللهم ان للموت سكرات وغیرہ دعاؤں کا پڑھنا ایسے الفاظ کا اپنی زبان مبارک سے صادر فرمانا ثابت کرتا ہے کہ موت کا آنا آنجناب کیلئے بھی ہے پھر اولیاء اللہ تو آپ سے پیچھے ہیں ان کی نسبت سے موت کا سلب کرنا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔

قوله :۔ اور امام قشیری رسالہ میں بسند لکھتے ہیں کہ ابوسعید خرازنی مکہ میں ایک جوان مردہ پایا جب میں نے نظر کی تو وہ مسکرایا...... الخ۔

اقول :۔ شرع کی دلیلیں تو بہت دنوں سے عمرو کے پاس تمام ہو چکی ہیں اب خرق عادات اور کرامات سے مسائل عقائد ثابت ہونے لگے علمائے زمانہ غور کریں کہ عمرو کا ذخیرہ اب ختم ہو چکا ہے

قوله:۔ بیضاوی میں ہے...... ان الارواح جواهرة قائمة بانفسها لا يحس به البدن

تبقی بعدالموت دراکة ......الخ

اقول :. علامہ بیضاوی شافعی مذہب کا روح کی حقیقت بیان کرنا قرآن مجید کے برخلاف ہے خدائے پاک فرماتا ہے......یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا ......

خلاصہ :. اے حبیب روح کے متعلق تم سے سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ روح خدا کا ایک حکم ہے اور لوگوں کو اسکے علم کے متعلق کچھ تھوڑا سا علم دیا گیا ہے پس جب رسول اللہ ﷺ نے کبھی روح کی حقیقت بیان نہ فرمائی نہ کسی صحابیؓ و تابعی نے۔

☆ تفسیر معالم التنزیل میں آیت مذکورہ کی بحث میں علامہ بغوی لکھتے ہیں...... قال عبداللہ بن بریدۃ ان اللہ لم یطلع علی الروح ملکاً مقربا ولا نبیا مرسلا۔

خدا نے نہیں آگاہ کیا روح پر کسی مقرب فرشتہ کو نہ کسی نبی یا رسول کو......

☆ پھر اسی تفسیر میں علامہ بغوی بہت سے قول نقل فرما کر کوئی کہتا ہے کہ روح خون ہے ...... کوئی کہتا ہے کہ روح سانس کا نام ہے......کوئی کہتا ہے کہ روح نور اور خوشبو وغیرہ ہے...... اس کے بعد فیصلہ کیا......واولی الا قاویل ان یو کل علمه الی اللہ عز وجل وهو قول اهل السنة۔

خلاصہ :. سب سے بہتر یہ بات ہے کہ روح کے علم کو خدا کی طرح سونپ دے اور یہی قول اہل سنت کا ہے۔

☆ امام نسفی حنفی اس مقام میں فیصلہ فرماتے ہیں......عن ابی هریرة رضی الله عنه قال لقد مضی النبی ﷺ وما یعلم الروح وقد عجزت الاوائل عن ادراک ماهیة بعد انفاق الاعمار الطویلة علی الحوص فیه والحکمة فی ذلک تعجیز العقل عن ادراک معرفة مخلوق مجاورله لیدل علی انه عن ادراک خالقه اعجز ولذا رد ما قیل فی حده...... الخ۔

خلاصہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس جہاں سے تشریف لے گئے اور آپ نے حقیقت روح کی نہ جانی اور تحقیق عاجز ہوئے اگلے لوگ اسکی حقیقت معلوم کرنے سے حالانکہ عمر دراز اس کی تحقیق میں صرف کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

اور روح کی حقیقت مخفی رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ ظاہر کر دیا جائے کہ عقل انسانی اپنے پاس کی چیز کی حقیقت معلوم کرنے سے عاجز ہے جو ایک ادنی مخلوق خدا کی ہے پھر خالق کی ماہیت کب دریافت کر سکتی ہے اسی لئے مردود ہے وہ جو کچھ بھی کہا گیا ہے روح کی تعریف میں۔

☆ فتاوی حمادیہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے سید الاولیاء یعنی جناب شیخ شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں...... قیل مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدری ما الروح ولم یخبر اللہ احدا من خلقہ ولم یعط علمہ احدا من عبادہ۔

پس اول تو روح کی تعریف بیان کرنا خلاف اہل سنت اور قول روح کی تعریف کے مردود ہیں...... دوسرے بیضاوی شافعی المذہب زمخشری معتزلی کا معتقد ہے جس قدر زمخشری معتزلی کاذب روایتیں بیضاوی اپنی تفسیر میں نقل کرتا ہے جسکی نسبت سارے مفسر کہتے ہیں کہ بیضاوی نے جو زمخشری کی پیروی میں موضوعات حدیثیں نقل کی ہیں انکا کوئی اعتبار نہیں اور جن مفسرین نے یہ حدیثیں نقل کیں ہیں۔انہوں نے بڑی غلطی کی ہے۔

☆ دیکھئے حاشیہ شہاب خفاجی حنفی مصری جلد ۳ خاتمہ سورت ال عمران...... قال البیضاوی من قرأ ال عمران اعطی بکل ایۃ امانا علی جسر جھنم قال الخفاجی موضوع مختلق وقد خطئوا من اوردہ من المفسرین وشنعوا علیہ۔

خلاصہ:۔ علامہ شہاب خفاجی حنفی محشی بیضاوی فرماتے ہیں کہ بیضاوی نے جو یہ حدیث لکھی ہے...... کہ جس نے سورت ال عمران پڑھی اس کو امان پل صراط پر دی جائے گی یہ حدیث موضوع جھوٹی گھڑی ہوئی ہے اور بلاشک خطا کار ہیں وہ لوگ جو اس حدیث کو نقل کرتے ہیں اور بہت برا کہا ہے اس کے ناقل کو۔

پس لوگو اندھیرا آگیا کیا کوئی انصاف کرنے والا شہر میں نہیں رہا حنفی مذہب کے خلاف میں ایسے کاذب لوگوں کے مقولے پیش ہوں پھر وہ مقولہ بھی قرآن مجید کے خلاف علماء اہل سنت کے خلاف۔

افسوس..... ایسے ردی قول لاکر عمرو عقیدہ کا مسئلہ ثابت کرے امام اعظمؒ اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ کے خلاف ان کے مذہب کی جڑ اوکھیڑی افسوس ہے غضب ہے اندھیرے ہیں۔

جوابات قول بیضاوی

پس بیضاوی کے قول کے جوابات کی مختصر سی فہرست سن لیجئے۔

☆ اول..... بحث حنفی مذہب میں ہے اور یہ قول ایک شافعی المذہب معتزلی کے مرید کا ہے لہٰذا مبحث سے خارج ہے اور غیر معتبر ہے۔

☆ دوسرے..... یہ قول یعنی روح کی حقیقت بیان کرنا قرآن مجید کے خلاف اہل سنت کے خلاف پس بیضاوی کی یہ لب کشائی مردود ہے۔

☆ تیسرے..... بیضاوی جیسا شخص جب جناب رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتا ہوا نہیں شرماتا تو اور کسی چیز میں وہ کیا سچ بولے گا۔ پس قول بیضاوی غیر معتبر ہے۔

☆ چوتھے..... روح کے دراکہ باقی رہنے کو اگر کوئی تھوڑی دیر کیلئے مان لے تب بھی عمرو کو کیا فائدہ ہوگا کیا اس سے سماع اہل قبور کا مسئلہ ثابت ہو جائے گا **معاذ اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔**

کیونکہ ارواح کے بعد مفارقت بدن کے اس طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کا ادراک بیحد پیدا ہوتا ہے اگر اس جانب سے ثواب ہے تو وہ اس میں ہمہ تن مشغول اگر عذاب ہے تو ہمہ تن اس غم میں قید اس طرف کا ادراک نہ باقی رہتا ہے اور نہ اتنی مہلت ملتی ہے کہ اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو۔

مگر بحث اس میں ہے کہ میت یا روح میت اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان کا کلام سنتی ہے یا نہیں پس روح کا زندہ رہنا یا مدرک رہنا اس بات کو نہیں ثابت کرتا کہ اہل قبور کو اہل

دنیا کا ادراک ہوتا ہے یا ہونا لازم ہے...... ممکن ہے کہ روح دراکہ موجود ہو مگر کوئی حجاب ایسا مانع آجائے کہ وہ عالم دنیا کا ادراک چھوڑ دے...... مثلاً...... اگر کوئی عاقل عالم سو جائے تب اس کے اندر روح دراکہ موجود ہے مگر نیند کا پردہ حائل ہونے سے دنیاوی سماعت بصارت گھر باہر کا ادراک موقوف ہو گیا......

یا کوئی عاقل شخص کسی مرض سے بے ہوش ہو جائے یا کسی کو بے ہوشی کی دواء سنگھا کر بے خود کیا جائے اور اس کا ہاتھ پیر کاٹا جائے تاہم اسے خبر نہ ہوگی...... حالانکہ اس میں روح مدرکہ موجود ہے۔

مگر ایک پردہ بے ہوشی کا جو بیچ میں آگیا ہے اس لئے روح دراکہ کو اس طرف کا ہوش نہ رہا نہ سماعت نہ بصارت نہ کسی قسم کا احساس کیونکہ بیچ میں بے ہوشی کا پردہ حائل ہوا ہے روح مدرکہ موجود ہے۔

پس اگر مان لیا جائے کہ بعد وفات روح دراکہ اسی طرح مدرکہ رہتا پس اللہ تعالیٰ کی جانب روح کا ادراک زیادہ ہونا اور اہل دنیا کی طرف کم ہونا اس مضمون کو تو خود حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز بھی اپنے فتوے میں تسلیم کرتے اور نقل فرماتے ہیں......

☆ فتاوے عزیزی مجتبائی صفحہ ۸۸

سوال:۔ اگر ادراک و شعور مے ماند بقدر حیات مے ماند یا زیادہ کم مے شود...... یہ سوال تھا اب جواب سنئے......

جواب:۔ ادراک و شعور اہل قبور بعد موت در بعض امور زیادہ مے شود و در بعض کم آنچہ تعلق با امور غیب دارد ادراک آنہا زیادہ است و آنچہ تعلق در امور دنیویہ باشد ادراک آنہا کم۔ الخ۔

☆ پس حجاب موت کا یا حجاب مصروفیت ثواب و عذاب کا بیشک قوی حجاب ہے جو اہل قبور کو اس طرف یعنی اہل دنیا کی جانب متوجہ ہونے سے مانع ہے پھر بات موقوف اس امر پر ہے کہ روح کا قبروں کے اندر موجود رہنا تسلیم کیا جائے۔

حالانکہ ابھی تک یہ مسئلہ بھی محقق نہیں ہوا کہ ارواح اموات کہاں ہیں قبر میں یا علاء اعلی میں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ارواح قبروں میں ہیں لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ ارواح قبروں میں ہیں تب اس پر ایسے اعتراض وارد ہوں گے جن کا سنبھالنا مشکل ہوگا' جس کو ہم انشاء اللہ موقع پر ذکر کریں گے۔

تاہم ارواح کو اس طرح یعنی عالم غیب کی طرف مشغولیت اور مصروفیت بے حد ہے پس اس طرف کا سلام اور کلام سننے کی اسے مہلت نہیں ہے اور اگر یہ ثابت ہو کہ روح قبر میں نہیں ہے قبر میں صرف جثہ ہے اور وہ جثہ تھوڑی دیر کیلئے قبر میں نکیرین کے سوال کیلئے زندہ ہوا تھا پھر مر جاتا ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے۔

اور اب میت میں صرف اور فقط اتنا ہی ادراک باقی رہا ہے کہ ثواب کا لطف عذاب کا الم محسوس کر سکے اس سے زائد کا احساس ندارد ہو چکا ہے جیسا کہ عام کتب فقہ حنفیہ اور علم کلام وعقائد میں یہ عبارت مصرحہ ہے جسکو ہم نقل کر چکے ہیں مگر مناسب جان کر یہاں بھی کتابوں کے نام مع حوالہ صفحہ نقل کئے دیتے ہیں۔

☆ فتح القدیر فقہ حنفی مصری ص ۴۶۰ ☆ ہدایہ فقہ حنفی مصطفائی ج ا ص ۴۵۲

☆ جامع الرموز فقہ حنفی نولکشوری ۴۹۲ ☆ ردالمختار باب الیمین فی الضرب ص۔ ج۔

☆ دررالحکام شرح غرر الاحکام فقہ حنفی مصری ص ٦٦

☆ مجمع الانہر فقہ حنفی باب الیمین فی الضرب ص ۵۳٦

☆ وغیرہ وغیرہ عام کتب حنفیہ میں ہے **والا یلام لا یتحقق فی المیت والمعذب فی القبر یحیی بقدر ما یتا لم به وهوا قرب الی الحق**

خلاصہ:۔ ایذا رسانی میت کیلئے ہو نہیں سکتی قبر میں حیات صرف عذاب کا الم یا ثواب کا سرور دریافت کرنے کی مقدار سے زیادہ نہیں ہے۔

☆ مقاصد و شرح مقاصد میں ہے **قد ثبت بالضرورة من الدین ان للمیت**

فی القبر نوع حیوۃ قدر ما یتا لم ویتلذذ اتفق اهل الحق علی ان الله یعید الی المیت فی القبر نوع حیوۃ قدر ما یتالم ویتلذذ ویشهد بذلک الکتاب ولاخبار والاثار......الخ۔

خلاصہ:۔ یعنی تمام اہل حق سارے اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں میت کو صرف اس قدر حیات عطا کرتا ہے کہ جس کے سبب الم قبر کے عذاب کا یا لذت ثواب قبر کی دریافت کر سکے الم اور ایذا رسانی میت میں ہو نہیں سکتی اور جو میت قبر میں عذاب کیا جاتا ہے اس میں عذاب کی قدر حیات ہوتی ہے۔

اسی طرح بہت سی بے شمار کتابوں فقہ حنفیہ اور علم عقائد میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ بعد سوال نکیرین میت صرف ایک نوع کی حیات وہ بھی صرف اسی قدر کی منجانب اللہ جو عذاب یا ثواب موصول ہوتا ہوا سے دریافت کر سکے پس دانائی کی جانب توجہ کرنے کی اس میں قابلیت نہیں ہے اور یہی حق ہے پھر تو بیضاوی وغیرہ کے اقوال کی روح مدرک ہے کچھ بھی مسئلہ نزاعیہ سے تعلق نہ رکھے گا۔

خلاصہ:۔ اگر بالفرض والمحال روح قبر میں ہے تب بھی کسی کا کلام اور سلام نہیں سنتی کیونکہ وہ مشغول ہے عالم غیب کی طرف اور اس طرف سے بے توجہ ہے...... اور اگر روح قبروں میں نہیں ہے اور قبر میں صرف نعش یا جثہ (جسم) ہے تب بھی کلام سلام سننا ندارد ہوگا اور جثہ کے عدم سماعت کو تو عمرو بھی مان چکا ہے۔

قولہ:۔ مقاصد شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی لکھتے ہیں۔ عند المعتزلة وغیرهم البنیة المخصوصة شرط الادراک فعند هم لایبقی ادراک الجزئیات عند فقد ان الآلات وعند نا یبقی وهو ظاهر من قواعد الاسلام۔

اقول:۔ یہی عبارت شرح مقاصد کی ہے جس کی وجہ سے کم فہم عمرو نے جہاں بھر کے فقہائے حنفیہ اور علمائے اہل کلام کو معتزلی بنا کر مفت اپنی عاقبت برباد کر لی۔

افسوس صد افسوس ..... ذرا سی عبارت شرح مقاصد کی عمرو سے نہ سمجھی گئی عمرو کو وہم ہوا کہ وجود اور ادراک جزئیات کا بلا سلامتی ہیئت کذائیہ قالب انسانی کے جس کا اہل سنت نے اقرار اور معتزلہ نے انکار کیا ان جزئیات کے ادراک سے سماعت و بصارت مردوں کی زندوں کی نسبت قبر پر آنے جانے والوں مردوں سے سلام و کلام کرنے والوں کے کلام کو سننا اور زیارت کرنے والوں کو شناخت کرنا مقصود ہے جس کا انکار معتزلہ نے کیا ہے اور اہل سنت نے اسکا اقرار کیا ہے۔

اب بناء الفاسد علی الفاسد پہلے عبارت شرح مقاصد کا مطلب عمرو نے غلط سمجھا اور پھر اس پر فتوے نہایت غلط اور سخت غلط یہ دیا کہ سماعت اموات کا معتزلہ انکار کرتے ہیں اور اہل سنت اس کے قائل ہیں پس عمرو پہلے شرح مقاصد کی عبارت کا مطلب ہم سے سمجھ لے اس کے بعد اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اس فتوے میں کیسی غلطی کی ہے۔

ذرا کان لگا کر سنئے بنیۃ یعنی سلامتی اعضاء اور خلقت کا سلام ہونا معتزلہ نے شرط ادراک گردانا اور اہل سنت نے اس کا انکار کیا اور سلامتی خلقت شرط نہیں مانا اس ادراک جزئیات سے سماعت و بصارت مردوں کی زندہ لوگوں کے کلام کی نسبت مراد نہیں ہے۔

ذرا ہوش سے بات کیجئے بلکہ اس ادراک جزئیات سے قبر منکر نکیر سے سوال و جواب کرنا وحدانیت کا اقرار رسالت کا اقرار اسلام کی دین ہونے کا اقرار پھر ثواب قبر کی لذت پانا یا عذاب سے اذیت کا ہونا مراد ہے نہ وہ جزئیات سماعت اموات جس کو عمرو کم فہم سمجھا اگرچہ اس دعوے کے ثبوت میں ہم بہت سی معتبر کتابوں کی عبارتیں پیش کر سکتے ہیں۔

مگر بوجہ اختصار کے صرف ایک ہی عبارت حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری علامہ ابن ہمام علیہ الرحمۃ کی پیش کرتے ہیں ہاں اگر عمرو درخواست کرے گا تب اور بہت سی انشاء اللہ عبارتیں دکھائی جائیں گی۔

☆ تکمیل الایمان مؤلفہ شیخ مرحوم مطبع مجتبائی ص ۱۵ بیان عذاب قبر و عذاب القبر للکافر والفاسق وتنعیم اهل الطاعة بما يعلم الله ويريده وسوال منكر ونكير

حق ...... یکے از عقاید اہل سنت و جماعت عذاب قبر است و مراد بقبر عالم برزخ است کہ واسطہ است میاں دار دنیا و دار آخرت کافراں و منافق و فاسق دریں عالم در محنت و عذاب و مطیعان در ناز و نعمت باشند چنانچہ وے تعالیٰ خواہد و بداند چہ داند منکر نکیر دو فرشتہ آیند عظیم و مہیب و سیاہ کبود چشم کہ در قبر آیند و بندہ را از پروردگار وے رسول وے و دین وے سوال کنند اگر بتوفیق و تعلیم الٰہی جواب و سوال ایشاں را مطابق حق گفت در ناز و نعمت بود و چوں عروس در خواب و راحت رود و قبر در حق او روضہ از ریاض جنت بود اگر نگفت در محنت و عذاب بود و قبر بروے گورے از گوہائے دوزخ بود آیات و احادیث بحقیقت ایں باناطق است ایمان بدان باید آورد و کیفیت آں مفوض بعلم الٰہی جل شانہ باید داشت خواہ باعادہ حیات بامقابلہ روح یا بغیر آں بوجہے از وجوہ کہ قادر مطلق داند و خواہد و بحقیقت نزد اہل سنت و جماعت بنیہ شرط ادراک نیست۔

شیخ مرحوم نے قبر کے سوال کی ساری حقیقت بیان فرما کر فرمایا کہ نکیرین کے جواب سوال کیلئے اہل سنت کے نزدیک سلامتی اعضاء و ہیت مخصوصہ اس ادراک کیلئے شرط نہیں ہے۔

☆ فتح القدیر مصری ج ۴ باب الیمین فی الضرب ص ۴۶۰ ..... والایلام لا یتحقق فی المیت لانہ لا یحس ولذا کان الحق ان المیت المعذب فی قبرہ توضع فیہ الحیوۃ بقدر ما یحس بالالم والبنیۃ لیست بشرط عند اہل السنۃ حتی لو کان متفرق الاجزاء بحیث لا تتمیز الاجزاء بل ھی مختلطۃ بالتراب فعذب جعلت الحیوۃ فی تلک الاجزاء التی لا یاخذھا البصر وان اللہ علی ذلک لقدیر۔

خلاصہ: کوئی زندہ انسان کسی مردے کو اذیت والم نہیں پہنچا سکتا کیونکہ میت میں حس باقی نہیں رہتا اور اسی لئے یہی حق ہے جس مردے کو قبر میں عذاب ہوگا اس میں صرف اس قدر حیات رکھی جاتی ہے کہ قبر کے الم کو محسوس کر سکے اور اس حس میں اہل سنت کیلئے بنیت یعنی سلامتی اعضائے پیدائشی کی ضرورت نہیں ہے اگر میت خاک میں بھی مل جائے گا تب بھی خداوند تعالیٰ قادر ہے کہ اس خاک کے ذروں میں قبر کے عذاب کی حس پیدا کردے۔

اب عمرو غور سے دیکھے ...... کہ جو عبارت اس نے شرح مقاصد سے نقل کی ہے وہ مسئلہ نزاعیہ یعنی سماعت اہل قبور کلام اہل دہور کے متعلق نہیں ہے بلکہ سوال قبر اور سماعت کلام نکیرین کے متعلق ہے۔

☆ ورنہ خود اسی شرح مقاصد مطبوعہ اسلام بول ج ۲ ص ۱۶۳ سماعت اموات کا انکار موجود ہے عبارت اسکی یہ ہے ...... **واما قوله تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور فتمثل الحال الکفرة بحال الموتی ولا نزاع فی ان المیت لا یسمع۔**

خلاصه:۔ خداوند تعالیٰ کے قول میں ہے کہ نہیں ہو تم مردوں کو سنانے والے پس یہ مثال دی ہے کافروں کے حال کی مردوں کے ساتھ اور اس میں کسی کو نزاع ہی نہیں کہ مردے نہیں سنتے ...... پس مسئلہ نزاعیہ زید و عمرو کی نسبت تو صاف عمرو کے خلاف میں سماعت کے عدم کی نص صریح موجود ہے اللہ پاک سمجھ دے۔

قوله:۔ **قدانکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض محتجین بان المیت جماد لا حیاة له ولا ادراک** ...... اور کشف الغطاء میں شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔ مذہب اعتزال است کہ گویند میت جماد محض است ...... الخ۔

اقول:۔ بیشک قبر کے عذاب کا انکار یا احساس عذاب قبر کی جانب سے میت کو جماد سمجھنا اعتزال یا رفض یا ارتداد جو کچھ کہے وہ ٹھیک ہے مگر اس سے زائرین قبر میں اہل دنیا کے کلام و سلام کا سن لینا کیونکر عمرو ثابت کرتا ہے یہ تو اسکی وہی غلط فہمی ہے جو ابتداء سے کرتا چلا آیا ہے۔

عمرو پھر سن لے ...... اہل قبور اس جانب سے یعنی آخرت اور عالم غیب اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہایت ہوشیار عذاب یا ثواب قبر کو خوب محسوس کرنے والے ہیں مگر بوجہ عالم غیب کی بے حد مشغولیت کے اس طرف سے بالکل بے خبر ہے اہل دنیا کا سلام کرنا کلام کرنا ان کو شناخت کرنا بالکل ثابت نہیں ہو سکتا یہی مذہب حضرت امام اعظمؒ اور جمہور فقہائے حنفیہؒ اور ہزار با اہل اللہ کا ہے انشاء اللہ اس کی اور زیادہ تفصیل آئندہ آئے گی۔

قوله:۔ **اشعة اللمعات** میں **بالجملة کتاب و سنت مملو** الخ۔

اقول:۔ یہ قول یہاں مکرر ہے اس کا جواب اوپر گزر چکا ہے۔

قولہ:۔ ابن ابی الدنیا راوی ہیں کہ سلیم بن عمیر کو پیشاب کی سخت حاجت ہوئی کسی نے کہا کہ کر لیجئے.....فرمایا **سبحان اللہ واللہ انی لا ستحی من الاموات کما استحی من الاحیاء**

اقول:۔ عمرو نے کونسی کتاب میں ابن ابی الدنیا کی یہ روائیت دیکھی اب تو غلط بیانی سے باز آؤ .....اسی رسالہ کا نام بتاؤ کہ جس میں جناب نے یہ روائیت دیکھی ہے عمرو کی لیاقت یا کم لیاقتی یہاں تک ہے کہ جن شخصوں کے قول سے دلیل لاتا ہے ان کا نام بھی صحیح نہیں جانتا.....مدعی اپنے دعوے کے ثبوت میں جو دستاویز پیش کرتا ہے اس دستاویز کا نام بھی صحیح نہیں بتا سکتا.....جو گواہ دعوے کے ثبوت میں لاتا ہے ان کا نام بھی درست نہیں بیان کر سکتا۔

اب ناظرین غور کریں کہ عمرو مدعی کا دعوی کس حد تک صحیح ہو سکتا ہے.....عمرو نے جو سلیم بن عمیر نام لکھا ہے یہ نام صحیح نہیں عمرو پہلے نام صحیح کرے.....اللہ اکبر.....نام کی صحت بھی ندارد ہے پھر روائیت کا مضمون کیا خاک صحیح ہوگا۔

قولہ :۔ امام شافعیؒ نے مزار پر انوار اعظمؒ پر قنوت صبح میں اور بسم اللہ جہر سے نہ پڑھی رفع یدین بھی نہ کی..... الخ.....**او بنا مع ھذا الامام اکثر من ان تظھر خلافہ بحضرتہ**...... اور سیاب میں ہے..... **استحی ان اخالف مذھب الامام فی حضورہ مقام** ...... انصاف ہے کہ اگر حجاب قبر مانع تھا تو سامنا کہاں ہے کیوں اگر سماعت نہیں تو جہر و سر یکساں تھا اگر علم رفع یدین نہ تھا تو پھر ادب کیسا۔

اقول:۔ خدا کے فضل سے یہ تو سب کو ثابت ہو چکا ہے کہ عمرو پکا حنفی نہیں ہے کبھی شافعی کبھی حنبلی ہے جدھر مطلب کی روائیت دیکھی جا پہنچا..... حیرت اور افسوس اور رنج ہے کہ عمرو کو اپنا تجویز کیا ہوا سوال زید کہتا ہے کہ میں چونکہ حنفی ہوں سماع موتی کا قائل نہیں ہوں اس واسطے کہ ہمارے امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے.....پس امام شافعی رحمتہ اللہ کی جھوٹی سچی روائیت کا نقل کرنا زید حنفی پر کیا اثر ڈالتا ہے جب کہ زید پکا حنفی ہے تو اسے امام شافعی کے فعل قول عمل سے بحث کیا ہے امام شافعی

کچھ ہی کریں کچھ فرمائیں۔

ہاں اگر زید بھی.....عمرو کی طرح غیر مقلد ہوتا تو تب وہ چاروں طرف کے چکر لگاتا رطب یابس اقوال جمع کرتا پھرتا پس امام شافعی کی تقلید ان کے فعل سے حجت پکڑنا عمرو کو مبارک رہے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں تقلید اور پیروی اور اتباع حضرت امام الائمہ جناب امام اعظمؒ کی کافی وافی ہے۔

ہاں بات جب تھی کہ عمرو کہیں سے ایسی روائیت جناب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت لاتا کہ حضور امام اعظم کہیں مزار کے پاس جا کر اپنی نماز کچھ کم کرتے یا کچھ اور اس قبر والے کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تب عمرو کی بات درست ہوتی ورنہ اب سوائے مصیبت کے عمرو کو کچھ حاصل نہ ہوا۔

پس امام شافعی کی اس روائیت کا غلط ہونا سن لیجئے امام شافعی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا صرف فجر کی نماز میں چند مسئلوں میں خلاف کیا ہے۔

☆ رفع یدین کرنا ☆ آمین بالجہر کہنا

☆ اور سینہ پر ہاتھ باندھنا ☆ فاتحہ خلف الامام پڑھنا

☆ پچھلے قاعدہ میں تورک کرنا ☆ اور اسفار کو غیر مستحب فرمایا

☆ فجر کی نماز اندھیروں میں پڑھنا مستحب فرمایا

☆ کچھ حصہ رمضان کا فجر کی نماز میں ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا

☆ پہلی رکعت میں جلسہ استراحت کرنا یعنی عورتوں کی طرح بیٹھنا

اب سوال یہ ہے کہ امام شافعیؒ نے ان ساری باتوں میں نماز کے اندر امام اعظمؒ کی رعائیت کی تھی یا نہیں بعض میں کرنا بعض میں نہ کرنا منہ چڑانا ہے اور اگر کل امور میں امام شافعیؒ نے امام اعظمؒ کی رعایت کی اور وہ اسکو جائز جانتے تھے تو بالضرور اگر امام اعظم کے مزار کے قریب امام شافعی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو یقیناً فاتحہ کا پڑھنا بھی اڑا دیتے۔

بس تو خاصی شافعی صاحب نے نماز امام اعظمؒ کیلئے پڑھی خدا کیلئے نہ پڑھی تھی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر حشر میں امام شافعیؒ اور امام اعظمؒ کا سامنا ہو گیا تو امام شافعی سارے اپنے مذہب کے جو جو مسئلے امام اعظم کے خلاف تھے انکاری ہو جائیں گے۔

واہ سبحان اللہ...... کیا جھوٹی اور غلط روائیت عمرو لایا پھر وہ بھی مطلب سے الگ مبحث سے خارج ...... ہاں اگر کچھ علم رکھتے ہو اور اپنے دعوے میں سچے ہو تو امام اعظم رحمتہ اللہ سے ایسی روائیت لاؤ ورنہ ایسی ردی روایتیں اپنے ہی گھر میں امانت رکھو قیامت میں آپ کے کام آئیں گی۔

قوله:۔ ملا علی قادری سلک متقسط شرح منسلک متوسط میں ...... ابن عابدین شرح تنویر میں فرماتے ہیں...... **من آداب الزیارۃ ما قالوا من انه یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسه لا نه اتعب للبصر بخلاف الاول لانه یکون مقابل بصره**

اقول:۔ عمرو بھی موقعہ بے موقعہ روائیت نقل کر کے عالم کہلانا چاہتا ہے اور یہ عمرو کو خبر نہیں ہوتی کہ یہ روائیت میرے مدعا کے خلاف ہے۔

حضرات ...... جب عمرو اپنے رسالہ فتویٰ ثبوت در سماعت اموات کے صفحہ اول میں اقرار کرتا ہے کہ روح سنتی ہے جسد نہیں سنتا...... پس جس وقت سننے والی روح ہے اور جسد تو خاک میں جا کر خاک ہو گیا یا جانور کھا گئے یا جل گیا۔

الغرض...... کسی صورت سے جسد فنا ہو گیا مگر بقول عمرو سننے والی روح موجود ہے تب ذرا مہربانی فرما کر عمرو یہ کہہ دے روح کیلئے جبکہ وہ جسد خاکی کی قید سے آزاد ہو چکی اور جسد بھی فنا ہو چکا کوئی سرہانا یا پائنتی یا منہ اور پشت ہے کہ جب زیارت کرنے والا میت کے سر کی جانب سے زیارت کو جائے گا تب روح کو منہ موڑنے اور ادھر کو رخ پھیرنے میں تعب اور تکلیف ہوگی کیا روح مجردہ کیلئے سرہانے کی طرف منہ موڑنا روح کو تکلیف دے گا۔

ذرا ہوش سے بات کیجئے...... یہ روائیت آپکے اصول پر پہاڑ مخالفت کا گراتی ہے یا تو جناب جسد کی سماعت کے قائل ہو جائیں البتہ جسد کو منہ موڑنا پیچھے آگے دیکھنا وقت میں ڈالتا ہے

روح مجرد کیلئے کیا وقت ہو سکتی ہے زیارت کرنے والا اگر سرہانے میت کے جا کھڑا ہو تو روح کیلئے تکلیف کا باعث ہونا جبکہ روح کو مجرد تسلیم کیا گیا خلاف معقول ہے یا جسد کی سماعت کا اقرار کیا جائے۔ کیونکہ تھکنا منہ موڑنے میں تکلیف ہونا وغیرہ جسد کے خواص ہیں نہ روح کے...... یا اس روائیت کو بے محل اور مخالف اپنے اصول کہہ کر یہ اقرار کیا جائے کہ بیچارے عمرو کو نقل روائیت میں فہم اور درائیت مطلق نہیں ہے وہ فہم سے خالی ہے...... پھر یہ آداب زیارت قرآن مجید سے ثابت نہیں حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں جناب امام اعظم یا حضور کے وزیر امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ سے منقول نہیں۔

پھر نا معلوم اشخاص کا مقولہ نقل کرنا پھر وہ بھی عقیدے کے مسئلہ کے ثابت کرنے کیلئے اور جو نہ مانے وہ مرتد یا معتزلی قرار دیا جائے یہ عمرو ہی کا حوصلہ ہے دوسرا شخص تو کبھی بھی ایسا لغو فعل نہیں کر سکتا۔

پھر انہی حضرات یعنی علامہ ابن عابدین اور ملا علی قاری رحمہم اللہ سے سماع موتی کے متعلق صاف صاف انکار موجود ہے جو عمرو کے بالکل مخالف اور زید کے موافق ہے اب دور دور مارے مارے پھرنے سے کیا ہوتا ہے عمرو وہ تصریحات کیوں نہ دیکھے جو خاص مسئلہ نزاعیہ میں ان دونوں حضرات سے موجود ہیں۔

☆ شامی ج ۳ مطبع مصری صفحہ ۲۰۱ باب الیمین فی الضرب ...... واما الکلام فلان المقصود منه الافہام والموت ینافیه ...... الخ۔

خلاصہ:۔ مقصود کلام کرنے سے سمجھانا ہوتا ہے اور موت سمجھانے کے منافی ہوتی ہے لمبی چوڑی تحریر میت کے نہ سننے میں ارقام فرمائی ہے جسکا دل چاہے دیکھے اسی طرح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ عدم سماعت اموات کی تصریح فرماتے ہیں۔

☆ شرح فقہ اکبر مطبوعہ محمدی پریس لاہور صفحہ ۱۵۹ بحث ایصال ثواب لان المیت لا یسمع بنفسه ...... تحقیق میت بالذات کچھ نہیں سنتا۔

پس جبکہ یہ دونوں حضرات سماعت کا صریح انکار کرتے ہیں تب یہ آداب الزیارت کی روائیت کے لانے اوران اشارات کے پیش کرنے سے کیا کام چلے گا جبکہ مسئلہ اختلافی میں یہ دونوں حضرات عمرو کے مخالف صریح طور سے سماعت کا انکار کرتے ہیں۔

پس نص صریح کے مقابلہ میں ایک وہمی یا فرضی باتوں کا پیش کرنا سراسر غفلت ہے علم اصول سے پھر وہ بھی عمرو کے اصول کے مخالف کیونکہ عمرو روح کی سماعت کا مقر جسد کی سماعت کا منکر ہے ......اور سرہانے کھڑے ہوکر زیارت کرنا میت کیلئے باعث تکلیف ہونا یہ خواص جسم کا ہے نہ روح مجرد کا بیچارے عمرو کو خدا فہم دے گا تب کام چلے گا ورنہ اسی طرح اندھیرے میں سر ٹکراتا ہوا پھرے گا۔

قولہ:۔ اور شیخ الاسلام نے فرمایا فی جامع البرکات ...... تحقیق ثابت شدہ است بآیات واحادیث کہ روح باقی است واورعلم وشعور بزائراں واحوال ایشاں ثابت است وامریست مقرر دردین......

اقول:۔ یہ محض ایک دعوی ہے جس کا ثبوت آج تک کسی مدعی سے نہ دیا گیا عمرو نے بیڑا اٹھایا تھا مگر وہ بیچارہ دلائل کے نام کچھ بھی نہ لا سکا پس روح کا زندہ ہونا باقی رہنا اس بات کا مستلزم نہیں ہے کہ وہ اہل دنیا کی باتیں بھی سنا کرے ...... بلکہ روح بعد وفات اور فراق جسد کے ہر ایک طرح سے حق تعالی کی جناب متوجہ اور مشغول ہوکر اس طرف سے غافل ہوتی ہے جیسا کہ ثابت کیا گیا اور آئندہ بھی ثبوت دیا جائے گا۔

اور خود شاہ عبدالعزیز صاحب بھی اس طرف سے کم توجہی اور ادھر بے حد متوجہ ہونا تسلیم کرتے ہیں اور دین میں یعنی قرآن مجید کی چند آیتوں سے اہل قبور کا نہ سننا ثابت ہو چکا ہے ......پس قرآن کے خلاف دین اور کیا چیز ہوسکتی ہے خود حضرت امام اعظم اور جمہور فقہائے حنفیہ اہل قبور کی سماعت کی انکاری ہیں ان حضرات سے الگ دین کس چیز کا نام ہوسکتا ہے۔

اور روح کا باقی رہنا اہل دنیا کے کلام کو سننے کا مستلزم کس قاعدہ سے ہے روح کا قبر میں

ہروقت موجود رہنا کس دلیل سے ثابت ہوا جب تک دلیل کے اجزاء ثابت نہ ہوں اس وقت تک دعوے کے ثبوت کا کیا ذکر ہے۔

قولہ:۔ اور غور کرو۔

اقول:۔ خوب غور کیا اور مکرر غور کیا تب یہی معلوم ہوا کہ عمرو مؤلف نے حلف اٹھایا ہے کہ اس دس ورقہ رسالہ میں بہت کچھ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے فقہی مسائل کو برباد کرے گا اب ضرور عمرو اپنے حلف کو پورا کررہا ہے۔

عمرو یہاں ایک اور مسئلہ مسلمہ حنفیہ کو رد کرتا ہے حنفی لوگ غور سے سنیں اور دیکھیں کہ عمرو شافعی بلکہ غیر مقلدوں کے مرشد لوگوں کے قول لاتا ہے اور حضرت امام اعظمؒ کی فقہ کے مسائل کی تردید کرتا ہے۔ پھر عمرو کی حنفیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

قولہ:۔ اور تیسیر میں زیر حدیث من زار قبر ابویہ نقل فرمایا۔

اقول:۔ لیجئے یہ نسخہ تیسیر کا موجود ہے ...... یہ کتاب عمرو کی خیانت اور چوری کو خوب کھول کر بتا رہی ہے کہ عمرو نے یہاں ایک اور خیانت کی اور وہ یہ ہے کہ اس روائیت کو جو عمرو نے تیسیر سے نقل کی ہے یہ صاحب تیسیر نے ابن القیم کا قول جو غیر مقلدین کے پیر اور مرشد ہیں نقل کیا ہے ...... مگر عمرو نے خیانت سے ابن القیم کا نام چھپالیا اور یہ قول منادی شافعی کے ذمہ تھوپا ......

لیجئے ہم آپ کے سامنے تیسیر کی عبارت نقل کرتے ہیں آپ کتاب سے ملا لیجئے اور عمرو کی خیانت اور بد یانتی پر اسے شاباش دیجئے۔

☆ تیسیر مصری ج ۲ ص ۴۲۰ حدیث من زار قبر ابویہ سطر ۲۳ سے شروع من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعۃ مرۃ غفر اللہ ذنوبہ ای الصغار و کتب برا بوالدیہ وان کان عاقالھما فی حیاتھما قال ابن القیم ھذا نص فی ان المیت یشعر بمن یزورہ والا لما صح تسمیۃ زائر او اذالم یعلم المزور من زارہ لم یصح ان یقال زارہ ھذا ھوا المعقول عند جمیع الامم و کذا السلام قال السلام

علی من لم یشغر محال الحکیم ......ترمذی عن ابی هریرة واسناد ضعیف۔

☆ اے حضرات ...... یہ عبارت تیسیر کی ہے یہ کیا اندھیر ہے اور کیا غضب ہے کہ عمرو نے ابن القیم اس قول کے قائل کا نام اپنی اندرونی خیانت سے اڑا دیا اور ابن قیم کا نام چھپالیا تا کہ لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ قول غیر مقلد کا ہے۔

☆ دوسرا غضب اور عمرو کی دوسری خیانت یہ ہے کہ ابن القیم اور عمرو بیچارے جس حدیث پر یعنی من زار قبر ابویه او احدهما ......الخ ...... پرکودرہے ہیں اس روائیت کی نسبت اس تیسیر میں اسی عبارت نقل کردہ عمرو کے اخیر میں واسناد ضعیف بھی لکھا ہوا موجود ہے ...... جیسا کہ ہم نے ابھی عبارت تیسیر نقل کر کے ثابت کیا اور عمرو اپنی خیانت اور بد دیانتی سے واسنادہ ضعیف کی عبارت کو چھوڑ دے اور کچی اور منکر روائیت کو صحیح بنا کر دکھائے تو اسے خدا سمجھائے غضب ہے غضب ہے کوئی عمرو سے پوچھنے والا نہیں ہے۔

☆ تیسری بات یہ ہے کہ عمرو حنفیت کا مدعی ہو کر ایسا کرے کہ غیر مقلدین کے اقوال جمع کر کے مذہب حنفی کا مقابلہ کرے اور مردوں کا نہ سننا جو عین مذہب حنفی ہے اور یہی قول حضرت امام اعظم کا بھی ہے اور مذہب جمہور فقہاء حنفیہ کا بھی ہے ......عمرو نادان ابن قیم کے قول سے امام اعظم کے قول اور جمہور فقہاء کے مذہب کو جڑ سے اکھاڑے ...... لا حول و لا قوة الا بالله

☆ اور پھر اسکے ضمن میں ابن قیم والی روائیت سے ایک اور مسئلہ حنفیہ مذہب کا رد ہوا جاتا ہے اور وہ یہ ہے تمام کتب فقہ حنفی میں یہ مسئلہ مصرح اور صاف صریح موجود ہے کہ جب کوئی مسلمان قبر پر زیارت کرنے جاتا ہے تب زیارت کرنے والا صاحب قبر کی زیارت نہیں کرتا بلکہ صرف قبر کی زیارت کرتا ہے۔

☆ ہدایہ فقہ حنفی یہ کتاب آج ہندوستان بلخ بخارا کابل وغیرہ وغیرہ میں اول درجہ کی معتبر کتاب مانی گئی ہے ......باب الیمین فی القتل والضرب میں لکھا ہے ...... والمراد من الدخول علیه زیارته وبعد الموت یزار قبره لاهو ......

خلاصہ:۔ وفات کے بعد قبر کی زیارت ہوتی ہے صاحب قبر کی زیارت نہیں ہوتی۔

☆ علامہ ابن الہمام اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں ...... **والزيارة للميت ليست حقيقة بل انما المزور قبره ولهذا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها ولم يقل عن زيارة الموتى ......**

خلاصہ:۔ میت کی زیارت درحقیقت نہیں ہوتی بلکہ قبر کی زیارت ہوتی ہے اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکا کلام پاک ہر طرح سے قابل حجت ہے یہ فرمایا کہ تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ موتی کی زیارت سے منع کیا تھا ......اور اسی طرح شامی حاشیہ درمختار اور بحر الرائق شرح کنز الدقائق وغیرہ وغیرہ اکثر کتب فقہ حنفیہ میں صاف صاف لکھا ہوا ہے۔

پس عمرو بیچارے کو کتب فقہ کے مطالعہ کرنے کی خدائے عز وجل نے توفیق عطا نہیں فرمائی اس وجہ سے وہ بیچارا اکثر جگہ مذہب حنفیہ کی مخالفت کرتا ہے اور حنفی شافعی لوگوں کے اقوال سے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ کا خوب کامل طور سے قلع قمع کرتا رہتا ہے اللہ پاک فہم عطا کرے ......اور عمرو کی غفلت کو دور کردے تاکہ وہ ضعیف ناقابل تمسک روایتوں سے اور نیز ابن قیم وغیرہ غیر مقلدوں کے کلام سے حنفی مذہب کا رد کرنا چھوڑ دے حنفیت کے جامہ میں یہ پکی غیر مقلدی کا شائع کرنا ......معاذ اللہ معاذ اللہ۔

قولہ:۔ شرح الصدور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں...... **الاحاديث والا ثار تدل على ان الزائر متى جاء علم به المزور وسمع كلامه** ...... الخ۔

اقول:۔ یہ روائیت حاشیہ مراقی الفلاح میں نہیں ہے ہاں شرح الصدور میں اس روائیت کو نقل کیا ہے مگر یہ وہی ابن القیم غیر مقلدین کے امام کا قول ہے۔

☆ لیجئے ملاحظہ کیجئے شرح الصدور مصری ص ۸۹ سطر ۴...... **قال ابن القيم الاحاديث والاثار......تدل على ان الزائر متى جاء علم به المزور وسمع كلامه** ...... الخ۔

اب مسلمان...... ذرا عمرو مؤلف رسالہ درثبوت سماعت اموات کی دین داری اور تقوی شعاری کو ملاحظہ کریں کہ اس سے قبل غیر مقلدین کے امام یعنی ابن القیم کا قول مؤلف تیسیر شرح جامع صغیر شافعی کے ذمہ تھوپا تھا......

حالانکہ صاحب تیسیر نے صاف ابن القیم کا نام لکھ کر اس قول کو نقل کیا ہے...... عمرو نے وہاں سے ابن القیم کا نام موقوف کر کے صاحب تیسیر شافعی کے ذمہ اس قول کو لگایا پہلی خیانت یا امانت داری یہ تھی۔

دوسری خیانت یا امانت داری یہ ہوئی کہ شرح صدور سے اسی قول کو مکرر نقل کر کے اپنے دعوی کی دوسری دلیل بتائی پھر یہاں سے بھی ابن القیم کا نام موقوف کر کے وہی قول جلال الدین سیوطیؒ کے ذمہ لگایا۔

حالانکہ علامہ جلال الدین نے صاف لکھ دیا کہ یہ قول ابن قیم کا ہے مگر عمرو نے دیانت داری نہ برتی قال ابن القیم کا لفظ موقوف کیا اور صاحب شرح الصدور کا قول بنا دیا...... واہ حضرت واہ کیا کہنا ہے......

ابھی دیکھئے...... اس ابن قیم کے قول کو آپ کتنے لباس بدل بدل کر حاضرین کے سامنے پیش کریں گے عمرو کے پاس چند غیر مقلدین حضرات کے قول کے سوا اور کچھ بھی موجود نہیں ہے اور اطمینان رہے کہ آئندہ بھی کچھ نصیب نہ ہوگا۔

عمرو سے کہو کہ زید حنفی ہے اور آپ بھی حنفیت کا دعوی کرتے ہیں، ابن القیم کے قول سے حنفیوں کو کیا مطلب ہے یہ کیوں غلط بیانی دھوکہ دہی شروع کر دی ہے صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہمارے پاس فقہاء حنفیہ کے اقوال موجود نہیں ہیں...... ناچار غیر مقلدین حضرات کے قول جمع کر کے رسالہ کو پورا کیا جاتا ہے شرماؤ نہیں صاف کہہ دو حق سے کیا ڈر ہے۔

قولہ:۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں۔

اقول:۔ عمرو سے کوئی کہہ دے زرقانی شافعی المذاہب شخص تھا زید حنفی ہے زید کو زرقانی شافعی

کے قول کا تسلیم کرنا لازم نہیں ہے......پس زید فقہ حنفیہ کی کتابوں کے خلاف زرقانی کا قول مان کر کیوں غیر مقلدی اختیار کرے یہ غیر مقلدی عمرو ہی کو مبارک رہے۔

ہاں عمرو کو اگر کچھ علم ہے تو فقہ حنفی کی روایتیں پیش کرے ورنہ بیکار کاغذ سیاہ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا کچھ نہیں آپ خواہ سینکڑوں قول شافعیہ مالکیہ حنبلیہ اور غیر مقلدین کے پیش کریں ......زید کسی ایک کو بھی تسلیم نہ کرے گا اگر سچے ہو تو دعوے کے مطابق فقہ حنفیہ سے سماعت اموات ثابت کرو ورنہ غلط بیانی چھوڑ دو۔

قولہ:۔ امام شافعی اور امام سیوطی امام محب الدین طبری سے نقل ہے کہ میں امام اسماعیل خضری کے ساتھ مقبرہ زبیدہ میں تھا......الخ۔

اقول:۔ امام شافعی بھی شافعی المذہب، امام سیوطی بھی شافعی، امام محب الدین بھی غیر حنفی، امام اسماعیل بھی حنفی نہیں ہیں پس یہ کیا غضب ہے کہ سوال حنفی مذہب سے کیا جائے، سائل حنفی ہو، مجیب حنفی ہو مگر جواب میں شافعی لوگوں کے قول نقل ہوں یہ کیا نادانی اور لاعلمی ہے کہ عمرو بیچارے کے پاس علمائے حنفیہ کے اقوال برائے نام بھی نہ تھے جو پیش کرتا مگر معتقدوں کو بھی راضی کرنا ضروری تھا اس لئے کچھ لکھ کر علمیت جتادی ہے۔

افسوس......ایسی ناواقفیت پر کیا وجہ ہے کہ عمرو فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے اقوال پیش نہیں کرتا...... کیا عمرو نے سوال میں جو حنفی مذہب کی قید لگائی تھی وہ محض جھوٹی تھی اگر سچی تھی تب سوال کے مطابق جواب حنفی مذہب سے کیوں نہیں دیا شافعی لوگوں کے اقوال سے کیوں کاغذ سیاہ کیا۔

قولہ:۔ علامہ نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں...... کرامات الاولیاء باقیۃ بعد موتہم ایضاً ومن زعم خلاف ذلک فہو جاہل متعصب......الخ۔

☆ اور مولانا جمال الدین بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں...... قال العلامۃ الغنیمی وھو خاتم محققی الحنفیۃ وبحریہ لاولیاء من الکرامات احیاء وامواتا الی یوم القیامۃ......

☆ شیخ الاسلام شہاب رملی سے منقول اسی فتاوے میں......**معجزات الانبیاء و کرامات الاولیاء لا تقطع بموتھم۔**

اقول:۔ حضرات علماء اس طرف توجہ فرمائیں......اب مسائل دینیہ شرعیہ علاوہ قرآن وحدیث اجماع اور قیاس مجتہدین کے معجزات اور کرامات سے بھی ثابت ہونے لگے ہیں یہ چوبیس (۲۴) علوم کے عالم کا روشن خیال ملاحظہ ہو......

عمرو کے دلائل شرعیہ تو ختم ہوئے اب وہ بیچارہ کچھ اوراق کی مقدار رسالہ کی ضخامت بڑھانا چاہ رہا ہے......زید حنفی پر یہ اقوال حجت نہیں ہو سکتے کیونکہ معجزات اور کرامات مبحث سے الگ ہیں......

زید کہتا ہے کہ میں حنفی ہوں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سماعت اموات ثابت نہیں......پس عمرو نے جواب دیا کہ کرامات معجزات بعد وفات بھی ہوتے ہیں واہ واہ شاباش کیا عمدہ جواب ہے......زید کرامات و معجزات کا منکر نہیں ہے مگر یہ ضرور کہے گا کہ بیچارے عمرو کو تحریر کا ملکہ نہیں ہے اور بالخصوص مناظرہ سے بالکل کورا ہے......نہ تقریری مناظرہ کا سلیقہ ہے اور نہ تحریری مناظرہ کا وقوف ہے۔

پس یہ روایات قابل حجت نہیں ہیں عمرو ان کو اپنے پاس جمع رکھے اور ایک رسالہ جو زید اور عمرو کا متفقہ ہو یعنی ثبوت کرامات اولیاء اللہ رحمہم اللہ اس میں یہ روایتیں جمع کرے تب ''**وضع الشی فی محلہ**'' صادق آئے گا یہاں تو یہ روایتیں بے محل ہیں۔

قولہ:۔ امام نووی منہاج میں قاضی عیاض کا قول در بارہ سماع موتی نقل کر کے فرماتے ہیں۔

اقول:۔ امام نوویؒ سخت متعصب شافعی اور قاضی عیاضؒ بھی غیر حنفی ہیں پھر حنفی شخص کے الزام دینے یا ساکت کرنے کیلئے ان حضرات کے قول ایک ذرہ برابر بھی مفید نہ ہوں گے اگر کچھ دم خم ہے تو حنفیہ علماء اور فقہاء کی روایتیں نقل کیجئے ورنہ تطویل لاطائل بیکار ہے۔

قولہ:۔ علامہ مناوی اسکی دلیل میں فرماتے ہیں۔**فان السلام علی من لا یشعر محال۔**

اقول:۔ یہ چوتھی خیانت عمرو کی اور ملاحظہ کر لیجئے کہ اسی ابن القیم کے قول کا ایک ٹکڑا علامہ مناوی

شافعی المذہب کے ذمہ لگا کر نقل کر دیا۔

دیکھو تیسری مصری صفحہ ۴۲۰ ج ۲...... وکذا السلام فان السلام علی من لم یشعر محال یہ سب عبارت قال ابن قیم کے تحت میں ہے اور یہ وہی ابن قیم ہیں جنہوں نے اپنی کتاب اعلام الموقعین میں اصول حنفیہ پر کیسے کیسے سخت حملے کئے ہیں۔

مگر عمرو نے ایسے ہی ایسے مخالفین مذہب حنفیہ سے مدد لیکر یہ رسالہ درثبوت سماع موتی تحریر کیا ہے۔

سچ ہے حبک الشی یعمی ......الخ صاحب الغرض مجنون ہوتا ہے......اس وقت مشہور مثالیں یاد آتی ہے پس یہ قول ابن القیم کا یا علامہ منادی شافعی کا ہے جو کسی طرح زید حنفی پر حجت نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ حنفی ہے شافعی وغیرہ نہیں ہے۔

قوله:۔ شیخ مدارج میں سلام اموات کو حدیث سے نقل کر کے فرماتے ہیں......خطاب با کے کہ نشنو دونفہمد معقول نیست ونزدیک است کہ شمار کردہ شود از قبیلہ عبث۔الخ۔

اقول:۔ سماعت اموات کے ثابت کرنے والوں کی یہ بڑی بھاری دلیل ہے اور اس دلیل پر فریق ثانی کو بڑا ناز ہے حتی کہ عوام کو بھی یہ جواب سکھایا گیا ہے اور ہر ایک شخص کی زبان پر ہے کہ اگر مردے سنتے نہیں تو سلام علیک قبرستان میں جا کر کیوں کرتے ہیں۔

اے حضرات...... یہ ایک سطحی دلیل ہے قواعد علمیہ سے اس کی کوئی حقیقت ثابت نہیں ہوتی اور قرآن مجید سے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لغت سے عرف سے ہر ایک سے اس دلیل کی تردید ثابت ہو چکی ہے۔

☆ شیخ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ خطاب کرنا ایسی چیز سے جو سنے سمجھے نہیں نامعقول بات ہے اور فعل عبث ہے پس اس کلام کی تردید خاص رب العالمین کا کلام کرتا ہے......حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے نمرود کے بتوں سے کلام فرمایا......فقال الاتاکلون مالکم لا تنطقون...... اے بتوں تم کھاتے کیوں نہیں بولتے کیوں نہیں۔

☆ حالانکہ وہاں کوئی شخص سوائے حضرت خلیل اللہ اور بتوں کے نہ تھا پس یہ پتھروں سے

کلام کرنا نامعقول اور عبث تھا یا کیا تھا عمرو کہہ دے کہ عبث تھا لغو تھا نامعقول تھا۔

☆ حدیث شریف میں ہے کہ جناب امیر المومنین امام المسلمین صاحب فصل الخطاب عمر بن الخطابؓ نے حجر اسود پتھر سے خطاب کیا کلام فرمایا...... انک حجر لا تنفع ولا تضر ولولا انی رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم قبلک ما قلتک۔

خلاصہ:۔ اے حجر اسود تو پتھر ہے کسی کو نفع نقصان کچھ بھی نہیں پہنچا سکتا...... پس اگر میں جناب رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے نہ دیکھتا ہرگز میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

اے حضرات...... یہ جناب امیر المومنین پتھر سے کلام فرما رہے ہیں کیا یہ ہم کلامی غلط ہے یا لغو یا عبث یا نامعقول ہے کیا ہے عمرو کچھ تو کہے کہ یہ کیا ہے۔

☆ مسلم شریف میں حدیث موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جنگ موتہ میں اپنے ہاتھ کی انگلی کٹی ہوئی کو خطاب فرمایا تھا...... هل انت الا اصبع ومیت ...... وفی سبیل الله مالقیت ...... اے میری انگلی تو کٹ گئی خون آلودہ ہوگئی مبارک تجھے ہو یہ خون آلودہ ہونا جو کہ راہ خدا میں تجھے میسر ہوا ہے۔

☆ اب کہیۓ یہ انگلی سے خطاب کرنا جو نہ سنے نہ سمجھے لغو ہے نامعقول ہے عبث ہے محال ہے کیا ہے کچھ تو کہو کیا ہے کیوں ہے۔

☆ ایک عاشق رسول فرماتے ہیں......

ان نلت یاریح الصبا یوما الی ارض الحرم

بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم

ترجمہ:۔ اے ہوا اگر تیرا گزر مدینہ منورہ تک ہو جاۓ تو ضرور میرا اسلام نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دینا۔

اب عاشق رسول اللہ ﷺ کا خطاب ہوا سے ہے جو ہوا نہ سنتی ہے نہ سمجھتی ہے...... پھر یہ کلام محال ہے لغو ہے عبث ہے کیا اس طرح ہزار ہا اشعار میں محاوروں میں ایسے خطاب موجود ہیں۔

☆ ماں آج کے پیدا ہوئے بچہ کو پیار میں کہتی ہے اللہ تجھے صاحب نصیب کرے ایسا کرے اور ایسا کرے کیا آج کا پیدا ہوا بچہ اپنی ماں کا کلام سنتا ہے یا سمجھتا ہے کچھ بھی نہیں پر یہ کلام محال ہے یا لغو ہے عبث ہے کیا ہے ذرا تو بتایا جائے۔

☆ یا کوئی شخص کسی اپنے مسافر دور افتادہ کو خطاب کر کے کہے اللہ تجھے خیریت سے لائے زندہ رکھے تیری خطائیں خداوند کریم معاف کرے پس یہ کلام نہ وہ مسافر سنتا ہے اور نہ سمجھتا ہے مگر دنیا میں لاکھوں جگہ ہر زمانہ میں ایسا موجود ہے کیا یہ عبث ہے لغو ہے کیا ہے ذرا ہوش سے بات کرو۔

☆ اسی طرح ایک شخص اپنے فرزند عزیز یا قریب کو جو عین نزع کی حالت میں بے ہوش ہے اور اس کی جان نکل رہی ہو اور وہ اسے یہ کہے کہ اللہ تیری مشکل آسان کر دے اور تجھے بخش دے ہمیں اور تمہیں ایک جگہ جنت میں جمع کر دے تو یہ مرنے والا قطعاً کچھ نہیں سن سکتا ہے مگر کیا یہ خطاب اور دعائیں محال اور لغو اور عبث ہوں گی ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

☆ پس اسی طرح قبرستان میں جا کر سلام کرنا دراصل دعائے مغفرت ہے کیونکہ وہ سلام سلام نہیں ہے بلکہ یہ سلام صرف دعا ہے بلکہ یہ سلام درحقیقت سلام ہی نہیں ہے بلکہ خالص دعا ہے پس دعا کیلئے مدعولہ کا سننا شرط نہیں ہے پس السلام علیکم دار قوم مومنین میں کوئی مردوں کو سنانا مقصود ہے نہ ان کا سننا مطلوب ہے یہ تو اللہ پاک سے ان کیلئے رحمت اور امان کا طلب کرنا ہے پس اللہ اس سلام کو سنتا ہے اور اسکا سننا کافی ہے وہ اس سلام کیوجہ سے مردوں کے گناہ معاف کریگا ان پر رحمت نازل فرمائے گا۔

☆ اب ہم اس دعوی پر کہ مردہ سلام کا اور اس سلام کے خطاب کا اہل نہیں ہے فقہ حنفیہ کی معتبرات سے عبارتیں نقل کرتے ہیں چونکہ تم و کتب فقہ کے مطالعہ سے محروم ہے اس لئے وہ بے خبر ہے ہمیں اس کا آگاہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

فقہائے حنفیہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جنازہ کی نماز میں جب امام نماز جنازہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرے اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہے تو اس وقت داہنی طرف کے

سلام میں ان لوگوں کی نیت کرے جو امام کی داہنی طرف ہیں اور بائیں طرف کے سلام میں ان مقتدیوں کی نیت کرے جو بائیں طرف ہیں، پس سوال پیدا ہوا کہ امام یا مقتدی اس سلام میں جنازے کی اور مردہ کی بھی نیت کریں یا نہیں۔

اکثر فقہا نے فرمایا اور عامہ کتب فقہ حنفیہ میں صاف صاف یہی درج ہے کہ کوئی شخص میت کی نیت نہ کرے کیونکہ میت اس سلام کا اور اس خطاب کا اہل ہی نہیں ہے وہ اس خطاب کی قابلیت ہی نہیں رکھتا۔

بعض نے کہا کہ نہیں اس سلام میں میت کی نیت بھی کی جائے لیکن نہ اس وجہ سے کہ میت خطاب اور سلام کو سنتا ہے یہ وجہ نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ یہ سلام طلب امان اور دعائے نزول رحمت الٰہی ہے اور اس دعا میں شامل کرنیکا میت زیادہ مستحق ہے پس شامل کیا جائے

......اب فقہ حنفیہ کی عبارتیں معہ حوالہ کتاب سن لیجئے۔

☆ بحر الرائق شرح کنز الدقائق فقہ حنفی مصری ص ١٩٧ ج ٢۔ وفی الظهيرية ولا ينوی الامام الميت فی التسليمتی الجنازة بل ينوی من عن يمنيه فی الاول ومن عن يساره فی الثانية وهو الظاهر لان الميت لا يخاطب بالسلام عليه حتی ينوی اذليس اهلاله

خلاصہ: ۔میت سلام کا مخاطب نہ کیا جائے کیونکہ وہ اہلیت سلام علیک کرنیکی نہیں رکھتا۔

☆ علامہ طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں..... وجزم فی الظهيرية بانه لا ينوی الميت ومثله لقاضی خان وفی الجوهرة قال فی البحر هو الظاهر لان الميت لا يخاطب بالسلام لانه ليس اهلا للخطاب انتهی شامی جلد اول باب الجنائز وذكر فی الخانيه والظهيريه والجوهره انه لا ينوی الميت قال فی البحر هو الظاهر واقره فی النهر جامع الرموز جلد اول ثم يكرو يسلم عن يمينه وشماله من ثم الاالميت......

☆ جنازے کی نماز کے سلام میں سب کی نیت کرے مگر میت کی نیت نہ کرے عالمگیری میں سراج وہاج اور قاضی خان اور ظہیریہ سے نقل فرمایا...... لا ینوی المیت فی التسلمتین ...... اسی طرح درر الغرر فقہ حنفی میں لکھا ہے ...... اور اسی طرح علامہ حلبی حنفی شرح مینہ میں فرماتے ہیں...... وذکر السروجی عن المرغینانی انه لا ینوی المیت ۔

اسی طرح طحطاوی حاشیہ درمختار میں مذکور ہے ...... پس عالمگیری ...... قاضی خان ...... وشرح غرر ...... شامی ...... حاشیہ درمختار ...... جامع الرموز ...... طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ...... طحطاوی حاشیہ درمختار ...... بحرالرائق شرح کنز الدقائق ...... نہر الفائق شرح کنز الدقائق ...... فتاوی ظہیریہ ...... جوہرہ ...... سراج الوھاج شرح مینہ ...... عن السروجی ...... وغیرہ وغیرہ عامہ کتب فقہ حنفیہ میں بھی لکھا ہے جنازے کی نماز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت میت اور جنازے کی نیت اس سلام اور سلام کے خطاب میں نہ کرے۔

اور اسکی وجہ فقہائے حنفیہ نے صراحتاً یہ تحریر فرمائی ہے ...... لان المیت لیس اھلاله ...... کیونکہ میت سلام اور خطاب کا اہل نہیں ہے اور وہ قابلیت خطاب کی نہیں رکھتا اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ صلاۃ جنازہ میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت میت کی نیت کرے اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس السلام علیکم میں خطاب اور کلام میت سے مقصود نہیں ہے بلکہ یہ سلام دعا مانگنا ہے اور عذاب سے امان طلب کرنا ہے اور یہ معنی میت کیلئے زیادہ مناسب حال ہے اس واسطے کہ اسے زیادہ امان کی ضرورت ہے۔

چنانچہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح اور طحطاوی حاشیہ درمختار میں سید احمد طحطاوی ارشاد فرماتے ہیں ...... مراقی الفلاح مصری صفحہ ۳۸۴ ...... وجزم فی الظهیریه بانه لا ینوی المیت ومثله القاضی خان وفی الجوهره قال فی البحر وهو الظاهر لان المیت لا یخاطب بالسلام لانه لیس اهلا للخطاب قال بعض الفضلاء وفیه نظر لانه ورد انه صلی الله علیه وسلم کان یسلم علی اهل القبور اه علی ان المقصود

منه الدعاء لا الخطاب انتهی۔

خلاصہ: یہ ہے کہ میت کی نیت بھی سلام میں کی جائے کیونکہ آنحضرت ﷺ اہل قبور کو خطاب کے ساتھ سلام کیا کرتے تھے ہم بھی میت کو خطاب سلام زمیں کر سکتے ہیں کیونکہ میت کو سلام کیساتھ خطاب کرنے سے دراصل خطاب مقصود نہیں ہوتا' بلکہ صرف میت کیلئے دعا مقصود اور میت کیلئے طلب امان مطلوب ہونا تب خطاب کرنا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

پس میت کو سلام کا مخاطب جاننا یا میت کو قابل خطاب سمجھنا یا میت میں قابلیت سلام وکلام کی تسلیم کرنا تمامی کتب فقہ حنفیہ کا سخت انکار ہے کوئی حنفی شخص ایسا کر ہی نہیں سکتا...... ہاں کوئی غیر مقلد ایسا کرے تو کر سکتا ہے۔

پس اہل قبور کو سلام علیک کرنا جو درحقیقت ان کیلئے دعا ہے اس کی وہی مثال ہے جیسے ماں اپنے نوزائدہ بچہ کو جو کچھ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے پیار کرے دعائیں دے اللہ تجھے سلامت رکھے اللہ تیری عمر دراز کرے اللہ تجھے صاحب نصیب کرے' اللہ تجھ سے راضی ہو جائے...... حالانکہ دیکھو خطاب بھی موجود ہے سلام بھی موجود ہے مگر جسے خطاب کیا جاتا ہے وہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے۔

دوسری مثال ایک شخص حج کو گیا مگر والدین گھر والے اپنے وطن میں گھر بیٹھے کہتے ہیں' اے حاجی اللہ تجھے زندہ سلامت لائے اللہ تجھے صحیح سلامت خیریت کے ساتھ پہنچائے اور اللہ ہمیں بھی تیرے ساتھ حج نصیب کرے کیا وہ مسافر حاجی جس کو یہ خطاب کیا جاتا ہے وہ سنتا ہے ہرگز ہرگز نہیں۔ حالانکہ یہ دعائیں شرعاً عرفاً صحیح اور درست ہیں بلکہ دعا پیٹھ پیچھے کی اور زیادہ مقبول مقبول ہے خطاب صحیح سلام صحیح مگر جسکو خطاب کیا گیا وہ نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے اسی طرح سلام اھل قبول کا یقیناً دعا ہے جسکی تصریح حضرات فقہائے حنفیہ کر چکے ہیں پس سلام اھل قبور میں خطاب بھی صحیح اور سلام بھی صحیح مگر میت کا سننا ثابت نہیں ہے وہ نہیں سنتا....

جیسا کہ مسافر حاجی اپنے اہل وعیال والدین کی دعا...... یا آج کا بچہ اپنی والدہ کی دعائیں نہیں سنتا...... پھر سلام اہل قبور کو اہل قبور اموات نہیں سنتے ان کے لئے صرف دعا ہی دعا

ہے۔۔۔۔ مگر گورستان میں مسلمانوں کے کندھوں کے فرشتے وہاں ہروقت موجود رہتے ہیں وہ اس سلام کا جواب دیتے ہیں۔

☆ جیسا کہ شرح مشکوۃ فتوی مجموعۃ النوادر وغیرھا سے ثابت ہوا ہے۔۔۔۔ پس سلام قبور مسنون ہے کیونکہ یہ سلام اہل قبور کیلئے دعاء مغفرت اور اس سلام کا جواب ملائک دیتے ہیں گو مردہ نہ سنے نہ سنے پس سلام اہل قبور کی روائیت سے سماعت اموات ثابت کرنا بالضرور فقہ حنفی کا خون کرنا ہے۔

قوله :۔ امام سبکی نے شفاء السقام الخ۔

اقول :۔ کیا اچھا ہوتا کہ عمرو ایک روائیت حضرت امام اعظم رحمہ اللہ یا صاحبین یا جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ سے نقل کرتا یہ کیوں عبث شافعی لوگوں کے اقوال نقل کر رہا ہے۔۔۔۔ عمرو سے کہہ دو کہ امام سبکی شافعی المذہب ہیں اور زید حنفی ہے اس پر سبکی کا قول حجت نہیں ہوسکتا اللہ تعالی سمجھ دے۔

قوله :۔ شاہ ولی اللہؒ فیوض الحرمین میں **انما انتقلوا الی البرزخ کانت تلک الاوضاع والعادات و العلوم معھم لا تفارقھم ۔**

اقول :۔ عمرو بیچارہ صرف رسائل سے عبارت نقل کرنا اپنا کمال جانتا ہے معانی کو سمجھنا مبحث کو معلوم کرنا یہ اور کوئی کرے گا۔

اے حضرات ہمیں بھی تسلیم ہے کہ اولیاء اللہ کے روحانی کمالات بعد موت اسی طرح روح میں باقی رہتے ہیں مگر نظارہ دیدار محبوب جمال و جلال الٰہی کا مشاہدہ بیحد مشغول اور اپنی جانب مصروف کر لیتا ہے دوسری جانب کا شعور وادراک مٹ جاتا ہے جیسا کہ موسیٰ کے روحانی کمالات سب آپ میں موجود تھے مگر جب ہم کلامی اور روئیت حضور رب العزت آپ کو ہوا کرتی تھی بے ہوش اور بے خود ہو جاتے تھے اصلاً دنیا اور مافیھا کا خیال تک باقی نہ رہتا تھا۔

پس بعض اوقات بعض بزرگان دین سے روائیت سنی ہے کہ جناب ختم رسالت ﷺ ایسے محو مولا ہوتے تھے کہ آپ بی بی عائشہ صدیقہ کو شناخت نہ کر سکتے تھے اور **لی مع اللہ وقتہ**

کا سچا مصداق ہوتا تھا......پس اس وقت اور اس محویت میں کمالات محمدیؐ کہیں الگ نہ ہو جاتے تھے معاذ اللہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں مگر بالضرور وصال یار میں محو ہو کر غائب ہو جاتے تھے جیسے ستاروں کا نور سورج کے نور میں محو ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کمالات اولیاءؒ اللہ بعد وفات محو دیدار ہو جاتے ہیں اس طرف کا ادراک نہیں رہتا ہمہ تن ادھر مشغول رہتے ہیں اور اس معنی کو خود حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ بھی تسلیم فرماتے ہیں اور اپنے فتاوی میں ادراک شعور میت کے جواب میں تحریر کرتے ہیں جیسا کہ ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔

قولہ :. شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں...... چوں آدمی میرا وح را اصلاً تغیر نے شود چنانچہ حال قوی بود حالا ہم ہست وشعور وادراک کہ داشت حالا ہم دارد بلکہ صاف تر روشن تر۔

اقول:. یہ بات زید کو بھی تسلیم ہے کہ محویت جمال مولی اور مشاہدہ امور آخرت کسی ادراک کو فنا نہیں کرتے ہاں بے انتہا محویت پیدا ہو کر اسطرف سے غفلت ضرور ہو جاتی ہے یہاں ہم مکرر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فتاوی کی عبارت نقل کرتے ہیں...... فتاوی عزیز مجتبائی ص ۸۸۔

سوال:. اگر ادراک وشعور مے ماند بقدر حیات مے ماند یا زیادہ کم مے شود۔

جواب : ادراک وشعور اہل قبور بعد موت در بعض امور زیادہ میشود ودر بعض کم آنچہ تعلق بامور غیب دارد ادراک آنہا زیادہ است وآنچہ تعلق در امور دنیویہ باشد ادراک آنہا کم وجہش آنست کہ التفات وتوجہ ایشان در امور غیبیہ زیادہ است ودر امور دنیویہ کم باین جہت تفاوت واقع میشود الا اصل ادراک وشعور یکسان است بلکہ اگر تامل کردہ شود در دنیا نیز بسبب توجہ والتفات زیادتی وکمی در شعور واقع شود............ الخ۔

خلاصہ : حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے سوال کیا گیا کہ اگر اموات میں ادراک اور شعور

باقی رہتا ہے تب دنیاوی حیات کے برابر یا کم زیادہ......تو شاہ صاحب جواب دیتے ہیں کہ اہل قبور آخرت اور اس جہاں کی باتوں کا زیادہ ادراک رکھتے ہیں اور دنیوی اور اس جہاں کا ادراک کم اور اس کی وجہ یہ فرماتے ہیں کہ اہل قبور کی پوری توجہ عالم غیب اور آخرت کی جانب ہو جاتی ہے اور اس طرف سے توجہ کم ہو جاتی ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ زندگانی دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ جس چیز کی طرف توجہ اور التفات زیادہ ہوگا اس کا ادراک اور شعور زیادہ ہوگا اور جس چیز کی طرف توجہ اور التفات کم ہوگا اس شے کا ادراک اور شعور کم ہو جائے گا......کچھ اس کی شاہ صاحب نے مثالیں فرمائیں ہیں اور کچھ یہ عاجز آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔

پہلی مثال: بعض وقت دنیادار کسی دنیاوی کام میں روپیہ کے حساب یا مقدمہ کی پیشی میں کھڑا ہوتا ہے اور اس قدر متوجہ ہوتا ہے کہ اس کے کان میں توپ بندوق کی آواز نہیں جاتی وہ غافل توپ کی آواز نہیں سنتا۔ ریل کے ٹکٹ خریدنے کے وقت اس قدر غفلت ہوتی ہے کہ جیبیں کٹ جاتی ہیں اور خبر نہیں ہوتی شطرنج کھیلتے وقت تن بدن کا ہوش ندارد ہو جاتا ہے۔

لوگو......مقدمہ وغیرہ کی مشغولیت سے توپ کی آواز نہ سنائی دے......باوجود اس کے پورے طور سے حواس کان سلامت ہیں......پس نظارہ جنت......نظارہ ملائک......نظارہ دیدار الٰہی جل شانہ برزخ میں رہنے والے کو اگر اتنا مشغول کر لے کہ کسی آنے جانے والے کے سلام و کلام کو نہ سن سکے تو کون سا تعجب ہے......ذرا انصاف کرو......

دوسری مثال: نظارہ یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نے اچھی خاصی ہوشیار عورتوں کو ایسا بے خود کر دیا کہ ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر نہ ہوئی اسی طرح اگر آخرت اور اس جہاں کے عجائبات دیدار الٰہی قبر والوں کو اتنا مشغول کر لیں کہ وہ کسی کا سلام اور کلام نہ سنیں تو کونسی بعید بات ہے۔

تیسری مثال: تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں لکھا ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ کعبہ کے پاس نماز پڑھتے تھے آپ کے کسی دشمن نے آپ کے سجدہ میں جانے کے بعد آپ کے ایک

پیر سے تین انگلیاں دوسرے پیر سے دو انگلیاں قلم کر لیں اور جناب کو اصلاً خبر نہ ہوئی حالانکہ سب حواس ہوش موجود تھے۔

اسی طرح اگر حضرات اولیاء اللہ اور مومنین کاملین اور عام اہل اسلام کو بعد موت کے دیدار الٰہی عزوجل جنت وغیرہ کا معائنہ ایسا محو اور مشغول کر لے کہ کسی کے سلام و کلام کو نہ سنیں اور خبر دار نہ ہوں تو کونسا تعجب ہے بلکہ ضرور ایسا ہی ہوتا ہے۔

چوتھی مثال : دنیا کے حکیم بے ہوشی کی دوا سنگھا کر زندہ انسان کے اعضا تراش لیتے ہیں اور اس زندہ کو خبر تک نہیں ہوتی ...... پس اگر قبر میں مومن ہم کلامی مولی جو صدق عبدی وغیرہ کی آواز سن کر بے خود اور بے ہوش ہو کر کسی کا سلام اور کلام نہ سنے کیا کچھ دور بات ہے نہیں نہیں بلکہ ضرور اہل قبور یعنی اہل برزخ اہل ایمان محو آخرت ہوتے ہیں اور اس جانب سے بے خود اور بے خبر رہتے ہیں۔

پانچویں مثال:۔ بعض بعض خونی پھانسی کی خبر سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں بعض بعض شخص خوشی کی خبر سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں بلکہ مر جاتے ہیں پس اسی طرح اہل قبور کا فر دوزخ کی بشارت سن کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غم میں بے ہوش ہو جاتے ہیں اور اہل ایمان جنت کی خبر سن کر خوشی میں بے خود ہوتے ہیں اور اہل دنیا کی کوئی بات کلام سلام نہیں سنتے۔

چھٹی مثال :۔ حاجی لوگ جب مزار پر انوار سید ابرار احمد مختار رسول رب کردگار علیہ صلوٰۃ الاخیار پر آنکھوں کے بل چل کر حاضر ہوتے ہیں پس جب اول ہی نظارہ حجرہ شریف کا ہوتا ہے قسم خدا کی ادنی اعلیٰ کامل ناقص ہر ایک مسلمان حاجی اس قدر محو ہوتا ہے کہ اپنی جان اپنے تن بدن کا مطلقاً ہوش باقی نہیں رہتا حالانکہ سب زندہ ہیں صاحب ادراک و شعور ہیں مگر محویت انوار محمدی نے ایسا کر لیا کہ دوسری جانب سے مردہ اور غافل اور بے خبر کر دیا اسی طرح بعد موت مسلمان کو حق تعالیٰ سے ہم کلامی اور مشاہدہ انوار الٰہی میسر ہوتا ہے۔

پس جب خدا کے رسول کا مزار اپنا کر لے اور سب طرف سے بیکار کر دے تو رب

العالمین کا نور بالضرور ہر مسلمان ہر ایک ولی کو ہر ایک طرف سے محو کریگا اور اپنے سوا دوسروں کے کام کا نہ رکھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل قبور کسی کے سلام اور کلام کو سن نہیں سکتے۔

اور چونکہ حضرت امام اعظمؒ ولی کامل صاحب باطن روشن ضمیر تھے اس راز سے واقف ہوئے اور صاف فرمادیا کہ مردہ نہیں سنتا کیونکہ وہ محو اور مشغول ہے امور غیب اور آخرت کے مشاہدات میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی اس کو راز کھول دیا ہے مگر عمرو تو کم فہم ہے وہ کیا سمجھے گا۔

قولہ:۔ قاضی ثناء اللہ تذکرہ الموتیٰ میں لکھتے ہیں ارواح ایشان کار اجساد میکند۔

اقول:۔ عمرو کو خدا نے سمجھ کا حصہ نہیں دیا وہ بیچارہ بیہقی زمان کے کلام کو کب سمجھ سکتا ہے اول تو یہ کلیہ کسی طرح ہو نہیں سکتا کہ جو کام جسم کے ہیں وہ بعد مفارقت روح کرتی ہے مثلاً نکاح تولید امامت کرنا وغیرہ وغیرہ سینکڑوں کام ایسے ہیں کہ روح ان سے عاجز ہے وہ کام روح کے قابل نہیں ہیں نیز جسم بھی تو بعض وقت مشغول ہو کر اہل دنیا کے کلام سلام پیام سننے سے عاجز ہو جاتا ہے۔

پس اسیطرح روح بھی جو جسم کی مانند کام کرتی تھی امور آخرت میں محو اور مشغول ہو کر اہل دنیا کے کاروبار سے انکے سلام و کلام سے بے خبر ہوگئی پس اس روائیت سے سماعت اموات ثابت کرنا سراسر نادانی ہے اور عقل اور نقل کا بالکل خلاف دے۔

قولہ:۔ مظاہر حق میں نواب قطب الدین خان لکھتے ہیں پانچویں قسم مہربانی اور انس کیلئے ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو گزرے اوپر قبر مومن بھائی اپنے کے اور سلام کرے۔

اقول:۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے عمرو اس کی اسناد پھر اسناد کی صحت نقل کرے تب میدان میں پیش کرے علاوہ اسکے جناب مولانا مولوی قطب الدین صاحب قدس اللہ سرہ اپنی جامع التفاسیر میں صاف اور نہایت صاف طور سے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ سماعت اموات حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک اور جمہور فقہائے حنفیہ کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ عبارت جامع التفاسیر مطبع نظامی صفحہ ۱۱۰...... جاننا چاہئے کہ سماع اموات میں

اگر چہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ کا اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع کا ہے بدلیل آیت.....الخ

پس جس مسئلہ اور جس عنوان میں زید عمرو کا نزاع ہے وہ بالتصریح عمرو کے مخالف زید کے موافق یعنی سماع اموات سے مذہب حنفی میں صاف صاف انکار اور عدم سماع اموات امام اعظمؒ کا مذہب اور جمہور فقہاء حنفیہ کا مذہب لکھا ہے اب اس تحریر کے سامنے دوسری تحریر نواب صاحب کی معتبر اور معتمد نہیں ہو سکتی۔

قولہ:۔ مولوی اسحاق اربعین میں نصاب احتساب سے عورتوں کا زیارت قبور سے ممنوع ہونا ٹھہراتے ہیں کہ جب وہ نکلتی ہیں ملعونہ ہوتی ہیں اور چار طرف سے شیاطین انکو گھیر لیتے ہیں.... واذا اتت القبر یلعنها روح المیت ....سبحان اللہ ..... روح عورت مرد کو بھی پہچانتی ہے پھر مردہ جماد کیونکر ہوا۔

اقول:۔ سبحان اللہ......عمرو کے کیا قوی دلائل ہیں اے جناب یہ عربی عبارت نہ آیت ہے نہ حدیث نہ امام اعظمؒ کا فرمان جمہور فقہاء کا قول یہ مقولہ ہے ایک قاضی نامعلوم الوصف کا جس کو مولانا محدث الہند نے مسائل اربعین میں نقل کیا ہے۔

لیجئے ترجمہ مسائل اربعین ملاحظہ ہو انتالیسواں سوال نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ کسی نے ایک قاضی سے پوچھا کہ عورتوں کو قبرستان میں جانا درست ہے یا نہیں.....قاضی نے کہا کہ تو اس بات کے جواز کو مت پوچھ بلکہ یہ پوچھ کہ عورتوں پر قبرستان جانے سے کس قدر لعنت ہوتی ہے جس وقت عورت گھر سے نکلتی ہے.....الخ

پس لوگو......یہ ایک قول بے سند ہے مولانا نے اول کچھ حدیثیں عورتوں کے گورستان جانے کی ممانعت میں نقل فرمائیں اسکے بعد تائید میں اس قول کو ذکر کیا ہے......مولانا اسحاق نے فقہی مسئلہ کی تائید میں اس قول کو نقل کیا ہے عمرو نے عقیدہ کے مسئلہ کے ثابت کرنے کیلئے اس قول مجہول النسب کو پیش کیا۔

بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

علاوہ اسکے مولانا اسحاق علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ماتہ مسائل میں ایک سوال وجواب صرف سماعت اموات کے مسئلہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں جسکی عبارت یہ ہے.....نزد اکثر حنفیہ سماعت موتی ثابت نیست....پس مسئلہ نزاعیہ میں تصریحات کونظر انداز کرنا اور ادھر ادھر رطب یابس اقوال یا تاویلات سے کام چلانا کیسی بھاری غلطی ہے۔

باقی عمرو نے جو کچھ اپنے رسالہ کے صفحہ ۸ میں بزرگان دین کے اقوال تحریر کئے ہیں یہ ان کے مکاشفات ہیں یا خیال پس مکاشفات حجت شرعی نہیں ہوسکتے نہ کسی مسئلہ کا ثبوت مکاشفات سے ہوسکتا ہے.....معجزات بھی حق اور کرامات بھی حق اور اولیاءؒ اللہ بھی سب برحق مگر جب مسئلہ کے ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی تب وہی قرآن مجید حدیث رسول اللہ ﷺ اجماع امت قیاس مجتہدین سے کام لیا جائے باقی خیریت ہے۔

قولہ :۔خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کا فتوی بھی نقل کردیتا ہوں۔

اقول:۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ تک کسی معتبر فقیہ عالم حنفی کا صراحت سماعت ارواح اموات کو ثابت کرنے والا قول نہ ملا تو بے چار حضرت شاہ صاحب کا فتوی نقل فرمایا.....عمرو شکر کرے کہ اس کے رسالہ ثبوت سماعت اموات کی تحریر سے پہلے پہلے حضرت شاہ صاحب کا فتوی چھپ گیا ورنہ عمرو کے دلائل اور بھی کچے رہ جاتے ...اچھا اب آپ شاہ صاحب کے فتوے کی لفظ بلفظ حرف بحرف تشریح زید سے سن لیجئے کہ وہ فتوی کس طرح آپ کے کارآمد نہیں ہوسکتا۔

قولہ :۔سوال.....انسان رابعد موت ادراک وشعور باقی ماند وزائر آں خودرامی شناسدوسلام وکلام ایشاں رامی شویانہ۔

اقول:۔یہ شاہ صاحب کے فتاوے کا سوال ہے زید اس سوال کے اول حصہ سے بالکل متفق ہے یعنی بعد موت روح کو ادراک اور شعور باقی رہتا ہے اور اسی وجہ سے روح عنداللہ عذاب کے الم

اورثواب کی راحت کومحسوس کرتی ہے۔

قولہ :۔ جواب......انسان رابعد موت ادراک باقی ے ماند برایں معنی شرح شریف وقواعد فلسفی اجماع دارند۔

اقول :۔ زید بھی اس کوتسلیم کرتا ہے مگر خود شاہ صاحب اپنے فتاوے میں اس سوال وجواب کے بعد دوسرا سوال وجواب تحریر فرماتے ہیں جسکا مطلب یہ ہے.......

سوال :۔ اگرارواح کوادراک اور شعور باقی رہتا ہے ایسا ہے جیسا کہ زندگانی دنیا میں تھایااس سے کم وبیش.......

جواب :۔ شاہ صاحب جواب میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امور غیبیہ اور عالم غیب کی طرف التفات زیادہ ہوجاتا ہے اورامور دنیوی کی طرف کم۔

پس زید بھی یہی کہتا ہے کہ عنداللہ، ارواح کو بے حد مشغولیت بڑھی ہوئی ہوتی ہے ان کو اس طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ہے ورنہ نفس ادراک اور شعور ضرور ہے اگر ادراک نہ ہوتو عذاب کس طرح ہوگا اور ثواب کا کیا حاصل ہوگا۔

قولہ :۔ شاہ عبدالعزیز صاحب امادر شرع شریف پس عذاب قبر وتنعیم قبر بتواتر ثابت است وتفصیل آں دفتر طویل ے خواہد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کہ تصنیف جلال الدین سیوطی است ودیگر کتب حدیث باید دید ودر کتب کلامیہ اثبات عذاب قبر ے نمایند حتی کہ بعض اہل کلام منکر آں را کافر ے دانند وعذاب وتنعیم بغیر ادراک وشعور نمی تواند شد.....

اقول :۔ یہ ساری عبارت زید کی مسلمات سے ہے بیشک اموات کو عذاب اور ثواب قبر کا شعور ہے اور عذاب اور ثواب قبر سب برحق ہے اور اس کا منکر بالضرور کافر ہے مگر اس عبارت سے سماعت اموات کلام احیا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور وجہ اس کی وہی ہے کہ میت عذاب یا ثواب میں ایسا مشغول ہوجاتا ہے کہ اس سے اس طرف کا شعور اور ادراک ندارد ہوجاتا ہے......

اور ادھر کی بیحد مشغولیت کو خود شاہ صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں اور ہم بھی چند مثالیں

سمجھا چکے ہیں......پس شاہ صاحب کے فتوے کی عبارت یہاں تک فریقین کی مسلمہ ہے اس کا نقل کرنا کچھ مفید نہ ہوگا۔

قولہ :۔شاہ صاحب و نیز در حدیث صحیحہ مشہورہ۔در باب زیارت قبور وسلام بر موتی وہم کلامی بایں ہا کہا أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ثابت است۔

اقول :۔اس سے قبل ہم نے بحرالرائق شرح کنزالدقائق، عالمگیری، قاضی خان، دُرر شرح غرر، شامی، جامع الرموز، طحطاوی شرح مراقی الفلاح، طحطاوی حاشیہ درمختار، نہر الفائق، فتاوی ظہیریہ جوہرہ، سراج الوہاج، شرح مینہ اور سروجی وغیرہ کتب معتبرہ فقہ حنفیہ سے نقل یا نقل در نقل کر دیا ہے کہ سلام علیک کا اور خطاب کرنے کا میت اہل نہیں ہے۔

چنانچہ عبارت یہ ہے.....لان المیت لا یخاطب بالسلام علیه حتی ینوی اذ لیس اھلا له...... میت پر سلام کرتے ہوئے میت کو مخاطب نہ کیا جائے کیونکہ میت اہلیت خطاب اور سلام کی نہیں رکھتا.....

اب رہا صیغہ سلام کا میت پر پس مراد اس سے دعا اور طلب امان ہے میت کیلئے نہ خطاب اور ہم کلامی جیسا کہ مراقی الفلاح کی عبارت اوپر نقل ہوئی اور وہ یہ ہے.....علی ان المقصود منه الدعاء لا الخطاب......

خلاصہ :۔میت سلام کا مخاطب نہ سمجھا جائے کیونکہ وہ اہل خطاب کا نہیں ہے علاوہ اسکے مقصود میت کے سلام سے میت پر دعا کرنا ہے نہ میت سے خطاب کرنا۔

پس جمہور فقہاء، جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے استادوں کے استاد بزرگوں کے بزرگ جن کی پیروی اور اتباع حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب پر بھی ضروری ہے یہ فرماتے ہیں کہ میت سلام کا مخاطب نہیں اور نہ ان میں قابلیت اور اہلیت خطاب کی ہے پس سلام اہل قبور سے سماعت اموات کا ثابت کرنا مذہب حنفیہ کی رو سے صحیح نہ ہوگا......

نیز پیغمبر خدا ﷺ کا اہل قبور پر سلام کرنا یا ہم کلام ہونا بطور معجزہ بھی ہوسکتا ہے آپ

صاحب معجزات تھے کنکریاں پہاڑ کی اور پتھر آپ سے ہم کلام ہوتے تھے آپ کو سلام کرتے تھے۔ اہل قبور آکر آپکے کلام کو سنیں یا آپ سے کلام کریں تو کونسا امر قابل تعجب ہے آپ کی زبان مبارک سے مردے زندہ ہو جائیں تو ہمیں تسلیم ہے پس صاحب معجزات کی باتوں پر غیروں کا قیاس کرنا حرام اور قیاس مع الفارق اور بے تکی بات ہے۔

اب رہ ہیں وہ حدیثیں جسکا مضمون یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عوام مومنین کو مردوں سے کلام کرنا سلام کرنا خطاب کرنا تعلیم فرمایا، یا اجازت فرمائی وہ حدیثیں درجہ صحت کو نہیں پہنچیں یا ان میں بطور دعا بطور تلاوت کے جیسے التحیات تعلیم فرمائی گئی تھی ... اسی طرح سلام قبور تعلیم فرمایا گیا ہے کچھ تفصیل اس کی انشاء اللہ آئندہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روائیت قولی السلام علیکم .... الخ .... کے ضمن میں آئے گی۔

قولہ :۔ شاہ صاحب ودر بخاری ومسلم موجود است کہ آنحضرت ﷺ با شہداء بدر خطاب فرمودند هَلْ وَجَدْتُمْ ..... الخ۔

اقول :۔ یہاں پہلے یہ بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ فتاوی عزیزی میں مطبع کی غلطی تھی مگر اب عمرو مؤلف کی غلطی ہوگئی پہلے کاتب جاہل کی غلطی تھی مگر اب عمرو جو بیس ۲۴ علموں کے عالم کی غلطی بن گئی ... نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عمرو بغیر سوچے اور بالا سمجھے عبارتیں نقل کرتا ہے تدبیر اور غور سے کام نہیں لیتا..... عمرو کی رفتار سطحی ہے تحقیق پر نظر نہیں ہے۔

کفار بدر سے کلام تو معجزہ تھا

دوسری بات یہ معلوم کرنی چاہیے کہ کفار بدر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام فرمانا بالاتفاق تمام فقہاء حنفیہ اور جمہور علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا جیسا کہ اوپر عنایہ کفایہ فتح القدیر وغیرہ وغیرہ کتب شروح ہدایہ اور دیگر کتب معتبرہ فقہ حنفیہ سے ثابت کیا جا چکا ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ...... پس جب قصہ بدر کی ہم کلامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی تب اس عبارت کا نقل کرنا شرعی مسئلہ کی دلیل میں غلط ہوگا۔

قولہ :۔شاہ صاحب درقرآن مجید ثابت است.... وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ o فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ .... بلکہ ازاحوال پس بندگان خود ہم خوشی وبشارت ثابت است. ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم ....الآیۃ ... بالجملہ انکارشعور وادراک اموات اگر کفر نباشد درالحاد بودن اوشبہ نیست۔

اقول:۔شہیدوں کی حیات کے متعلق زید اور نیز ہر ایک مسلمان کا وہی اعتقاد ہے کہ جو حضور اکرم ﷺ نے اس آیت کی شرح میں فرمایا ہے کہ ارواح شہداء سبز جانوروں کے قالبوں میں داخل ہیں جنت کی سیر، اور جنت کے باغوں سے میوہ خوری کرتے ہیں عرش الٰہی میں ان کے آشیانے بنے ہوئے ہیں ہر روز رب العزت ان سے ہم کلام ہو کر پوچھتا ہے کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔

پس یہی ہم کلامی ان کو اس قابل نہیں رکھتی کہ اہل دنیا سے ہم کلامی کریں یا ان کے سلام کا جواب دے سکیں...نیز زندہ لوگوں کے واسطے اس مرتبہ کی خدا سے دعا یا تمنا کرتے ہیں کہ پس ماندگان کو بھی یہی مرتبہ عطا فرمانا چاہیے.....پس یہ ادراک عالم غیب کا ادراک اور شعور بالضرور اموات کیلئے ثابت ہے اس کا انکار ضرور کفر ہے۔

مگر اس ادراک اور اس شعور سے سننا اہل قبور کا زیارت کرنے والوں کے کلام کو کہاں سے اور کس طرح ثابت ہوا کونسا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے پس سماعت کے مسئلے کو اس عبارت سے ثابت کرنا محض نادرست اس عبارت سے ادراک آخری ثابت ہوتا ہے جس کا زید بھی قائل ہے مسئلہ نزاعیہ سماعت اموات کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا۔

ناظرین .....آپ نے شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتوے کی عبارت اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کیا کہ اس نے عمرو کا مطلب کچھ بھی ثابت نہ ہوا بیچارا عمرو بڑے گمان میں اس فتوے کو پیش کر رہا تھا مگر وہاں کچھ مفید ثابت نہ ہو سکا۔

قولہ:۔حضرت شاہ ولی اللہؒ انفاس العارفین میں تحریر فرماتے ہیں بیچ حالات سید عبداللہ کے۔الخ

اقول :۔یہ بزرگان دین کے کشف وکرامات ہیں ان سے مسئلہ شرعیہ ثابت نہیں ہو سکتا.....عمرو

ایک واقعہ ایسا نہیں بلکہ ایک ہزار واقعات بھی نقل کرے تاہم ذرہ برابر عمرو کے مفید مطلب نہیں ہو سکتے۔

یہ لوگ اپنی کرامت سے پتھروں سے کلام کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے مگر بحث مسئلہ شرعیہ میں ہے اور مسئلہ شرعی کرامت سے قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتا۔ کرامت کا مضمون بھی بحث سے خارج ہے کوئی فقہی روائیت پیش کرو علمائے حنفیہ کی فقہی روائیتیں اس جگہ معتبر ہوں گی علمائے حنفیہ کے کشف وکرامات اس مقام پر کچھ کام نہ دیں گے ...کشف کرامات کیلئے اور بہت سے موقعہ ہیں عمرو مطلع رہے۔

لوگو......عمرو علمائے حنفیہ کے کشف وکرامات ہزار سے بھی زیادہ پیش کرے مگر روائیت فقہ حنفیہ شاید ایک بھی ایسی جو صراحت کے ساتھ سماعت اموات کے مسئلہ کو مذہب حنفیہ میں ثابت کرے پیش نہیں کر سکتا اگر ہے تو پیش کرے۔

قولہ:۔ مقام غور ہے کہ یہ علماء مذہب حنفی رکھتے تھے اور نیز صاحب کشف مقبول کل تھے اپنے امام کا خلاف کر سکتے تھے۔

اقول:۔ واللہ عمرو کو خدا نے سمجھ برائے نام بھی عطا نہیں فرمائی اے حضرت تقلید مذہب کو اور کشف وکرامت کو کیا نسبت ہے.....اے حضرت کشف وکرامت خرق عادت قیاس کے خلاف ....عادت کے خلاف.....ایک اور شے فوق الفوق ہے پابندی مذہب کی....دوسری چیز ہے یہ آج ہی معلوم ہوئی کہ معجزات وخرق عادات.....کشف وکرامات میں بھی تقلید ہوا کرتی ہے....بریں عقل ودانش بباید گریست......عمرو نہ صوفی رہے نہ مقلد حنفی نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔

قولہ:۔ اگر امام ہمام کا مذہب عدم سماع موتی قرار دیا جائے تو جمہور علماء عارفین وکثیر فقہاء کاملین کو خلاف امام مانا جائے گا.......لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اقول:۔ جمہور علمائے عارفین جو اپنے کشف وکرامت وخرق عادت کے طور پر مکاشفہ میں ملاحظہ فرمادیں گے اس میں تقلید کی قید لگانا شاید اس سے زیادہ بڑی جہالت اور حمق دنیا میں دوسری

بات نہ ہوگی.....رہا کثیر فقہائے کاملین کو خلاف مذہب امام ماننا یہ ایسی مثال ہے کہ جیسے صفرادیت کے غلبہ میں ہر ایک شیریں چیز بھی تلخ معلوم ہوتی ہے یا یرقانی کو ہر ایک شے زرد نظر آتی ہے ورنہ دراصل وہ چیزیں نہ زرد ہیں نہ تلخ۔

عمرو خیال کرے......اور غور سے جواب دے کہ جب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب عدم سماعت موتی کا ہے تب کون سے کثیر فقہاء کو امام کے مخالف کہنا پڑے گا بالکل غلط ہے امام اعظم اور جمہور فقہاء سب کے سب عدم سماع کے قائل اور سب کے سب آپس میں متفق الخیال ہیں۔

مگر عمرو امام کے مخالف کو ہر ایک چیز امام کی مخالف نظر آتی ہے......ہر چہ گیرد علتے علت شود......کہ قریب مضمون صادق آرہا ہے ہم آئندہ جا کر انشاء اللہ عام کتب فقہ حنفیہ کی عبارتیں عدم سماعت موتی کی بابت نقل کریں گے جن کے مقابلے میں عمرو کبھی بھی ایسی صاف اور صریح عبارتیں سماعت کے ثبوت میں نہ لا سکا اور آئندہ بھی انشاء اللہ نہ لا سکے گا۔

عمرو کو ہرے سوکھے تنکوں کی روائیت پر بڑا ناز ہے اگر اس روائیت کا مطلب ناظرین پہلے ہی ملاحظہ کر چکے ہیں وہ روائیت ذرہ برابر سماعت موتی ثابت نہیں کرتی ....عمرو کو اس روائیت کا مطلب سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی ہے یہ سب کچھ مفصل اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

قولہ :۔تو ضروری ہوا کہ جب اس شد و مد سے یہ گروہ سماع موتی کا قائل ہے تو امام کا بھی یہی مذہب ہے......

اقول :۔بحمد للہ......گروہ حقہ یعنی جمہور فقہاء حنفیہ بالکل عدم سماعت کے قائل ہیں اور یہی حضرت امام اعظم کا مذہب ہے عمرو چند شافعی لوگوں کی تقلید میں سماع موتی کا قائل ہوا ہے حنفی لوگ اصلاً عمرو کے عقیدہ سے موافق نہیں ہیں۔

عمرو ہدایہ اور ہدایہ کی شروح.....جامع صغیر اور جامع صغیر کی شروح.....کنز الدقائق اور کنز الدقائق کی شروح.....درمختار اور اس کی شروح.....اور دیگر معتبرات فقہ حنفیہ مطالعہ کرے اس میں صاف اور نہایت روشن الفاظ میں عدم سماعت کا ثبوت اور سماعت کا انکار لکھا ہوا ہے اور اگر کوئی

آنکھیں بند کرلے تو اس کا علاج ہی کیا ہوسکتا ہے۔

قولہ :۔اور امام سماع موتی کے قائل نہیں ہیں تو اس پوت سموت نے بحسب عقیدہ خود امام پر دھبہ لگانا چاہا کہ امام اعظم نے کس قدر احادیث کا خلاف کیا اور مذہب اعتزال اختیار کیا جسکو ہم کتب عقائد سے ثابت کراتے ہیں کہ یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔

اقول:۔اس پوت سپوت نے امام پر کوئی دھبہ نہیں لگایا بلکہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہائے حنفیہ رحمھم اللہ کا مذہب ایک ہونا بڑی بڑی معتبر فقہ کی کتابوں سے ثابت کر کے کچے اور چھوٹے حنفیت کے مدعیوں کا کذب ثابت کردیا.....اور یہ بھی ثابت کردیا کہ جس سماعت موتی میں زید اور عمرو کا نزاع ہے اسکے ثبوت میں عمرو کے پاس ایک بھی صحیح حدیث موجود نہیں ہے..... ہاں واہیات ومنکرات موضوعات روایات ضعاف روایتوں کا ڈھیر عمرو کے پاس موجود ہے جن روائیتوں کے خلاف کرنا عین الصواب ہے۔

رہا عمرو کا یہ کہنا کہ امام نے مذہب اعتزال کیا یہ بڑی سخت گستاخی اور ناسمجھی ہے عمرو بیچارا تو خود مذہب معتبر صالحیہ کا ہم عقیدہ ہے جو اموات کیلئے سماعت اور بصارت اور قدرت ثابت کرر ہا ہے جیسا کہ ہم اوپر شرح مواقف کی عبارت سے ثابت کر چکے ہیں۔

نیز عمرو نے کتب عقائد کی عبارت کے سمجھنے میں سخت غلطی کی ہے کہ جو ادراک اور شعور عذاب یا ثواب یا سوال قبر کے متعلق کتب عقائد میں درج تھا وہ عمرو اپنی نادانی لاعلمی سے سماعت اموات نزاعیہ مسئلہ کے متعلق سمجھا۔

واہ واہ کیا کہنا ہے...گرہمیں مکتب است وہمیں ملا کا مضمون ہے...اس عمرو کی غلطی کج فہمی کو ہم اوپر مفصل بیان کر چکے ہیں عمرو غور سے دیکھے۔

قولہ :۔پھر امام اعظم صاحب کشف نہ ٹھہریں گے۔

اقول :۔حضرت امام اعظمؒ نہایت کشف وکرامات میں خط وافر رکھتے تھے جناب امام اعظم سو مرتبہ عالم مکاشفہ میں رب العزت کے دیدار سے مشرف ہوئے......صدہا مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے اپنے کشف عمیق سے اس مسئلہ کو یوں محقق فرمایا کہ انسان مرجانے کے بعد ایسے مصائب اور شدائد میں یا بڑی بڑی تجلیات الٰہیہ اور معائنات جنت وغیرہ میں مبتلا یا محو ہو جاتا ہے کہ اسے اہل دنیا کی طرف توجہ کرنے کی نہ ضرورت نہ مہلت نہ فرصت کچھ باقی نہیں رہتی وہ ہمہ تن ہمہ خیال اسی طرف متوجہ رہتا ہے۔

نیز اس مکاشفہ کو امام اعظمؒ کے عارف باللہ صوفی کامل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز نے بھی اپنے فتاوے میں ظاہر کیا ہے کہ بوجہ مشغولیت امور غیبیہ اور عالم آخرت کے موتی کو اسطرف توجہ اور التفات نہایت کم ہو جاتی ہے..... چنانچہ اس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے ملاحظہ کی جائے۔

قولہ:۔ اگر اس مقام پر زید معارضہ بالقلب کرے اور یوں کہے کہ بعض فقہاء ضرور کتب فقہ میں لکھ رہے ہیں کہ مذہب امام اعظم کا عدم سماع موتی ہے۔

اقول:۔ ہزار ہزار شکر ہے کہ آج عرصہ کے بعد عمرو نے مثبت سماعت اموات کو تسلیم کر لیا کہ بعض فقہاء امام اعظم مذہب عدم سماع موتی لکھ رہے ہیں اب ہمیں اس بات پر چنداں دلائل لانیکی ضرورت باقی نہ رہی کہ جب خود خصم نے ہمارے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔

پس ناظرین اور عمرو غور سے سنیں کہ اتنا دعوے تو عمرو نے خود بلا اکراہ تسلیم کر لیا کہ فقہا نے امام اعظم کا مذہب عدم سماع اموات کا ضرور لکھا ہے۔

اب ہم عمرو سے کہتے ہیں کہ وہ کس معتبر فقہ کی کتاب ہے صرف ایک ہی روائیت اس مضمون کی لا دے کہ مذہب امام اعظم کا عدم سماعت کا تھا جو فیصلہ ہے اور یہ وہ حق ہے کہ مخالف کے سر پر چڑھ کر بولا ہے بلا تکلف مخالف نے اقرار کر لیا کہ مذہب امام اعظم عدم سماع کا فقہا نے لکھا ہے...... پھر کہیں کسی ایک بھی روائیت فقیہ میں یہ نہیں لکھا کہ امام اعظم کا مذہب سماعت موتی کا ہے عمرو کسی ضعیف ہی روائیت فقہ میں یہ دکھا دے تو عمرو میدان مناظرے میں فتح یاب ہوا.... ورنہ مغلوب تو ہو ہی چکا ہے۔

پھر لوگوں کو معارضہ کس شے میں واقع ہوا جو ناسمجھ عمرو رفع تعارض کا فکر کرتا ہے امام اعظم سے عدم سماعت کا مذہب منقول اس کو عمرو اور زید دونوں تسلیم کرتے ہیں امام اعظم سے سماع موتی کا قول بالکل غیر ثابت غیر منقول کہیں۔

پھر قول موجود اور قول معدوم میں بھی تعارض ہوتا ہے قول موجود کو کیا اور قول معدوم کے تعارض رفع کرنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔

ذرا کہنا خدا کیلئے یہ چوبیس علموں کی ایک کرامت ہے یا یوں کہئے کہ عمرو مقلد اور امام اعظمؒ بانی مذہب کے قول میں تعارض واقع ہوا امام اعظم فرماتے ہیں کہ سماعت اموات ثابت نہیں ہے عمرو بمقابلہ امام اعظم کے کہتا ہے کہ ثابت ہے اس تعارض کے رفع کی عمرو کو ضرورت ہوئی۔

پس ہم کہتے ہیں کہ بالضرور عمرو مخالف ہے امام اعظم کے مذہب کا اور بمقابلہ امام کے عمرو کا قول ردی اور لاشے اور محض بے اصل ہے اور یہی کہا جائے گا کہ عمرو اس مسئلہ میں دائرہ تقلید سے نکل گیا اور حنفی نہ رہا۔

قولہ:۔ ذرا تعصب کو دور کر کے انصافی نظر سے دیکھ لیجئے اور سماع موتی کے قائل ہو جائے۔

اقول:۔ اپنی ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر بچی نظر سے دیکھ لیجئے اور عدم سماعت اموات کے قائل ہو جائے۔

قولہ:۔ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب تک تطبیق ممکن ہو ، رفع تعارض ہو سکے تدافع کے قائل نہیں ہوتے۔

اقول:۔ نہ عمرو کو قاعدہ کی خبر ہے اور نہ بیچارا شرائط تعارض سے واقف ہے تعارض کیلئے دو متعارضین برابر کی قوت کا ہونا لازم ہے وغیرہ وغیرہ........ یہاں عدم سماع موتی امام اعظم سے منقول جس کو خود عمرو بھی مان چکا ہے ورنہ تطبیق کس چیز میں دیتا ہے.... پھر جمہور فقہائے حنفیہ سے عدم سماعت ثابت اور منقول ہے اسکے خلاف نہ امام اعظم سے منقول اور نہ جمہور فقہائے حنفیہ سے منقول ہے پھر تطبیق کس میں دی جاتی ہے۔

ہاں امام اعظم کا اور جمہور فقہائے حنفیہ اور بعض شافعیہ میں سے تعارض ہوا ہے پھر جمہور فقہائے حنفیہ کے برخلاف بعض شافعی لوگ سماع اموات کے قائل ہوئے اس تعارض کے

رفع کیلئے مقلد حنفی کو کوئی تطبیق وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں ہے..... حجۃ المقلد قول المجتھد ....حنفیوں کیلئے امام ابوحنیفہ کا قول کافی وافی ہے۔

قولہ:۔اب احقر تطبیق عرض کرتا ہے پسند کر..........قبول افتدز ہے عز وشرف۔

اقــول:۔احقر بالکل لغو اور لا یعنی فعل کا ارادہ کرتا ہے یہاں تعارض ہی واقع نہیں ہوا تطبیق کیسے امام اعظمؒ سے اور جمہور فقہاء سے عدم سماعت ثابت ہو چکا ہے اور کہیں بھی کسی فقہ کی معتبر کتاب میں امام اعظمؒ کا مذہب یا جمہور فقہائے حنفیہ کا مذہب ثبوت سماعت منقول نہیں ہوا......پھر یہ خیال خام اور لغو تطبیق تسلیم کرنے کیلئے کون تیار ہوگا۔

قولہ:۔اگر یہ تطبیق نہ مانی جائے تو اعتراض بالا سے کیونکر مفر ہوگا۔

اقــول:۔اس جاہلانہ تطبیق کے ماننے کی یا سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ اعتراضات بالا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر وارد ہی نہیں ہوئے نہ کشف کے خلاف جناب نے کوئی بات فرمائی نہ کسی صحیح حدیث میں نزاعیہ سماع موتی کا ثبوت ہوا پس کوئی اعتراض باقی ہی نہیں ہے...... ہاں بعض شافعی لوگوں کے خلاف یا عمرو سے غیر مقلد کے خلاف امام پر کوئی دھبہ نہیں لگتا جیسے کہ اہل علم خوب جانتے ہیں۔

قولہ:۔وہ تطبیق یہ ہے کہ جو سماع موتی کے قائل ہیں وہ روح کی سماعت کے قائل ہیں۔

اقول:۔کون سماع موتی کا قائل ہے شافعی المذہب لوگ یا حنبلی المذہب یا ایک دو عمرو کی مانند کچے حنفی ماسوا انکے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ سلف سے خلف تک برابر عدم سماعت کے قائل ہیں اور کبھی ایسے بھی امام اعظمؒ یا جمہور فقہاء سے کوئی روایت منقول نہ ہوئی کہ یہ لوگ جسد کے سماعت کا انکار اور روح کی سماعت کا اقرار کرتے تھے بلکہ یہ حضرات علی الاطلاق متوفی کی عدم سماعت کے قائل ہیں۔

پس اگر عمرو سچا ہے تو امام اعظم سے یا صاحبین سے یا جمہور فقہا حنفیہ سے کوئی روایت ایسی پیش کر کے دکھائے کہ امام اعظم اور جمہور فقہا جو سماعت کا انکار فرماتے ہیں جسد کے متعلق ہے ورنہ یہ....توجیہ الکلام بمالا یرضی بہا قائلہ......ضرور ہے جیسے ق والقران المجید سے بعض نے

قصبہ قادیان مراد لے لیا ہے اسکا کوئی علاج کیا کرے۔

انصاف یہ ہے کہ عمرو پہلے دو قول متعارض امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یا صاحبین سے یا جمہور فقہاء سے ایک بالتصریح مثبت سماعت دوسرا بالتصریح نافی سماعت پیش کرے تب یہ تطبیق دے کہ سماعت کے انکار سے جسد کی سماعت مراد ہے اور ثبوت سے روح کی سماعت مراد ہے ....مگر جبکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ سے سراسر عدم سماعت ہی عدم سماعت منقول ہو سماعت کے ثبوت کا نشان اور پتہ تک نہ ہو تب یہ تطبیق پیش کردہ عمرو ہوا میں تحریر کرنا نہیں تو کیا ہے۔

صدہا مسائل ہیں امام اعظم اور جمہور فقہاء کا امام شافعی اور ان کے مقلدین سے خلاف ہے پھر ہمیں تطبیق کی کون سی ضرورت ہے اور نیز بعض بعض مسئلوں میں کچے خام حنفی بھی شافعیہ کے ساتھ جا ملے ہیں۔

مثلاً قرات فاتحہ خلف الامام سرّی نماز میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک قرات فاتحہ مقتدی کیلئے مکروہ ہے.....امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ....امام مالکؒ وغیرہما اور ان کے مقلدین کے نزدیک واجب ہے۔

اب اس مسئلہ میں بعض حنفی شافعیہ کے ساتھ جا ملے ہیں۔لیکن جاملو حنفی مذہب کو کوئی مضرت نہیں اس کی حقانیت میں کوئی فرق نہیں آتا اس طرح مسئلہ سماع موتی میں امام اعظم اور جمہور فقہاء حنفیہؒ کا مذہب عدم سماعت کا......ہے شافعیہ کا مذہب سماعت کا بعضے کچے حنفی شافعیہ لوگوں کے ساتھ جا ملے تو پھر کیا ہوتا ہے حنفی مذہب شخص کو یہاں کسی تاویل کی ضرورت نہ تطبیق کی حاجت ایسے اختلافات میں تطبیق دینا پھر جو اس تطبیق کو تسلیم نہ کرے اس کو معرض اعتراض بتانا بڑی بھاری غلطی ہے۔

قولہ:۔وہ تطبیق یہ ہے کہ جو سماع موتی کے قائل ہیں وہ روح کے قائل ہیں....الخ۔

اقول:۔عمرو نے اپنا مذہب سماعت روح اور عدم سماعت جسد کا ظاہر کیا ہے لیکن اب عمرو سے سوال

کیا جائے کہ روح کا سننا بالواسطہ جسد کے ہے یا بلاواسطہ جسد....اگر کہا جائے کہ بالواسطہ جسد ہے تب تو وہی شکل ہے جو کہ دنیا میں سماعت کا طریق قدرت نے انسان وغیرہ کو دیا ہے کہ درحقیقت سماعت اور بصارت وغیرہ جو اسکی مدرک روح ہے اور جسد یعنی کان آنکھیں زبان وغیرہ واسطہ ہیں۔

اگر روح مفارقت کر جائیگی تب اور بے ہوش اور بے خود ہو جائیگی تب صرف جسد سے سماعت بصارت ناممکن ہے اور اگر جسم سے واسطہ سماعت اور بصارت یعنی آنکھیں اور کان وغیرہ تلف ہوئیں تو بھی سننا دیکھنا ندارد ہے۔ روح کیلئے جسد اور جسد کیلئے ہوشیار روح کا ہونا لازم وملزوم ہے بغیر ان دونوں کے سماعت بصارت عام طور سے نہ ہوگی۔

پس اس شکل میں جب جسد قبر میں خاک ہوا یا نعش جلائی گئی یا شیر وغیرہ درندوں نے کھالیا صرف روح ہی روح باقی رہی اور صرف روح بدون جسد کے سن نہیں سکتی کیونکہ فرض کیا گیا تھا روح کا سننا بالواسط جسد کے جب جسد فنا ہوا سماعت روح فنا ہوئی ورنہ خلاف مفروض لازم آئے گا اور خلاف مفروض کرنا ناجائز ہے۔

اور اگر فرض کیا جائے کہ روح بلاوساطت جسد کے سنتی ہے گو جسد گل جائے جل جائے فنا ہو جائے بہر صورت روح باقی ہے وہ خود سنتی ہے جسد کے واسطے کی ضرورت نہیں ہے....لیکن اس دعوے پر کوئی نقل صحیح شہادت نہیں دیتی بلکہ وہ روایتیں جو عمرو سماعت موتی کے ثبوت میں اپنے رسالہ میں لایا ہے اس میں سے جو صحیح اور ثابت حدیثیں یا فقہ کی روایتیں ہیں وہ محض روح کی سماعت کے برعکس ہیں ان کا صاف مضمون جسد کے لئے سماعت ثابت کرتا ہے نہ روح کیلئے۔

☆ پہلی حدیث.....جو عمرو نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے قرع نعال کی حدیث ہے جس کی عبارت صحیحین میں یہ ہے.........عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان العبداذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعدانه وفی روایة فجلسانه ....الخ.

دفن کے بعد نکیرین آنے اور اٹھا بیٹھانے سے پہلے مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے بعد

میں نکیرین اسے اٹھا کر بیٹھاتے ہیں پس اس حدیث سے صرف جسم کی سماعت ثابت ہوئی عمرو جس کا منکر ہے۔

☆ دوسری حدیث.......... پیش کردہ عمرو قصہ بدر کی حدیث ہے وہ حدیث بھی سماعت جسم پر دلالت کرتی ہے محض روح کی سماعت ہرگز ثابت نہیں کرتی عبارت اس حدیث کی بھی تو سن لو بخاری اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ فقہ حنفی میں لکھا ہے.......... التکلم الموتی وفی بعض النسخ التکلم من اجساد لا ارواح لھا .

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردگان کفار بدر سے کلام کیا تو جناب عمر اور صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت کیا آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جو بے روح ہیں جن کے اندر روح نہیں ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اس سوال کی تقریر فرمائی کچھ ردو بدل نہیں فرمایا یوں نہیں کہا کہ میں بدن اور جسموں سے کلام نہیں کرتا روحوں سے کلام کرتا ہوں بلکہ اسی سوال کو یعنی اجسام بلا ارواح سے آپ کلام کرتے ہیں تسلیم کیا پھر اس کا جواب دیا کہ وہ جسم ایسا سنتے ہیں کہ جیسے تم سنتے ہو یا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

پس سوال میں جسم بلا روح مذکور ہے جواب میں جسم بلا روح کی سماعت ثابت کی گئی ہے نہ فقط روح کی جیسا کہ عمرو مؤلف نے خلاف حدیث کے تطبیق بیان کر کے اپنے آپ کو فضیحت کیا۔

☆ تیسری حدیث.......... وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ اور سلام بھیجنے کے متعلق مذکور ہے.......... عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افضل یومکم یوم الجمعۃ ....الخ ......فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علی قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت یعنی بلیت فقال ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء .... رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ والمنذری فی الترھیب والترغیب .

خلاصہ :۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کہاں آپ تو گل گئے ہوں گے پھر آپ پر کس طرح ہمارا درود پیش ہوگا.......... حضور اکرم ﷺ نے اس سوال کے بعد تقریر فرمائی پھر اسکا یہ جواب دیا کہ انبیاء قبروں میں گلتے نہیں زمین پر انکا جسد مبارک حرام اور گلنے سے محفوظ کیا گیا ہے۔

☆ پس اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں......... ایک تو زندہ لوگوں کے کلام کو سننا اس کیلئے جسد خاکی کا سالم ہونا ضروری ثابت ہوا.......... اور نہ حضور اکرم ﷺ اس کی تردید یوں فرماتے کہ سماعت سے جسد کو کیا تعلق ہے وہ تو روح سے متعلق ہے اور روح ہمیشہ زندہ قائم ہے......... مگر حضور اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی خیال کو کہ سلام اور صلوٰۃ کے سننے اور پیش ہونے کیلئے جسد کا ہونا فرض ہے.......... اور جب حضور کا جسد گل گیا ہوگا تو پھر کس طرح آپ سن سکیں گے......... قائم رکھا اسکی تقریر فرمائی اور پھر یوں جواب دیا کہ انبیاء کے جسد نہیں گلتے۔

☆ دوسری بات اس حدیث سے یہ ثابت ہوئی کہ جب جسد ندارد ہوا تو سماعت بھی ندارد ہوئی پس مذکورہ بالا حدیثیں عمرو کی اس تطبیق کے بالکل مخالف ہیں ان حدیثوں سے سماع اموات کیلئے جسد خاکی بالضرور مخصوص ہونا ضروری ثابت ہوتا ہے معلوم نہیں کہ عمرو نے ایسی تطبیق کیوں اختیار کی جو حدیثوں کے خلاف فقہ امام اعظم کے خلاف بعض فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ زیارت کرنے والا میت کے پاؤں کی طرف سے جائے کیونکہ یہ صورت میت کیلئے آسان ہے۔ سرہانے کی طرف سے نہ جائے کیونکہ اس میں میت کو اپنی نگاہ پھیرنے میں اور سرہانے کی طرف متوجہ ہونے میں دقت اور مشقت اور تھکان ہوگی۔

چنانچہ اس روائیت کو عمرو بھی اپنے رسالہ کے صفحے میں لایا ہے بس سوال ہے کہ جب فقط روح سنتی ہے نہ جسد خاکی پھر مڑنے تڑنے سرھانے وغیرہ کا امتیاز کیسا بالضرور یہ سب کچھ

خواص جسم کے ہیں پس اس فقہی روائیت کا مضمون بھی جس کو سماعت کیلئے مخصوص ثابت کرتا ہے۔

تعجب ہے کہ عمر دعویٰ تو کرے روح کی سماعت کا اور دلیل میں وہ حدیثیں اور فقہ کی روائتیں پیش کرے جو خاص جسد کی سماعت ثابت کرتی ہیں.........اور زید ان سب حدیثوں کا جواب دے چکا ہے کہ خفق نعال کی روائیت خاص وقت کیلئے ہے صرف سوال قبر کیلئے زندہ کیا جاتا ہے اس کے بعد پھر مر جاتا ہے.........اور بدر کا واقعہ معجزہ ہے حضور اکرم ﷺ کا اور قبر میں جسد کا نہ گلنا اور زندہ رہنا انبیاء کا خلاصہ ہے۔

رہی فقہی روائیت کہ سرہانے سے زیارت کیلئے جانا میت کیلئے اتعب ہے میت کی نگاہ کو تکلیف دیتا ہے کسی آیت یا حدیث یا قول امام اعظم یا صاحبین یا جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں ہے وہ محض خیال ہے بعض کا جو دین میں حجت نہیں ہو سکتا۔

قولہ :۔ دیکھو امام عز الدین بن عبد السلام امالی میں روح ہی کے متعلق فرماتے ہیں.........انا امرنا بالسلام علی القبور ولو لا ان الارواح تدرک لما کان فیہ فائدۃ .

اقول:۔ ☆ پہلی بات ....امام عز الدین شافعی المذہب ہیں حنفی نہیں ہیں ان کا قول حنفی المذہب کیلئے حجت نہیں ہو سکتا لہذا اسکا یہاں نقل کرنا غلط ہے۔

☆ دوسری بات ....قبروں پر سلام کرنے کا ہم کو حکم نہیں ہوا ہے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث غیر مجروح پائی نہیں گئی ہم صرف پیغمبر خدا ﷺ کے اس موقعہ کے الفاظ بطور دعا تلاوت کرتے اور استعمال میں لاتے ہیں پیغمبر خدا نے مردوں کو خطاب فرما کر سلام کیا تھا آپ صاحب معجزات تھے ہم صرف آنحضرت ﷺ کی پیروی میں وہی الفاظ بطور دعا منہ سے نکالتے ہیں ورنہ ہمارے خطاب اور سلام کو میت اور اہل قبور جسم نہ روح کوئی نہیں سنتا۔

☆ تیری بات ....کتب معتبرہ فقہ حنفیہ میں صاف اور صراحتاً.........لکھ دیا ہے کہ میت سلام کا مخاطب ہو ہی نہیں سکتا پس میت کے خطاب اور سلام میں میت کی نیت نہ کی جائے۔

☆ چوتھی بات ....کتب فقہ حنفیہ میں یہ بھی مصرحہ ہے کہ میت سے خطاب وسلام

کرنے سے صرف میت کیلئے طلب رحمت اور طلب امان مقصود ہوتا ہے خطاب کرنا میت کومخاطب بنانا ہرگز مقصود نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر مفصل گزر چکا ہے۔

پس عمرو مؤلف کو شرم نہیں آتی کہ حنفی کہلا کر حنفیہ مذہب کی روائیتوں کو چھوڑے..... امام ابوحنیفہؒ سے منہ موڑے غیر لوگوں سے رشتہ جوڑے.........افسوس افسوس یہ کیسی خودغرضی ہے.........اللهم احفظنا عن كل بلا الدنيا وعذاب الاخرة .

قوله :۔تو کم سے کم قائلین سماع موتی کو بدعتی تو نہ کہے اور انکو صاحب مذہب مرجوح نہ قرار دے کہ جنکے دلائل قاطعہ اور براہین قاطعہ مثل آفتاب کے روشن ہیں۔

اقول:۔عمرو مؤلف ہماری تحریر اور اپنے رسالہ کے جواب کو دیکھ کر کچھ تو شرمندہ ہو جائے کہ عمرو نے اس قلیل الضخامت رسالہ میں کس قدر تحریف اور تبدیلی یعنی عبارتیں بدلیں۔

☆ ترجمہ کو محرف بنایا

☆ ترجمہ قرآن پاک کا غلط کیا

☆ ضعیف حدیثوں کو صحیح بنا کر پیش کیا

☆ ضعیف حدیثوں کے ضعف کی حالت چھپائی۔

☆ کتابوں کے نام از خود گھڑے اور خود ایجاد کئے

☆ ابن القیم غیر مقلدوں کے استاد کا قول غیر کے نام سے نقل کیا

☆ ابن القیم کا نام چھپایا درمیان سے مخالف مطلب عبارتیں ندارد کیں

☆ (سید الشہداء) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آنے والی عورت کے کلام کو تحریف کر کے صاحب قبر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلام بنایا۔

الغرض:۔ ہر ایک قسم سے بندگان خدا کو اس تحریر میں دھوکا دیا اور جھوٹی فہرستیں پیش کیں...معاذ اللہ معاذ اللہ۔

پس اب تو عمرو جھوٹ بولنا چھوڑ دے نیز جمہور علمائے حنفیہ کثر ہم اللہ کو صاحب عقیدہ

فاسدہ معتزلی وغیرہ نہ کہے......جن کے دلائل قرآن مجید سے ثابت ہوئے......حدیث شریف سے ثابت ہوئے......جمہور فقہاء حنفیہ سے ثابت ہوئے......عام کتب حنفیہ متون اور شروح ......اور فتاوٰی جات بالتصریح ثابت ہوئے......اور مخالفین کے دلائل حنفیہ کے دلائل کے سامنے چمگادڑ کی طرح آفتاب کی روشنی سے شرمندہ ہوکر مخفی ہوئے......عمرو انہیں فاسد العقیدہ نہ کہے ......**وما علینا الا البلاغ۔**

قولہ :۔اب رہا جواب ایک مسئلہ کا جس پر مانعین کو بڑا ناز ہے......اور اس کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں......اور عوام کو فقہاء کی طولانی عبارتیں دیکھاتے ہیں......وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں زید سے نہ بولوں گا تو یہ قسم زندگی پر مقصود رہے گی......الخ۔

اقول:۔ تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ہمیں آج معلوم ہوا ہے کہ عمرو کو علماء حنفیہ کے دلائل پر نظر ہی نہیں ہے عمرو معذور ہے جس کسی کو کسی کے دلائل ہی کی خبر نہ ہوگی تو وہ دعوی کو کس طرح تسلیم کریگا......عمرو سے کہدو کہ کبھی کسی عالم حنفی نے عموماً اور زید نے خصوصاً عدم سماع موتی کے مسئلہ کے ثبوت میں قسم کے مسئلہ کو پیش نہیں کیا یہ آپ کا غلط گمان ہے اور نہ یہ حنفیہ کے دلائل میں سے کوئی دلیل ہے۔

زید نے کبھی صورت قسم میں حانث نہ ہونے کا مسئلہ فقہ کی عبارت سے نکال کر کسی کو دیکھایا......بلکہ علماء حنفیہ کے دلائل قرآن مجید کی آیتیں اور فقہ کی وہ عبارتیں ہیں جو بالتصریح بطور دلالت مطابقی عدم سماعت کی مثبت ہیں......چنانچہ کچھ عبارتیں اوپر بھی گزر چکی ہیں اور کسی قدر مختصر مختصر یہاں نقل کرتا ہوں۔

☆ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ فقہ حنفی......**باب تلقین المیت عند اکثر مشائخنا هو ان المیت لا یسمع عندهم .**

خلاصہ:۔اکثر مشائخ حنفیہ اور جمہور فقہائے حنفیہ کے نزدیک مردہ نہیں سنتا......**فتح القدیر**

باب الیمن لانہ لا یسمع و لا یفھم ......مردہ نہ سنتا ہے اور نہ سمجھتا ہے......اسطرح کی تصریحات عام کتب فقہ حنفیہ میں سینکڑوں جگہ موجود ہیں جسکی آئیندہ مفصل تفصیل آئیگی۔

☆ نیز متاخرین میں نواب قطب الدین علیہ الرحمۃ نے اپنی جامع التفاسیر میں کتنا صاف لکھا ہے......جاننا چاہئے کہ سماع اموات میں اگرچہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن مذہب امام اعظم کا اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع موتی کا ہے بدلیل آیت...... وما انت بمسمع من فی القبور کے الخ۔

پس جو شخص عدم سماع کے ثبوت میں صرف میت سے کلام کرنے میں حانث ہونے کے مسئلہ کی دلیل پیش کرے......عمرو اس پر اعتراض کرے ہم تو بفضلہ تعالیٰ کھلی تصریحات سے دلیل پکڑتے ہیں اشاروں سے ہم کام نہیں لیتے......پس عمرو مؤلف کے دس ورقہ رسالہ کی اکتالیس سطریں اس غلط فہمی کی وجہ سے بیکار تطویل لا طائل کے تحت میں داخل ہو کر بیکار کاغذ سیاہ کرنے کا باعث ہوئیں افسوس عمرو کو فہم نہیں ہے۔

قولہ :۔ مگر بے چارا منکر سماع موتی تو اسکا مصداق ہے...... الغریق یتشبث بکل حشیش...... یعنی ڈوبتا تو تنکے ہی کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔

اقول:۔ عمرو کی غلط فہمی پر ناظرین مطلع ہو چکے ہیں کہ زید نے حلف بالکلام کے مسئلہ سے کبھی حجت نہیں پکڑی عمرو کی ساری تحریر اس کے متعلق رائیگاں گئی...... ہاں جو نتیجہ عمرو اس تردید کے بعد نکالتا ہے کہ ڈوبتا تنکا ہی کا سہارا ڈھونڈتا ہے کتنی برجستہ مثل بیچارے نافہم عمرو نے اپنے لئے تحریر کی ہے۔

عمرو کو ثبوت سماعت اموات کے دلائل میں باوجود بڑے بڑے دعوے کے کوئی روائیت معتبر فقہ حنفیہ کی کسی معتبر کتاب سے نصیب نہ ہوئی مگر صرف ہرے سوکھے تنکے کی روائیت کہ ہر گھاس گورستان سے اکھیڑا نہ جائے۔

جس کو بیچارہ غلط فہم عمرو بڑے شدومد سے بہت سی کتابوں کے نام لیکر مصری کتابوں کی فہرست در فہرست ناموں کی پلٹ کرلایا تھا......افسوس ہے کہ اس روائیت کے بھی بے محل ہونے

کے علاوہ بیچارہ عمرو...... الفریق یتشبث بکل حشیش ......کا قدرتا مصداق ہوگیا۔

حضرات ......آپ انصاف کریں تنکوں کی روائیت سے کس نے اپنا دعویٰ ثابت کرنا چاہا پر وہ مقصود بھی حاصل نہ ہوا پس واللہ کیا عمدہ کسی نے کہا ہے......چاہ کندہ را چاہ درپیش...... وحکم الرجل علی نفسه ......اپنے لئے آپ ہی عمرو نے خطاب اور لقب تجویز کرلیا کہ ڈوبتا تنکوں کا سہارا ڈھونڈتا ہے عمرو ہی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں تنکوں کی روائیت لایا ہے وہی غریق ہوا اور وہی تنکوں سے سہارا ڈھونڈنے والا ہوا۔

قوله :۔تیسرے حضرت عائشہ کا خود ادراک روحی کے متعلق روایات کثیرہ ارشاد فرمانا دال ہے کہ انکار جسد کے متعلق ہے نہ روح کے ورنہ خود روائیت فرماتی ہیں کہ واللہ جب سے امیر المؤمنین عمر دفن ہوئے......الخ۔

اقول :۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہر ایک قسم کی سماعت اموات کے سخت مخالف تھیں رہیں وہ روائیتیں جو کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماعت وغیرہ کے متعلق مروی ہیں وہ اصلا صحت کو نہیں پہنچیں......چنانچہ مستدرک کی والی روائیت کا مفصل حال معلوم ہو چکا ہے کہ وہ روائیت سخت درجے کی ضعیف ہے اس کا مؤلف رافضی ہے پس روائیت غلط ہے تب اس پر قیاس لڑانا غلط درغلط ہوگا۔

قوله :۔اپنے بھائی عبدالرحمان کی قبر پر تشریف لا کر فرماتی ہیں۔واللہ لو حضرتک مادفنت حیث مت ولو شهدتک مازرتک ...... یہ حدیث شریف صحاح میں موجود ہے۔الخ

اقول :۔عمرو بیچارہ صرف الفاظ جمع کرنے جانتا ہے اسے تحقیق سے کچھ کام نہیں اور نہ اسے تحقیق آتی ہے یہ حدیث جو عمرو نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی کے مزار پر جانے کی نقل کی ہے یہ حدیث موضوع ہے......راوی اس حدیث کا سخت رافضی متعہ باز شخص ہے جس کا کسی طرح اعتبار ہو ہی نہیں سکتا۔

راوی ابن جریج صاحب؟:۔اب لیجئے اس حدیث کا اسناد...... حدثنا حسین بن حریث قال حدثنا یونس عن ابن جریج عن عبداللہ بن ابی ملیکۃ قال توفی عبدالرحمان ......الخ......ترمذی

اس روائیت میں ہم آپ کو ایک ہی راوی اکسیر کا بنا بتائے دیتے ہیں یہ راوی جن کا لقب ابن جریج ہے جو عبداللہ بن ابی ملیکۃ سے روائیت کرتا ہے حضرت کے حال میں لکھا ہے....

☆ میزان الاعتدال جلد۲ صفحہ ۱۳۶ مطبع لکھنو...... قد تزوج نحو من تسعین امراۃ نکاح المتعۃ کان یری الرحفۃ فی ذلک ۔

یہ حضرت متعہ کرنا درست جانتے تھے اور بذات خاص نوے عورتوں سے متعہ کر چکے تھے (از مؤلف ۔خدا جانے پورے سو کیوں نہ کئے یہ دس کس کیلئے چھوڑ دئے تھے)

پس ایسے متعہ باز راویوں کی حدیث سے حضرت امام اعظم کے مذہب کی بیخ کنی کی جاتی ہے عمرو کو کچھ خدا سے بھی شرم آتی ہے پس اس راوی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی ہے......اور دوسری بات اسی راوی ابن جریج کی اور سن لیجئے ۔

خلاصہ :۔☆ تہذیب التہذیب مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۲ میں لکھا ہے عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الاموی......الخ ۔عن ابن ابی ملیکۃ و عکرمۃ مرسلا ابن جریج ......راوی ابن ابی ملیکۃ سے منقطع روائتیں کرتا ہے پس یہ روائیت جن کو عمرو نے نقل کیا ہے ابن جریج نے ابی ملیکۃ سے منقطع روائیت کیا ہے ۔

☆ اور ابن جریج کی منقطع روائیت کی نسبت میزان جلد۲ صفحہ ۱۳۶ میں لکھا ہے

قال عبداللہ بن احمد بن حنبل قال ابی بعض ھذہ الاحادیث اللتی کان یرسلھا ابن جریج احادیث موضوعۃ کان ابن جریج لا یبالی من این یأخذھا ۔

خلاصہ :۔امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ وہ حدیثیں جو کہ ابن جریج لفظ عن سے روائیت

کرے وہ جھوٹی اور موضوع حدیثیں ہوتی ہیں اوابن جریج نہایت لاابالی شخص تھا اسے یہ تمیز نہ تھی کہ وہ کہاں سے حدیث لیتا ہے۔

پس لوگو انصاف کرو کہ عمرو کس قدر جھوٹی روایتوں سے سماع موتی ثابت کر رہا ہے وہ کس قدر حنفی مذہب کا دشمن ہوا ہے وہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان روایتوں سے توہین کرنا چاہتا ہے اعاذنا اللہ من ذلک۔ جب اصل روائیت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کی قبر پر جانا ثابت نہ ہوا تب اس پر قیاس من گھڑت لگانا کہ اینٹ پتھروں سے کلام کیا وغیرہ وغیرہ یہ ساری گفتگو جانوروں کی بولی سے زیادہ وقعت کا کلام نہ ہوگا۔

قولہ :۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب مقبرہ میں تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مؤمنین ۔

اقول :۔حضور اکرم ﷺ صاحب معجزات تھے آپ سے پتھر کلام کرتے تھے اور آپ کی بات سنتے تھے اگر مردوں نے آپ کے خطاب کو سنا تو کونسا تعجب ہے جیسا کہ بدر کے قصہ میں عموما فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مردوں سے کلام فرمانے کو معجزہ لکھا ہے...... جیسا وہ بدر کا واقعہ اعجاز تھا ایسا ہی آپ کی ذات سے ہر وقت اعجاز جاری تھا آپ کی آواز پر پہاڑ درخت لبیک کہتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مردوں سے خطاب کرنا سلام کرنا غیر کے لئے حجت نہیں ہوسکتا۔

قولہ :۔اور دیگر احادیث میں یہ بھی وارد ہے...... کیف اقول یا رسول اللہ قال قولی السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین المسلمین (الحدیث)......کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پتھروں سے سلام علیک کرنے کو فرماتے تھے۔

اقول :۔کوئی حدیث آج تک صحیح اس مضمون کی وارد نہ ہوئی جو ثابت کرے کہ حضور اکرم ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مردوں کا سلام کرنا اور خطاب کرنا تعلیم فرمایا بے شک خود خطاب کیا مگر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں تعلیم نہیں کیا اور کس طرح حضور ﷺ غیر ثابت بات تعلیم فرماتے عمرو

چونکہ محدث نہیں ہے اس لئے اسے اس حدیث کی صحت اور ضعف کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔

ناظرین غور کریں...... کہ وہ روائیت جس کا حوالہ عمرو دیتا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو مردوں سے خطاب کر کے سلام کرنا تعلیم فرمایا یہ حدیث مسلم میں نسائی میں مسند امام احمد وغیرہ میں منقول ہے مگر ان سب طریقوں میں وہی ابن جریج متعہ باز راوی جو نوے متعہ کر چکے تھے اس حدیث کو روائیت کرتے ہیں۔

اور علاوہ اس سقم کے اور بھی بہت سے سقم روائیت کی اسناد میں موجود ہیں جو محدثین پر مخفی نہیں ہیں مگر بیچارا عمرو واردو کے رسالہ دیکھنے والا کیا جانے گا باقی السلام علیکم خطاب مردوں سے کرنا اس کا مفصل جواب سابق میں گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

قولہ :۔ آثار میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ صدیقہ نے ایک عورت کی میت کو دیکھا ان کے سر میں زور سے کنگی کی جاتی ہے فرمایا...... علی ما تنصون میتکم۔

اقول :۔ اثار امام محمدؒ کا نام سن کے میں تو ڈرا تھا کہ ضرور عمرو کے ہاتھ کوئی روائیت امام محمد صاحب سے سماعت کے ثبوت میں آ گئی مگر وہاں رکھا کیا تھا...... پھر جناب نے اس روائیت میں دو غلطیاں کیں ہیں۔

☆ اول یہ اثار امام محمدؒ ہمارے سامنے موجود ہے طبع لکھنوص ۱۴۰ اسکے لفظ میں ہیں......

محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حما د عن ابراھیم ان عائشۃ ام المؤمنین رأت میتا یسرح راسہ فقالت علی ما تنصون میتکم.

ختم ہوئی روائیت پس عمرو نے اس روائیت کا ترجمہ کیا کہ صدیقہ نے ایک عورت کی میت کو دیکھا اس کے سر میں زور سے کنگی کی جاتی تھی فرمایا کس جرم پر اپنے مردے کی پیشانی کے بال کھینچتے ہو......پس عمرو نے جو عورت کی میت کو لکھا ہے یہ کون سے لفظ کا ترجمہ کیا ہے روائیت میں صرف میت کا ذکر ہے عورت مرد کا کچھ ذکر نہیں ہے یہ مؤلف کی غلطی ہے۔

☆ دوسری غلطی مؤلف کی یہ ہے کہ یسرح کا ترجمہ زور سے کرنا لکھا حالانکہ یسرح کا ترجمہ

مطلق کنگی کرنا ہے زور کا لفظ من گھڑت اور نا جائز ہے مؤلف نے اپنی جانب سے ملایا پھر اس روائیت سے میت کے بالوں میں کنگی کرنا نا جائز ثابت ہوگا روح کی سماعت کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔ لیجئے یہ دوسری روائیت حنفی مذہب کی کتاب سے عمرو نے پیش کی ہے جس کو سماعت اموات سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ وارے تیرے دلائل کا تو کیا کہنا ایسے ہی دلائل کا پھریرا جہاں میں لہرلیا ہے کہ یہی دلائل دنیا میں گونج رہے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

قــولــه :۔ بہر حال حضرت صدیقہ ادراک ارواح کی قائل ہیں اور اگر نہ مانو گے تو کس قدر اعتراض وارد ہوں گے۔

اقــول:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی ادراک روحی کی قائل ہیں جو آخرت کی باتوں کے متعلق ہے مثلاً دوزخ جنت عذاب ثواب وغیرہ کا روح کو ادراک ہے حضرت عائشہ صدیقہ سماع اموات روح کیلئے ہو یا جسد کیلئے سب کو قرآن مجید کے خلاف جانتی ہیں اور آپ عدم سماع کی قائل اور سماع اموات کی سخت مخالف ہیں اور جناب صدیقہؓ پر کوئی ذرہ برابر اعتراض وارد نہیں ہوتا عمرو غور کرے۔

قوله :۔ اب رہا قصہ آیت کریمہ کا وہ بھی ملاحظہ ہو اول تو یہاں نفی اسماع ہے نہ نفی سماع پھر مانعین کو کیا سود جو محل نزاع ہی نہیں۔

اقول:۔ آیت کریمہ کے قصہ کو عمرو بہت ہی سہل سا جان کر پیش کرتا ہے مگر غریب کو یہ خبر نہیں کہ اس کی ساری علمیت یہاں رائیگاں جائے گی اور پھر بھی وہ آیت کریمہ کا جواب نہ دے سکے گا۔

☆ اچھا آپ آیت لیجئے...... اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ .

☆ دوسری آیت...... وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ......تم اموات اور قبر والوں کو نہیں سنا سکتے......

اب ان آیتوں کی نسبت عمرو یہ کہتا ہے کہ ان آیتوں میں نفی اسماع ہے نہ نفی سماع اور محل نزاع سماع ہے نہ اسماع مگر اس ضعیف العقل کو یہ معلوم نہیں کہ سماع فرع ہے اسماع کی جب انسان کی جانب سے اسماع بالکلیہ ندارد اور غارت ہو چکا جس کو عمرو بھی تسلیم کرتا ہے تب وہ سماع جو اس

اسماع کی فرع تھا قطعاً ندارد ہوا جب اصل ہی ثابت نہ ہو گی تو فرع کہاں سے ثابت ہو گی۔

پس اتنا تو مسلم ہوا کہ انسان بذات خاص اپنے کلام سلام کو بغیر کسی کے واسطے کے میت کو نہیں سنا سکتا یہ خاص نوع کا اسماع یعنی اسماع انسانی بالکل نابود ہے اور جس قسم کا اسماع ندارد ہوا اس خاص قسم کا سماع بھی معدوم ہونا لازم ہے۔

☆ اب رہی اس کی دوسری صورت کہ انسان جو مردوں سے یا قبر والوں سے کلام کرتا ہے وہ انہیں خود تو نہیں سنا سکتا مگر اس اسماع اور سماع کے درمیان رب العالمین واسطہ ہو کر مردوں کو سنا دیتا ہے اور جب یہ صورت ممکن ہے تو آیت شریف سے سماعت اموات کی نفی ثابت نہ ہو گی جیسا کہ عمرو کا مطلب ہے......

لیکن اب عمرو سے اس واسطہ کے ثبوت دوامی کی دلیلیں طلب کرنی چاہئیں پس عند الطلب عمرو نے ایک دلیل اور ایک نظیر دو آیتیں پیش کیں۔

☆ نظیر تو یہ ہے......اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ ......اے نبی تم جس کو ہدایت کرنا چاہو ہدایت نہیں کر سکتے لیکن جس کو اللہ ہدایت کرنا چاہے اس کو ہدایت کرتا ہے۔

اب ناظرین غور کریں......کہ یہ نظر کتنی بے محل ہے کیا جس جس شخص کو حضور ﷺ نے ہدایت کرنا چاہا ان سب کی ہدایت کو رب العالمین نے بھی چاہا کہ اور ہدایت کر دیا اور ہدایت پر لے آیا کیا آنحضرت ﷺ کا کسی کی ہدایت کے چاہنے کو خدا کا چاہنا لازم ہے انہیں آپس میں ...... ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود......کی نسبت موجود ہے یا نہیں ہے ظاہر ہے کہ نسبت نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سارے جہان کو مسلمان کر دینا چاہتے تھے مگر خدا نے نہ چاہا ہوئے ابی طالب وغیرہ بہت سے لوگوں کی ہدایت چاہتے تھے مگر خدا نے نہ چاہا۔

پس بالضرور......آنحضرت کی مشیت ہدایت کو خدا کی مشیت ہدایت لازم نہیں ہے خداوندا اپنے فعل میں خود مختار ہے خواہ کسی کی ہدایت کو چاہے خواہ نہ چاہے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ ہمارا کسی

کی ہدایت کا چاہنا جداگانہ چیز ہے جس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں مرتب ہوتا ہمارے چاہنے سے کوئی ہدایت پر نہیں آتا اور خداوند تعالیٰ کا چاہنا جداگانہ چیز ہے جس پر فی الفور نتیجہ مرتب ہوتا ہے مگر خدا کی مشیت نامعلوم ہے، ہم کو اسکی خبر نہیں ہے ہمیں خدا کی باتیں معلوم نہیں ہوسکتیں مثل مشہور ہے ......خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔

پس ہمارا کسی کی ہدایت کو چاہنا ایک محض نیک امید اور تمنا ہی تمنا ہے اس طرح ہمارا مردوں سے یا قبر والوں سے کلام کرنا خطاب کرنا سلام کرنا اور پھر یہ خیال کرنا کہ وہ سنتے ہیں محض ایک امید ہی امید ہے خالی تمنا ہے کیونکہ سماعت اموات موقوف ہے رب العالمین کی مشیت پر اور مشیت رب العالمین کا ہمیں علم نہیں ہے نہ اسکے علم حاصل کرنے کا ہمیں کوئی طریقہ حاصل ہے۔

پس جس کا موقوف علیہ غیر معلوم ہو اس کے موقوف کا بھی سن لیجئے جو کہ خاص دلیل ہے...... اِنَّ اللّٰـهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَـاءُ ......دلیل کی آیتوں سے انسانی اسماع کی نفی ثابت جو فریقین کی مسلم ہو چکی ہے مگر خداوندی اسماع اس جگہ متوقع ہوسکتا ہے لیکن خداوندی اسماع مطلق نہیں ہے بلکہ معلق اور مقید ہے بقید مشیت اور معلق مشیت کا مسئلہ علم عقائد میں مفرحہ موجود ہے ...... ان شاء فعله و ان شاء لم يفعل ......اس طرح کتب فقہ میں ہے۔

پس اس شکل میں آیت کریمہ کے یہ معنے ہوئے...... من شاء الله اسماعه اسمعه و من لم يشاء اسماعه لم يسمع ......جسکو اللہ سنانا چاہے گا سنا دیگا اور جس کو نہ سنانا چاہے گا نہ سنائے گا تقلیل سماعت اموات تو خود آیت کریمہ کے لفظ مشیت نے پیدا کر دی اگر اندھوں کو کچھ نظر نہ آئے نہ سہی مگر منصف لوگ تو اپنے مذہب کے خلاف میں بھی فیصلہ دے چکے ہیں۔

☆ جیسا کہ علامہ ابن التین فرماتے ہیں، علامہ عینی حنفی اپنی شرح بخاری جلد ۴ مطبع اسلام بول صفحہ ۲۲۴ میں نقل کرتے ہیں...... قال ابن التين لا معارضه بين حديث ابن عمر والاية لان الموتى لا يسمعون بلا شک لكن اذا اراد الله اسماع ماليس من

شانه السماع لم یمتنع لقوله تعالیٰ انا عرضنا الامانة علی السموات وقوله فقال لها وللارض ء أتیا ......الخ ......

یعنی علامہ ابن التین نے فرمایا کہ کوئی معارضہ حدیث ابن عمرؓ اور آیت انک لاتسمع الموتی میں نہیں ہے کیونکہ بیشک مردے نہیں سنتے مگر جب کبھی اللہ تعالیٰ چاہے اور ارادہ کرے اس نا قابل شے کو سنانا جس میں شان سننے کی نہ ہو جس میں سننے کی لیاقت بالکل نہ ہو وہ اسکو بھی سنا سکتا ہے جیسے زمین آسمان سے اس نے کلام کیا اپنی امانت کا بوجھ زمین آسمان اور پہاڑوں پر رکھنا چاہا مگر وہ قادران نا قابلوں کو بھی سنا سکتا ہے۔

نتیجہ :۔پھر اس طرح مردوں میں بھی سننے کے قابلیت نہیں ہے جب کبھی احیانا خدا کسی مردے کو کچھ سنانا چاہے تو سنا سکتا ہے جیسا کہ قصہ بدر میں آنحضرت ﷺ کی آواز مردوں کو سنا کر اپنے نبی علیہ السلام کا معجزہ ظاہر کر دیا جب آیت انک **لا تسمع الموتیٰ** اور **وما انت بمسمع من فی القبور** ...... میں اسماع انسان متکلم کا مفقود ہوا جسکو فریقین تسلیم کر چکے ہیں باقی رہا اسماع خداوندی وہ مشیت پر معلق ہے مطلق اور منجز نہیں ہے اور مشیت الٰہی کے پائے جانیکا ہمیں کسی طرح پتہ معلوم نہیں ہوسکتا ہے کہ فلاں مردے کا سنانا رب العالمین نے چاہا اور فلاں کا نہ چاہا اور اس وقت خدا نے سنانا چاہا اور اس وقت نہ چاہا۔

اور بلا تحقیق مشیت اسماع اسماع ندارد اور بلا اسماع سماع موتی مفقود دلیل کی حالت تو یہ مذبذب اور مدلول یعنی مسئلہ سماعت اموات مسئلہ فقیہ بھی نہیں بلکہ عقیدہ کا مسئلہ عمرو کے زعم میں جو شخص سماعت اموات کا قائل نہ ہو وہ مرتد کافر ہونا چاہے ورنہ خیر کم سے کم معتزلی بدعتی ضرور ہے۔

اھل علم فیصلہ کریں :۔اب اہل علم فیصلہ کریں......عمرو کہاں تک حق پر ہے اور ان سے کبھی کچھ پڑھا بھی ہے ......اب ہم اس تقریر کو چند فقروں میں بیان کر کے طے کرتے ہیں ...... **سماع الموتی موقوف علی اسماعه تعالی واسماعه تعالی موقوف علی مشیته تعالی** ......اب نتیجہ یہی نکلے گا کہ **سماع الموتی موقوف علی مشیته تعالی**

...... یونکہ موقوف علیہ کا موقوف علیہ اول کا موقوف علیہ ہوا ہے۔

☆ اب لیجئے...... سماع الموتی موقوف علی مشیته تعالیٰ و کل مشیته تعالیٰ غیر معلوم لنا ......ضرور یہ نتیجہ نکلے گا کہ...... سماع الموتی غیر معلوم لنا ...... یعنی سماع موتے کا ہم کو علم نہیں ہے۔

☆ اور لیجئے......سماع الموتی غیر معلوم لنا و کل ما هو غیر معلوم لا یجوز لنا ان نفقه ......نتیجہ نکلا...... سماع الموتی لا یجوز لنا ان نفقه ای یتبعه ...... یعنی مسئلہ ثبوت سماعت موتی کی پیروی کرنی ناجائز ہے اسی کو قرآن مجید بھی فرماتا ہے ...... لا تقف مالیس لک به علم ......

☆ اس آیت کا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ فرماتے ہیں ...... ومرپے چیزے کہ ترا دانش این نیست......

☆ اور حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......مت پیچھے چل اس چیز کے کہ نہیں تجھ کو ساتھ اس کے علم۔

☆ حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو۔

جائے غور ہے کہ ایسا غیر ثابت مسئلہ عقیدہ کا مسئلہ قرار دیا جائے اور منکر کو مرتد معتزلی وغیرہ دل کھول کر کہا جائے کیا قرب قیامت میں علم وتصوف کا بھی اثر ہے......معاذ اللہ معاذ اللہ

قولہ:۔ یہاں پر بھی ارشاد فرمایا ہے......اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ......یعنی یہ اسی کی قدرت ہے جو مردوں کو سنواتا ہے اور وہ سن لیتے ہیں یہاں سماعت ثابت ہوئی یا عدم سماعت۔

اقول:۔ ناظرین آپکے سامنے آیت کلام الٰہی یعنی......اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ موجود ہے اور اسکے جو ترجمے اردو وفارسی کے ہیں وہ بھی چھپے ہوئے

موجود ہیں ......شاہ رفیع الدینؒ کا لفظی ترجمہ ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ سنا تا ہے جسکو چاہے اور تو نہیں سنانے والا قبروں میں پڑوں کو......اسکے قریب شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں یہ ترجمہ آپکے سامنے موجود ہے ملاحظہ کرلیا جائے۔

اب عمرو چوبیس علموں کے ماہر نے بڑی علمی لیاقت کو صرف فرما کر محض خدائے عزوجل سے خوف لیا کہ جناب سید المرسلین علیہ السلام کی روح اقدس سے شرما کر من فسر القرآن برأیہ کی وعید سے ڈر کر جو آیت کا ترجمہ کیا ہے وہ بھی دیکھ لو......آیت کریمہ یہ ہے...... اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ......عمروان کا ترجمہ کرتا ہے یعنی یہ اس کی قدرت ہے جو مردوں کو سنواتا ہے اور وہ سن لیتے ہیں ......واہ واہ شاباش کیا کہنا ہے۔

اے حضرات ......اگر اس ترجمہ کی کوئی عربی بنائے تو ایک جدیدیت جس کا پتہ قرآن مجید فرقان حمید میں نہیں ہے شاید بعد میں کسی پر نازل ہوئی یا کسی کو الہام ہوا ہو گا طیار ہو جائے گی۔

اور وہ آیت یہ ہے ...... ولہ القدرة علی ان یسمع الاموات وھم یسمعون ۔پھر عمرو بڑے ناز سے فرماتے ہیں کہ کیوں اس آیت سے سماعت ثابت ہوئی یا عدم سماعت ......

مولانا اگر یوں نیا قرآن گھڑا جائے گا تو جو کچھ بھی آپ چاہیں گے وہ سب کچھ آیت سے ثابت ہو جائے۔قادیانی صاحب قصبہ قادیان کا نام بھی شاید قرآن سے ثابت کرتے ہیں عمرو بھی جو کچھ چاہے ثابت کرے کون روکتا ہے۔

قولہ:۔اور اگر مان لو کہ نفی سماع ہے تو سماع مطلق کی نفی نہیں بلکہ سماع قبول کی نفی ہے بمعنی عدم الانتفاع ......الخ ......جسکے معنی یہ ہیں کہ کفار وعظ ونصیحت نہیں سنتے یعنی قبول نہیں کرتے اس سے نفع نہیں اٹھاتے۔

اقول:۔آیتوں میں جو لفظ موتی اور من فی القبور کا لفظ وارد ہے اس میں سلف صالحین اور علمائے مجتہدین اور فقہائے کاملین کے دو مذہب ہیں۔

☆ اول کا قول جو حضرت امام اعظمؒ کی مرضی کے موافق اور اصول فقہ حنفیہ کے مطابق ہے

وہ یہ ہے کہ لفظ موتی کو اپنے حقیقی معنی موضوع لہ پر قائم رکھا جائے اور لفظ موتی کے دوسرے معنے بطور استعارہ یعنی کفار مراد نہ لئے جائیں جیسا کہ یہی مذہب جمہور کا ہے۔

اور علامہ ابن حجر محدث فتح الباری شرح بخاری طبع مصر ج ۷ ص ۲۳۷ میں فرماتے ہیں ......

وقد اختلف اهل التاویل فی المراد فی قوله تعالیٰ انک لا تسمع الموتی و کذالک المراد بمن فی القبور فحملته عائشةؓ علی الحقیقة و جعلته اصلا احتاجت معه الی تاویل قوله علیه السلام ماانتم باسمع لما اقول منهم وهذا قول الاکثر ......

خلاصه :۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اکثر علماء اہل اسلام آیت ......انک لاتسمع الموتی ...... میں حقیقی معنی یعنی اموات مراد لیتے ہیں اور یہی مذہب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور یہی خلاصہ اصول فقہ حنفیہ کا ہے۔

☆ چنانچہ حضرت ملک العلماء سند الاصفیا مولانا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد جن کے فتوے کو عمرو اکثر گلی کوچوں کارخانوں میں عوام کو دکھاتا پھرتا ہے اور ان کے فتوؤں کی سند پکڑتا ہے وہ بزرگ اپنے رسالہ لطائف رشیدیہ مطبوعہ بالائی پریس ساڈھورہ صفحہ ۹ میں خاص سماع موتی کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں اور اس مضمون کی جس کو علامہ ابن حجر نے لکھا ہے قریب قریب تصدیق کرتے ہیں۔

سوال:۔ سماع موتی کہ از احادیث ثابت است و آیۃ کریمہ انک لاتسمع الموتی اگر بظاہر خود ہم داشتہ آید اگرچہ محل تامل است باز ہم تخصیص آں از احادیث چرانمے کنند و اگر بتعمیم آیت نظر کردہ آید سماع موتی سلام احیاء وغیرہ راچہ جواب است آیا حدیث متروک است یا چگونہ وچہ خرابی است درین کہ سماع را از احادیث ثابت گویند و در آیت نفی سماع قبول واجابت چنانچہ از سباق وسیاق آیت مفہوم مے شود مراد باشد غرض تحقیق دریں مسئلہ چیست۔

الجواب:۔ مسئلہ سماع موتی کا قرن اول میں مختلف ہوا ہے اب اس کا فیصلہ تو ممکن ہی نہیں مگر بتقلید اپنے مجتہد مقلد کے کوئی ترجیح کی جانب اگر میلان کرے تو مضائقہ نہیں سو مسلک حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کا مثل طریقہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے یہ ہے کہ آیت قطعی کو اپنی حالت میں رکھ کر اور معنی حقیقی پر حمل کرکے کہ اصل موضوع لہ ہے حدیث میں کہ شرح قرآن ہے تاویل مناسب ہے جب تک قطع معنی حدیث پر حاصل نہ ہو جاوئے ...... چنانچہ اصول میں مبرہن ہے پس آیت انک لاتسمع الموتی قطعی خاص اور احادیث سماع ظنی اخبار احادیث سے تخصیص کس طرح درست ہو سکتی ہے۔

پس جب اکثر اور جمہور کا مذہب لفظ موتی کو معنی حقیقی پر محمول کرتا ہے اور یہی مسلک حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہے جو کہ استاد تھیں گروہ کثیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور پھر یہی مذہب اور مسلک ہے حضرت امام اعظم کا اور یہی اصول فقہ حنفیہ میں ثابت اور مقرر ہو چکا ہے تب کیوں اور کس لئے موتی کے معنی موضوع لہ اور معنی حقیقی نہ لئے جاویں بالضرور یہی معنی مراد لئے جائیں۔

☆ اور دوسرا قول یہ ہے کہ موتی سے معنی مجازی مراد ہیں یعنی کفار جن کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے حق اور اسلام اور قرآن سے اعراض کرنے کی وجہ سے۔

☆ جیسا کہ فتح الباری کی جلد ۷ صفحہ ۲۳۷ میں لکھا ہے ...... قیل هو مجاز والمراد بالموتی وبمن فی القبور الکفار شبهوا بالموتی وهم احیاء .

☆ اور حضرت مولانا ملک العلماء گنگوہی قدس اللہ سرہ الجلی والخفی بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں لطائف صفحہ ۹ پھر اس آیت میں استعارہ ہے کہ کفار کو اموات وصم سے تشبیہ دیا ہے۔ الخ

بہرصورت آیت میں لفظ موتی کے دو معنی لئے گئے ہیں اب عمرو مثبت سماعت اموات سے سوال کیا جائے کہ لفظ موتی سے جبکہ اس لفظ کے حقیقی معنی یعنی اموات مراد لئے جائیں تو اب اس کا مصداق کیا تسلیم کرتے ہیں جسد یا روح۔

اگر عمرو کہے کہ لفظ موتی سے جسد مراد لیتے ہیں تب تو عمرو کی اس قدر طولانی عبارت کو جو اس نے اپنے فتوے کے صفحہ ۱۴ میں لکھی سب اس پر وبال ہو جائے گی جسکو ہم بطور اختصار نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے سماع قبول کی نفی ہے بمعنی عدم الانتفاع جسکے معنے یہ ہیں کہ کفار وعظ

ونصیحت نہیں سنتے یعنی قبول نہیں کرتے ......الخ ......ایسا ہی مردوں کونصیحت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ وہ اب نفع اٹھا سکتے ان کے عمل ختم ہوئے نہ یہ کہ وہ سنتے ہی نہیں پتھر بن گئے ایسا ہی کفار سنتے ہیں پتھر نہیں ہو گئے مگر مثل مردوں کے نفع نہیں حاصل کرتے۔الخ

اس عبارت کا مطلب اور جو کچھ اس مطلب پر دلائل عمرو نے پیش کئے ہیں ا نکا عمرو کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ انک لاتسمع الموتی میں جو مردے مذکور ہیں وہ ضرور سنتے ہیں۔

☆ اور یہاں آیت کے لفظ موتی سے جسد مراد لیا گیا تو بالتصریح جسد کی سماعت ثابت ہوئی اور عمرو اس کا انکار کر چکا ہے تو قرار علی ماعنہ الفرار لازم آیا۔

☆ دوسرا اعتراض یہ ہوگا کہ لفظ من جو آیت ......وماانت بمسمع من فی القبور میں ہے یہ لفظ من حقیقۃ ذوالعقول کیلئے اور مجازاً غیر ذوالعقول کیلئے استعمال کیا جاتا ہے مگر محض غیر ذی روح کیلئے لغت عرب میں کہیں مستعمل نہیں ہوا اور یہاں من فی القبور سے محض جسد بلا شمولیت روح کے مراد لی گئی ہے اور خلاف لغت عرب کے قرآن کی تفسیر کرنا منع اور ناجائز ہے۔

پس بالضرور من سے کوئی جاندار چیز قبر میں مدفون مراد لی جائیں اور اگر آیتوں میں لفظ موتی اور من فی القبور سے روح مراد لی جائے تب ہمارا یہ مطلب ثابت ہوگا کہ لفظ موتی جو قرآن میں دو تین جگہ بحالت انکار سماعت موتی مذکور ہے اور اس لفظ موتی سے روح مراد لی گئی اور عمرو نے بھی اس کو تسلیم کر لیا۔

پس اب اگر کتب فقہ کی عبارت ان المیت لا یسمع عندھم یا اس کے قریب قریب عدم سماعت کے ثبوت میں پیش ہوں تب عمرو ان عبارتوں کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہاں میت سے یا موت سے جسد مراد ہے کیونکہ وہ ساری عبارتیں کتب فقہ وغیرہ کی بالکل قرآن مجید کی آیتوں کے مطابق ہوں گی اور ان سے موتی کی روح مراد ہوگی کیونکہ عمرو خود قرآن مجید کی آیتوں میں لفظ موتی سے روح مراد لینا تسلیم کر چکا ہے اب اس کا انکار صحیح نہ ہوگا۔

اور اگر عمرو ان آیتوں میں لفظ موتی اور من فی القبور سے معنی مجازی یعنی کفار مراد لینا

ہے تب بھی عمرو سے سوال ہے کہ یہ جب تشبیہ معنوی ہے تو ضرور کسی معنی کا استعارہ کیا جائے گا اور یہ معانی پیدا ہونگے الفاظ سے اب عمرو جو عدم سماع قبول کو وجہ استعارہ بنا تا ہے یہ دراصل کون سے لفظ سے پیدا ہوئے بالضرور لفظ موتی سے پیدا ہوں گے۔

اور لفظ موتی میں دو باتیں ہیں اس کے دو مصداق ہیں جنکے اوصاف جدا جدا ہیں اگر موتی کا مصداق جسد موتی ہے تب بقول عمرو اس کا وصف عدم سماع مطلق ہے اور اگر موتی کا مصداق روح موتی ہے تب اس کا وصف عدم سماع قبول ہے نہ عدم سماع مطلق۔

پس عمرو سے پوچھا جائے کہ استعارہ کی صورت میں لفظ موتی کا کونسا مصداق مراد لیا ہے تا کہ اس مصداق کا وصف کفار کیلئے مستعار کیا جائے اگر عمرو کہے کہ جسد موتی مراد ہے تب تو وہی اعتراضات وارد ہوں گے کہ اصل مستعار منہ میں عدم سماع مطلق تھا وہی کفار میں ثابت ہوگا اور یہ عمرو کی عبارت اور تصریح کے خلاف ہے وہ کفار میں سماع قبول کی نفی کرتا ہے ...... جیسا کہ عبارت رسالہ ثبوت سماعت موتی کے صفحہ ۱۵ میں عمرو نے خوب زور لگا کر ثابت کیا ہے۔

اور اگر مراد لفظ موتی سے روح موتی ہے اور روح کے اوصاف کفار کے لئے مستعار کیے گئے وہ بقول عمرو عدم سماع قبول ہے اور زید کے نزدیک عدم سماع مطلق پس عمرو پر اس جگہ بہت سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں جن کو عمرو کبھی انشاء اللہ اٹھا نہیں سکتا ان کی تفصیل یہ ہے ان آیتوں میں کفار کا ذکر موجود نہیں ہے بلکہ موتی کا ذکر ہے اب موتی سے کفار مراد لینا باصطلاح اہل علم استعارہ ہے اور استعارہ میں بھی استعارہ مصرحہ۔

☆ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی حاشیہ مطول میں فرماتے ہیں ...... وعرف الاستعارة بان تذكره احد طرفي التشبيه وتريدبه اى بالطرف المذكور الاخراى الطرف المتروك مدعياد خول المشبه في جنس المشبه به كما تقول فى الحمام اسد وانت تريد به الرجل الشجاع وقسمها الى المصرحه والمكنى عنها وعنى بالمصرح بها ان يكون الطرف المذكور من طرفي التشبيه هو المشبه به ...

پس آیتوں میں مشبہ بہا موتی مذکور ہے اور مراد اس سے کفار مشبہ ہے اب یہ استعارہ مصرحہ ہے اور استعارہ مصرحہ میں بقاعدہ علم بیاں وجہ شبہ مشبہ بہ میں قوی بلکہ اقوٰی ہونی فرض ہے اور یہ صحت استعارہ کیلئے شرط ہے اگر ایسا نہ ہوگا تو استعارہ باطل ہو جائے گا.......

☆ اب کتب فن کی چند عبارتیں سن لیجئے مولانا عبدالحکیم ...... علی المطول و کون وجه الشبه اقوی شرط فی استعارة المصرحة فقط علامه دسوقی علی المختصر وتوضیح ذلک ان الاستعارة تعتمد التشبیه والتشبیه الذی بنی علیه الاستعارة یقتضی قوة المشبه به عن المشبه فی وجه الشبه ....

☆ اور علامہ سعدالدین مختصر میں فرماتے ہیں ...... والجامع یجب ان یکون فی المستعار منه اقوی.

☆ ابراہیم دسوقی۔اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں ...... وقوله اقوی ای من نفسه حال کونه فی المستعار به وانما وجب ذلک لتکون الاستعارة مفیدة ......

پس لفظ موتی آیت میں مشبہ بہ ہے اور کفار مشبہ ہے اور وجہ مشبہ عدم سماع پس یہ وجہ شبہ موتی میں اقوی اور کامل ہونی فرض ہے ورنہ استعارہ باطل ہوگا اور بلاغت قرآنی میں فرق رہ جائے گا۔

☆ حضرت مولانا مولوی رشید احمد قدس سرہ الصمد نے بھی اسکو خوب وضاحت سے بیان کیا ہے لطائف رشیدیہ صفحہ ۹ پھر اس آیت میں استعارہ ہے کہ کفار کو اموات وصم سے تشبیہ دیا ہے اور مستعار منہ میں معنی وجہ شبہ حقیقی ہوتے ہیں۔

☆ چنانچہ ظاہر ہے کہ میت اور اصم میں صلاح سماعت نہیں لہذا معنی عدم اجابت کے جو مجاز ہے مشبہ بہ میں لینا کیسے درست ہوگا البتہ مشبہ میں یہی مراد ہے الخ ......جب آیت انک لا تسمع الموتی میں استعارہ مصرحہ ہے اور استعارہ مصرحہ میں وجہ شبہ مشبہ بہ میں اقوی ہونا فرض اور شرط صحت استعارہ ہے۔

پہلا اعتراض :۔اب عمرو مثبت سماعت اموات سے پوچھا جائے کہ جب موتی مشبہ بہ اور کفار مشبہ دونوں میں عمرو وجہ شبہ یکساں بتاتا ہے یعنی عدم سماع قبول مشبہ بہ موتی میں اور وہی عدم سماع قبول کفار مشبہ میں عمرو پر فرض ہے کہ مشبہ بہ موتی میں وجہ شبہ اقوی طور پر پیدا کرے ورنہ استعارہ باطل ہوتا ہے اور بلاغت اور اعجاز قرآنی میں فرق آتا ہے۔

اگر عمرو حضرت مولانا رشید احمد سرہ الصمد کی تحریر پر عمل کرے تو نہایت کام سہل ہے یعنی لفظ اموات جس کا مصداق ارواح اموات تسلیم کی جا چکی ہے ......اس میں عدم سماع مطلق مراد لے اور کفار میں عدم سماع قبول تب استعارہ بھی درست ہو جائے گا اور بلاغت قرآنی بھی اپنی جگہ قائم رہے گی ......ورنہ عمرو پر اعتراض ہوگا کہ اصطلاح اہل عرب اور علم بیان کے کیوں خلاف کیا گیا جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض :۔عمرو پر یہ ہوگا کہ وہ قلب موضوع کا مرتکب ہوا جس کسی طرح کسی فن میں جائز نہیں ہوسکتا نہ کوئی عالم ایسا کرسکتا ہے یعنی علم بیان میں مصرحہ ہے کہ استعارہ مصرحہ میں وجہ شبہ کا مشبہ بہ میں اقوی ہونا فرض واجب لازم شرط صحت استعارہ ہے۔

عمرو نے اس کے برعکس کیا کہ الٹا مشبہ بہ یعنی اموات میں کم اور کفار مشبہ میں وجہ شبہ اقوی ثابت کیا کیونکہ جب وجہ شبہ عدم سماع قبول ہے وہ اموات مشبہ بہ میں نہایت کم ہے کیونکہ اس نے اپنے رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ اموات قبروں میں قرآن مجید کو رغبت سے سنتے ہیں صوت قرآن سے مانوس ہوتے خوش ہوتے قبروں پر ذکر الٰہی کرنے سے مردوں کو انس ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور کفار کی حالت یہ تھی کہ صوت قرآن سے سخت متنفر ہو کر قرآن کی آواز سے نفرت کھا کر اپنے کانوں میں انگلیاں دیتے قرآن پڑھنے کی جگہ سے کوسوں دور بھاگتے تھے قرآن پڑھنے والے کو قتل کرتے قرآن مجید کی بے عزتی کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

اب اہل علم انصاف کریں ......کہ وجہ استعارہ یعنی عدم سماع قبول مشبہ کفار میں کس

قدر قوی اور اقوی اور کامل اکمل موجود ہے اور اموات اور اہل قبور میں کس قدر کمزور اور قریب بدارد کے چاہیے تو یہ تھا کہ اموات مشبہ بہ میں وجہ شبہ قوی ہوتی یہاں اسکے برعکس ہے اور یہ قلب موضوع ہے جسکا عمرو مرتکب ہوا ہے۔

تیسرا اعتراض:۔عمرو پر یہ ہوگا اس تشبیہ یعنی ......انک لاتسمع الموتی ......آیت میں تمام فقہاء حنفیہ نے مشبہ بہ اموات کی جانب عدم سماع مطلق اور کفار مشبہ کی جانب عدم سماع قبول مراد لیا ہے اور اس کو بالتصریح فرمایا ہے عمرو اموات اور کفار میں دونوں میں وجہ شبہ مساوی یعنی عدم سماع قبول مراد لے کر سارے فقہائے حنفیہ کا مخالف ہوا ......عبارات فقہائے حنفیہ یہ ہیں۔

☆ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ...... هذا التشبيه لحال الكفار في عدم اذعانهم للحق بحال الموتى وهو يفيد تحقيق عدم سماع الموتى اذ هو فرعه ......

☆ علامہ عینی حنفی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۲۵ میں فرماتے ہیں...... قال الليث السمرقندي رحمه الله هذا مثل ضربه للكفار فكما انك لا تسمع الموتى فكذالك لا تفقه كفار مكة ......

اب ملاحظہ کر لیجئے کہ میت مشبہ کی جانب عدم سماع مطلق ہے کیونکہ نکرہ خیز نفی میں موجود ہے اور کفار مشبہ کی جانب عدم سماع قبول جسکو لفظ فقاہت سے تعبیر کیا اسی طرح عام کتب حنفیہ میں لکھا ہے......اور حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ الصمد نے بھی اسکو خوب واضح فرمادیا ہے اسطرح شامی حاشیہ درمختار اور فتح القدیر وغیرہ میں درج ہے۔

قولہ :۔تو تشبیہ عدم انتفاع میں ہوئی نہ عدم سماع مطلق میں اللہ پاک سمجھ دے۔

اقول:۔تشبیہ میں وجہ شبہ کا مشبہ میں اقوی اور اکمل ہونا فرض ہے اور بغیر اس کے استعارہ مصرحہ جو آیت......انک لا تسمع الموتی ...... میں مذکور ہے کسی طرح درست نہیں ہوسکتا.... آپ نے مشبہ اور مشبہ بہ دونوں میں وجہ شبہ برابر بلکہ مشبہ یعنی کفار میں کامل اکمل اور موتی مشبہ بہ

میں ناقص اور کمتر تسلیم کیا ہے اللہ پاک سمجھ دے اور کتب فن معانی اور بیان کے مطالعہ کی توفیق دے
۔

قولہ :۔☆ اب سند لیجئے ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں...... **النفی منقلب علی نفی النفع لا علی مطلق السمع** .

اقول :۔عمرو کو کچھ یاد نہیں رہتا اس لئے مکرر سمجھانا ضروری ہے آیت...... **انک لا تسمع الموتی** ...... میں اکثر اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہاں کوئی تشبیہ اور استعارہ نہیں ہے بلکہ لفظ موتی اور من فی القبور اپنے معنی حقیقی پر قائم ہیں...... جیسا کہ فتح الباری اور لطائف رشیدیہ وغیرہ کی عبارت اوپر نقل ہو چکی ہے۔

دوسرا قول جو کسی قدر ضعیف ہے وہ یہ ہے کہ آیت...... **انک لا تسمع الموتی** وغیرہ میں مجاز ہے اور موتی سے مراد کفار ہیں اور یہ استعارہ مصرحہ ہے جیسا کہ اوپر مفصل بیان کیا گیا اب عام فقہائے حنفیہ اور اکثر علماء شافعیہ اور مفسرین نے حسب قاعدہ علم بیان مشبہ بہ اموات میں وجہ شبہ یعنی عدم سماع مطلق تسلیم کیا اور پھر اس کو بطور استعارہ مجازا کفار میں لے جانا چاہا تب ان پر فرض تھا کہ حسب قواعد علم بیان وجہ تشبیہ مشبہ میں کمزور رکھتے..... لہذا انہوں نے کفار میں عدم سماع قبول مراد لیا اور موتی میں عدم سماع مطلق مراد لیا۔

☆ چنانچہ ہم حضرت سید الفقہائے والعلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد قدس سرہ الصمد کی عبارت نقل کرتے ہیں جو صاف طور سے اس معنی کو ثابت کرتی ہے لطائف رشیدیہ صفحہ ۹.... آیت میں استعارہ ہے کہ کفار کو اموات وصم سے تشبیہ دیا ہے اور مستعار منہ میں معنی وجہ شبہ کے حقیقی ہوتے ہیں...... چنانچہ ظاہر ہے کہ میت اور اصم میں صلاح سماع نہیں لہذا معنی عدم اجابت کے جو مجاز ہے مشبہ بہ میں لینا کیسے درست ہوگا........ البتہ مشبہ میں یہی مراد ہے اسی طرح تمام فقہا نے بالتصریح لکھا ہے مشبہ بہ اموات اور........ **من فی القبور** ...... کی جانب عدم سماع مطلق اور کفار مشبہ کی جانب صرف عدم اجابت اور عدم سماع قبول ثابت کیا ہے جیسا کہ ابھی

عبارتیں کتب فقہ کی مذکور ہو چکی ہیں اور آپ نے ملاحظہ کیں کہ مشبہ بہ کی جانب سماعت مطلقہ اور کفار مشبہ کی جانب عدم فقاہت یعنی سماعت قبول کو منفی کیا ہے۔

☆ اسی طرح کتب عقائد میں بھی لکھا ہے شرح مقاصد بول ج ۲ ص ۱۶۳...... واما قوله تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور فتمثیل لحال الکفرة بحال الموتی ولا نزاع ان المیت لا یسمع .

پس صاف میت کی جانب سے سماع مطلق کی نفی موجود ہے کیونکہ جملہ فعلیہ قوت میں نکرہ کے ہوتا ہے اور نکرہ تحت میں نفی کے فائدہ عموم کا بخشتا ہے جس کا مطلب میت کی جانب سے سماع مطلق کی نفی ہے اسی طرح سینکڑوں کتابوں کی عبارتوں میں موجود ہے عاقل کے لئے ایک دو بھی بہت ہیں۔

اب عمرو یادر کھے...... کہ حنفیہ نے انک لا تسمع الموتی میں اگر تشبیہ کو تسلیم کیا ہے تب مشبہ بہ یعنی موتی میں سماع مطلق کی نفی اور مشبہ یعنی کفار میں سماع قبول کی نفی مراد لی ہے اور عمرو نے جو اس کے خلاف عبارتیں پیش کی ہیں پس وہ عبارتیں پیش کردہ عمرو ہرگز اس اصول حنفیہ کے خلاف نہیں ان عبارتوں میں کوئی لفظ اس اصول کا مخالف نہیں ہے...... چنانچہ فرد املاحظہ لیجئے۔

قوله :۔اب سند لیجئے ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں...... النفی منقلب علی نفی النفع لا علی مطلق السمع یعنی نفی آیت انک لا تسمع الموتی میں جو لفظ موتی میں بطور استعارۃ کفار مراد ہیں اس میں نفی قائم ہوگی نفع سماع پر نہ مطلق سماع پر پھر اسکا کیسے انکار ہے۔

اقول:۔ہم اور سارے حنفی یہی کہتے ہیں کہ کفار میں نفی سماع قبول اور نفی نفع ہے نہ نفی مطلق سماع کی...... پس ملا علی قاری نے عمرو کے کیا موافق اور ہمارے کیا خلاف کہا ملا علی قاری رحمۃ علیہ نے بالکل ہمارے موافق فرمایا ہے عمرو کا ملا علی قاری کی اس عبارت کو اپنی دلیل میں پیش کرنا غلط فہمی ہے اور چوبیس علموں کے عالم نے ضمیروں کے مرجعوں میں غلط فہمی کی ہے......

قوله:۔☆ صاحب تفسیر مدارک حنفی لکھتے ہیں...... شبه الكفار بالموتى حيث لا ينتفعون بمسموعهم......

اقول:۔عمرو بیچارے کو یہاں ضمیروں کے مرجع معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بڑی بھاری غلطی واقع ہوئی اس سادہ لوح غریب نے ینفعون میں ضمیر فاعل اور بمسموعہم کی ضمیر جمع مذکر کو موتی کی طرف راجع کر لیا ہے...... حالانکہ فاعل ینفعون اور مرجع ھم ضمیر کا بمسموعہم عام میں موتی نہیں ہے بے شک کفار اپنے نصائح وغیرہ سے نفع نہیں اٹھاتے یہ تو وہی مطلب ہے جو ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ کفار مشبہ کی جانب انتفاع اور مشبہ بہ اموات کی جانب عدم سماع مطلق حنفیہ نے تسلیم کیا ہے جس کی تصریح مولانا رشید احمد قدس سرہ الصمد اور سارے حنفیہ کر چکے ہیں کہ کفار مشبہ کی جانب عدم انتفاع اور مشبہ بہ اموات کی جانب عدم سماع مطلق حنفیہ نے تسلیم کیا ہے جس کی تصریح رشید احمد قدس سرہ الصمد اور سارے حنفیہ کر چکے ہیں۔

خلاصہ:۔زید اور عمرو مثبت سماعت اموات میں اس جگہ پر یہ بحث ہے کہ تفسیر مدارک کی عبارت حیث لاینتفعون میں ضمیر فاعل اور بمسموعہم میں ضمیر ہم کا مرجع اموات ہیں یا کفار...... عمرو کہتا ہے کہ اموات ہیں اور زید حنفی کہتا ہے کہ کفار ہیں...... اور زید اس دعوے پر چند دلیلیں پیش کرتا ہے۔

دلیل اول:۔یہی آیت قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی موجود ہے اور پھر اسی آیت کی تفسیر صاحب مدارک حنفی وہاں بھی یہی فرماتے ہیں اس کو بھی ملاحظہ کر لیا جائے۔

☆ مدارک سورت نمل آیت...... انک لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء اور...... ولو مدبرين بهادى العمى عن ضلالتهم الآية...... لما كانوا لا يعون ما يسمعون ولا به ينتفعون شبهوا بالموتى وهم احياء...... الخ۔

☆ اب اس تفسیر سے آپ کو واضح ہو گیا کہ...... فاعل لا ینتفعون فعل کا اور مرجع ضمیر ھم کا کفار ہیں اموات ہرگز نہیں...... عمرو اپنی غلط فہمی پر اڑا ہوا ہے اسے اپنی غلط فہمی پر بڑا فخر ہے خدا مبارک کرے۔

تنبیه :۔ یہاں صاحب تفسیر خازن شافعی نے اچھا فیصلہ دیا ہے عبارت خازن کی یہ ہے......انک لا تسمع الموتی یعنی موتی القلوب وھم الکفار ومعنی الایة لفرط اعراضھم عما یدعون الیه کالمیت الذی لا سبیل الی سماعه ......الخ.

یعنی چونکہ کفار نہایت درجہ ......قرآن سے......اسلام سے......پیغمبر علیہ السلام سے......ہدایت سے.........اعراض کرتے اور منہ موڑتے تھے بوجہ شدت سے اعراض کرنے کے کفار میت سے تشبیہ دیا جس میت کیلئے سننے کا کوئی رستہ نہیں رہا۔

دلیل ثانی :۔ اگر حیث لا ینتفعون بمسموعاتھم میں ضمیریں اموات کی طرف راجع ہوں گی تب عمرو مؤلف کی وہ ساری روائتیں کہ مردہ قبر میں ......صوت قرآن سے انس پاتا ہے، ......ہرے گھاس کی تسبیح سے انس پاتا ہے......ذکر الٰہی سے انس پاتا ہے......وغیرہ وغیرہ سب قسم کا انتفاع ندارد اور غارت ہو جائے گا کیونکہ جملہ فعلیہ قوت میں نکرہ ہوتا ہے اور نکرہ نفی کے تحت میں فائدہ عموم کا بخشتا ہے ہر ایک قسم کا نفع مسموعات اموات کا اموات سے ندارد ہوگا عمرو ذرا ہوش سے عبارت لکھا کرے۔

قوله :۔ حلبی لکھتے ہیں......السماع المنفی فی الآیة بمعنی السماع النافع وقد اشار الی ذلک الحافظ الجلال السیوطی ......الخ ....سماع الموتی کل کلام الخلیق حق . الخ

اقول :۔ یہ حلبی شافعی المذہب کوئی شخص ہوں گے یہ عبارت جو عمرو نے حلبی کی طرف منسوب کر کے لکھی ہے یہ مراقی الفلاح مصری کے حاشیہ پر بغیر کسی خاص شخص کی طرف نسبت کئے یوں لکھا ہے.......واجب ایضا طرف المثبت ......الخ ......والسماع المنفی فی ھذہ الآیة ونحوھا ھو النافع وقد اشار الی ذلک الجلال فقال سماع الموتی کلام الخلق ....الخ .

وہی نظم مذکور ہے جو عمرو نے لکھی ہے پس یہ عبارت کسی شافعی المذہب حلبی نامی شخص کی

معلوم ہوتی ہے نہ حنفی کی۔ عمرو کتاب کا نام بتائے تب مفصل جواب دیا جائے گا اور شافعیہ کے جواب کی ہمیں ضرورت زیادہ نہیں ہے صرف اتنا کافی ہے کہ زید حنفی مذہب امام اعظم کا مقلد ہے نہ شافعیہ کا۔

قولہ :۔ روح البیان میں ہے..... وانما شبهوا بالموتی لعدم انتفاعهم بما يتلی عليهم من الايات .

اقول :۔ یہاں بھی مرجع ان ضمائر کا کفار ہیں نہ موتی عمرو کی عادت ہے کہ وہ منکرین سماع کو بھی اپنی طرف شمار کرتا ہے اچھا جاؤ فیصلہ ہے روح البیان جس کی عبارت عمرو اچھل اچھل کر دکھا رہا ہے ہم جہاں سے روح البیان کی عبارت دکھائیں......ناظرین اسے غور کریں.......

☆ روح البیان ج۴ سورہ ملائکہ آیت...... وما انت بمسمع من فی القبور شبه الله تعالیٰ من طبع علی قلبه بالموتی ففی عدم القدرة علی الاجابة فكما لا يسمع اصحاب القبور وقد يجلسون كذالک الكفار لا يسمعون ولا يقبلون الحق ....

لیجئے یہاں صاحب روح البیان نے کھول دیا کہ جس طرح قبر والے مردے نہ سنتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں اسی طرح کفار نہ سنتے ہیں اور نہ حق کو قبول کرتے ہیں۔

اب فرمائیے کہ صاحب روح البیان حنفی عمرو کے ہم عقیدہ مثبت سماعت ہیں یا زید کے جو صاف لفظوں میں سماعت اہل قبور کا انکار کرتے ہیں پس عمرو کی عقل پر تباہی چھائی ہوئی ہے وہ اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ادھر سے ادھر سے جمع کر کے عبارتیں لکھ کر عوام کے سامنے علمیت جتاتا ہے خدا اس پر رحم فرمائے اور ہمیں بھی اپنی خاص رحمت میں جگہ دے.......آمین آمین آمین......

قولہ :۔ بیضاوی شریف میں ہے...... وانما شبهوا بالموتی لعدم انتفاعهم باستماع ما يتلی .

اقول :۔ بیضاوی شافعی مقلد زمخشری کی عبارت کا بھی وہی مطلب ہے کہ کفار مشبہ میں عدم انتفاع مراد ہے یہ ضمیریں راجع ہیں کفار کی طرف نہ اموات کی طرف جیسا کہ غلط فہمی سے عمرو

سمجھا...... یہی صاحب بیضاوی سورۃ روم فانک لاتسمع الموتی کی تفسیر میں اسی قسم کے الفاظ بولتے ہیں جن سے مطلب صاف ہوجاتا ہے۔ **فانک لا تسمع الموتی وهم مثلهم لماسدوا عن الحق مشاعرهم.......**

اب تو صاف معلوم ہوا کہ صاحب بیضاوی کا وہ قول جس کو عمرو نے نقل کیا ہے اس کی ضمیریں کفار کی طرف ہیں نہ اموات کی طرف پس یہ عبارت بھی حنفیہ کے مطابق ہے کہ مشبہ یعنی کفار کی جانب قبول اور مشبہ بہ یعنی اموات میں عدم سماع مطلق یہ عبارت مخالف نہیں ہے.... مگر بیچارے عمرو کو فہم نہیں ہے....... نیز عمرو تو قبر والوں کو صوت قرآن سے صوت ذکر سے ہرے گھاس کی تسبیح سے خوش اور مسرور اور مانوس ہونیوالا جانتا ہے پھر یہ ساری عبارتیں اس مطلب کے برخلاف ہوجائیں گی عمرو کو کچھ غور کرنا بھی تو شرط ہے۔

قوله:۔ اگرچہ احقر کے نزدیک کثیر سندیں موجود ہیں۔

اقول:۔ عمرو کے پاس سوائے غلط فہمی کم سمجھی نادانی کے کچھ بھی موجود نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ابھی عمرو کی سندوں کا حال بیان کردیا ہے کہ وہ غریب کبھی مرجع نہ سمجھ سکا کبھی اسے عبارت کا مطلب نہ آیا کہیں اس نے عبارت چھپائی یا بدلی اس کے سوا اس نے اپنے رسالہ میں اور کیا کہا ہے ناظرین اہل علم ملاحظہ کرلیں۔

قوله:۔ اگر اصل سماع منفی ہوگا تو بموجب ہماری تطبیق کے جسد خاکی کے واسطے ہوگا ہم اس کے مدعی نہیں روح سنتی ہوگی۔

اقول:۔ اگر اب جسد خاکی سماعت کے قائل نہیں روح کی سماعت کے قائل ہیں تب ایک روائیت حضرت امام اعظمؒ سے یا ایک روائیت صاحبین سے یا جمہور فقہائے حنفیہؒ کا ایک قول کسی معتبر کتاب سے یا ایک روائیت مفتی بہ کتب متداولہ فقہ سے مثلاً...... ہدایہ، درمختار، کنزالدقائق، قدوری، یا ان کی شروحات یا فتاوی سے مثلاً...... عالمگیری، قاضی خان، وغیرہ سے ایسی نقل کردیجئے جو کہ بالتصریح بمعنی موضوع لہ بطور دلالت مطابقی اس بات کو ثابت کریں کہ اموات کی

روح کا اہل دنیا کے کلام کو سننا حنفی مذہب میں ثابت ہے ورنہ بغیر اس کے بے فائدہ مشقت ہے۔

اور چونکہ عمرو مثبت ہے اور مدعی ہے لہذا ان کے ذمہ دلیل کا پیش کرنا ثبوت لانا فرض ہے اور زید مانع ہے زید کے ذمہ ثبوت نہیں ہے خواہ پیش کرے یا نہ کرے اسکی تو اختیاری بات ہے اور عمرو مجبور ہے بغیر ثبوت پیش کئے اسے چارہ نہیں ہوسکتا۔

قوله:۔روح سنتی ہوگی شفاء السقام میں علامہ سبکی فرماتے ہیں...... **لا تدعی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد الموت لحی وهو الروح .**

اقول:۔حیف صد حیف بلکہ ہزار حیف.......یہ بڑا دعوی حنفیت کا کہ آج آپ کے خیال میں آپ کے برابر کوئی پکا حنفی نہ ہوگا حنفی مذہب سے بحث ہو بحیثیت عالم حنفی کے عمرو ثبوت سماع کا رسالہ لکھے پھر دعوے کرے کہ روح سنتی ہے اس دعوے پر دلیل لائے کہ علامہ سبکی شافعی یہ فرماتے ہیں .... **لا تدعی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد الموت لحی وهو الروح** ....برین عقل و دانش بباید گریست.......

عمرو کی حنفیت کا حال معلوم ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عمرو کے پاس کوئی ثبوت حنفی مذہب کا نہیں ہے بیچارا شافعی علماء کو دعائیں دے جن کے اقوال سے کچھ عزت رہ گئی ورنہ خاک پاس نہ تھا۔

قوله :۔شفاء السقام میں علامہ سبکی فرماتے ہیں.......**لا تدعی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد الموت لحی وهو الروح** ....

اقول :۔علامہ سبکی نے اس مسئلہ میں بڑا چکر کھایا ہے جو ان کی پریشانی کی محکم دلیل ہوسکتا ہے ....یہی سبکی اسی شفاء السقام کے باب الادراک میں لکھتے ہیں.......فاما قوله تعالیٰ انک لا تسمع الموتی نحن نقول به وانما نقول یسمعون اذا ردت الیهم ارواحهم ....یعنی سبکی تسلیم کرتے ہیں کہ اموات نہیں سنتے تاوقتیکہ ان میں روح رد نہ کی جائے اب اورارواح کا مسئلہ خود شافعی المذہب لوگوں کا سن لیجئے۔

☆ علامہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ مطبوعہ مصری صفحہ ۸۵ بشری الکیب میں لکھتے ہیں

......قال الشافعی مذہب اہل السنۃ ان ارواح الموتی ترد فی بعض الاوقات من علیین او من سجین الی اجسادہم فی قبورہم عند ارادۃ اللہ تعالیٰ.........الخ۔

خلاصہ :۔پس ارواح ہر وقت نہ قبروں میں ہیں نہ جسد میں ہاں جب کبھی اللہ چاہے اس وقت ارواح اجساد کی طرف رد کی جاتی ہیں اور چونکہ یہ روحوں کا جسد کی طرف رد ہونا اللہ کی مشیت اور ارادہ پر موقوف ہے اس لئے ہم اس کیلئے کوئی وقت بھی اپنی طرف مقرر نہیں کر سکتے نہ شارع علیہ السلام نے ہمیں کوئی وقت بتایا۔

اب سن لیجئے.......سبکی صاحب کا تسلیم کردہ یہ مسئلہ ہے کہ بغیر روح کے رد کئے قبر والے نہیں وہاں اہل سنت کے نزدیک روح کے لئے کوئی وقت ہی معلوم نہیں ہے اب سماعت اموات کا مسئلہ کہاں غائب ہوا در روح کا علم ہوگا نہ سماعت اموات ثابت اور جائز ہوگا۔

اب رہی یہ بات کہ علامہ سبکی نے رد ارواح پر ایک یہ دلیل بھی قائم کی ہے

.....ویقطع بان الحیاۃ تعود الی المیت واما انہ ھل یموت بعد ذلک موتہ ثانیۃ لھم یردنی الاحادیث لکن فی کلام بعضھم مایقتضیہ وحمل علیہ قولہ ربنا امتنااثنتین .الخ .

پس اسکا جواب مفصلا اوپر گزر چکا ہے کہ مفسرین کا قول مشہور اور مستفیض بھی ہے جو ایت ربنا امتنا اثنتین سے قبر میں دوبارہ مر جانا ہے اور تمام علماء اھل کلام وعقائد نے نہایت زور سے لکھ دیا ہے کہ قبر میں زندہ ہوکر پھر مر جانا ہے پس یہ مسئلہ اوپر محقق ہو چکا ہے۔

پس جب ثابت ہوگیا کہ قبر میں روح آخر مردہ کو زندہ کرتی ہے پھر نکل کر میت کو مار دیتی ہے اور سماعت اموات کا قبضہ بدن روح کے ناممکن ہوا تب صاف ثابت ہوا سماعت اموات ندارد ہے فقط جسد سنتا نہیں اور روح یہاں موجود نہیں وہ علیین یا سجین میں جیسا کہ ابھی امام شافعی کا قول اس بات کو ثابت کر چکا ہے جس کا مقتضی یہ ہے کہ روح اہل سنت کے نزدیک

علین یا سجین میں ہے نہ قبر میں جب کبھی اللہ چاہتا ہے قبر کی طرف بھیج دیتا ہے ہر وقت روح قبر میں نہیں رہتی۔

رہا قبر کا عذاب یا ثواب اس کیلئے روح کی ضرورت نہیں خداوند مردے کو ذرہ ذرہ مٹی میں حس عذاب یا ثواب محسوس کرنے کا پیدا کرتا ہے جیسا کہ کتب عقائد اور کتب فقہ حنفیہ کی عبارتیں مکرر اس بات میں نقل ہو چکی ہیں پھر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول بکی پر حجت قویہ ہے کہ مرجانے کے بعد روح امور غیبیہ سماویہ میں ایسی مصروف اور مشغول ہوتی ہے کہ روح کو امور دنیا کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔

روح کا بحالت زندگی ایک طرف مشغول ہو کر دوسری طرف سے غافل ہونا یہ مسئلہ بھی مفصل اوپر گزر چکا ہے یہاں ایک حدیث یہاں کے مناسب حال نقل کی جاتی ہے جسکو مشکوۃ باب مایقال عند من حضرة الموت میں ذکر کیا ہے...... عن عبدالرحمٰن بن کعب عن ابیہ قال حضرت کعبًا الوفاة اتته ام بشر بنت البراء بن معرور فقلت یا ابا عبدالرحمان ان لقیت فلانا فاقراء علیه منی السلام فقال غفر الله لک یا ام بشر نحن اشغل من ذلک قال یا ابا عبدالرحمن اما سمعت رسول الله ﷺ یقول ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنة قال بلی قالت فهو ذالک . رواه ابن ماجه والبیهقی.

خلاصہ :۔ جب حضرت کعب کی موت کا وقت قریب آیا تب ام بشر صحابیہ ان کے پاس آئیں اور یہ فرمایا کہ اے کعب تم مرنے کے بعد میرا سلام فلاں کو پہنچانا یہ سن کر حضرت کعب نے فرمایا اللہ تمہاری مغفرت کرے اے ام بشر ہم مرجانے کے بعد نہایت مشغول ہوں گے سلام پیام پہنچانے کا ہوش نہ ہوگا...... یہ سن کر حضرت ام بشر نے فرمایا کہ کیا تم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ نہیں سنا کہ روحیں مومنوں کی سبز جانوروں کے قالبوں میں ہوں گی اور جنت کی میوہ خوری کرتی ہوں گی۔ فرمایا کعب نے کہ ہاں ایسا سنا ہے۔ تب کہا ام بشر نے کہ بس میری بھی یہ

مراد ہے۔

اے حضرات ......اس روائیت نے یہ بتادیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عام خیال میں آخرت کی بے حد مشغولیت راسخ تھی نیز اگر ملاقات ارواح کی باہم ہے تو جنت میں روحوں کی سکونت ہے تو جنت کے باغوں میں اس کے متعلق آیندہ بھی تفصیل انشاء اللہ آئے گی۔

قوله:۔مگر ڈھیٹ کا کوئی علاج نہیں۔

اقــــول:۔ بے شک ڈھیٹ ہونالا علاج مرض ہے اور کج فہمی کم عقلی پر بڑھاپے میں بہکنا سہو ونسیان یہ بھی سب سے زیادہ شدید مرض ہے.......نعوذ باللہ من ذالک۔

قوله:۔شیخ فرماتے ہیں اشعۃ اللمعات میں۔

اقول:۔شیخ کا قول حرفا حرفا ہماری گذشتہ تقریر سے رد ہو چکا ہے جو عاقل کیلئے کافی ہے۔

قوله :۔اور پر ظاہر ہے کہ آیت شریفہ کا منطوق اگر مطلق عدم سماع موتی ہوتا تو حضور پر نور ﷺ ہرگز موکد بقسم کر کے نہ فرماتے....والذی نفس محمد بیدہ ماانتم باسمع ما اقول منھم ......کیا خلاف قرآن شریف فرماتے معاذ اللہ من ذلک آیات تو مکیہ ہیں اور سرور عالم ﷺ کا فرمانا بعد ہجرت ہے مگر یہ مانعین خوب سمجھے....اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اقــــول:۔ یہاں عمرو نے اپنی غیر مقلدی یہاں تک ظاہر کردی کہ جو الفاظ زمانہ حال کے غیر مقلدین کہتے ہیں بجنسہ وہی لفظ وہی عبارت منہ سے نکال بیٹھا عام طور سے غیر مقلدین بھی کہتے ہیں کہ اگر آیت....... اذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ....جو کئی آیت ہے اور جس کو حنفی ممانعت قراۃ مقتدین پیش کرتے ہیں اگر اس آیت کا مطلب قرآت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ہوتا تب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں جا کر لا صلاۃ لم یقرء بفاتحہ الکتاب۔ قرات فاتحہ کو فرض کیوں فرماتے ....کیا آنحضرت ﷺ قرآن کا مطلب نہیں سمجھتے تھے کیا آنحضرت خلاف قرآن شریف فرماتے معاذ اللہ آپنے ملاحظہ کیا لفظ بلفظ مطابق ہوا.......عمرو مخفی غیر مقلد اور کھلے غیر مقلدوں کا اعتراض حنفیہ پر کس طرح من وعن ایک ہوگیا......تا مروسخن نگفتہ

باشد.......دل کا حال بات سے معلوم ہوتا ہے.......

اے حضرات.......ہم حنفیہ کھلم کھلا غیر مقلدین کو یہی جواب دیتے ہیں اور عمرو کو بھی ہم انشاء اللہ دونوں حضرات کے جواب کیلئے حاضر ہیں اب عمرو اپنا جواب سن لے کر قرآن مجید....... انک لا تسمع الموتی واما انت بمسمع من فی القبور ....میں عادت اور تشریح کا انکار ثابت کیا گیا ہے یا خرق عادت اور معجزہ کا بھی بطلان کر دیا ہے عام فقہائے حنفیہ کی عبارتیں اوپر منقول ہو چکی ہیں کہ متفق اللفظ فقہائے حنفیہ قصہ بدر کو معجزہ فرماتے ہیں۔

اور پھر اور سن لیجئے.......بعض کفار اور ان کے دلوں کو پتھروں سے تشبیہ دیا ہے....... ثم قست قلوبکم من بعد ذالک فھی کاالحجارۃ او اشد قسوۃ ....تو اس کا یہ مطلب ہے کفار پتھر کی طرح حق کی جانب سے سخت اعراض کرنے والے ہیں اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اعجاز پتھروں میں جاری نہیں ہوسکتا نہایت موکد فرما کر ارشاد کرتے ہیں....... انی لاعرف حجر ابمکۃ کان یسلم علی قبل ان البعث انی لا عرفہ الان .... رواہ مسلم.

اب آیت کا یہ مطلب ہوا کہ پتھر عام طور سے نا قابل ہوتے ہیں اسی طرح کفار کے دل نا قابل حق ہیں مگر بعض پتھر بطور اعجاز آپ کو سلام کرتے آپ پر ایمان لاتے ہیں اعجاز کا انکار آیت سے نہیں نکلتا پس خداوند تعالیٰ عمرو کو سمجھ عطا کرے اور باقی اور جوابات اس قصہ بدر کے اس کے موقعہ پر سابق میں گزر چکے ہیں وہاں دیکھے جائیں۔

قولہ :۔ رہا ایک عذر اعذار بارادہ مانعین سے ان کا جواب بھی سن لینا چاہئے وہ یہ ہے کہ میں یعنی ہم عوام کے واسطے سد باب کرتے ہیں.......الخ۔

اقول:۔ یہ عذر کوئی ناواقف یا جاہل بیوقوف کرتا ہوگا زید تو ڈنکے کی چوٹ پہ کہتا ہے کہ بیچارے عمرو کے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ قیامت تک ہوسکتی ہے سوائے کم فہمی اور طبیعت کی الجھن کے یا عبارتوں کے بدلنے تحریف کرنے کے .... ہاں جو شخص یہ عذر کرے عمرو اسے مخاطب کرے یہاں تو بفضلہٖ نہایت گرم دلائل اور قوی حجتیں موجود ہیں۔

قوله:۔ ہم تو ہزاروں سے تھوڑوں کا نام لکھ دیتے ہیں زید دیکھ لے اور پڑتال لے۔

اقول:۔ عمرو چاہے جتنے حنبلیوں، شافعیوں کے نام لکھے سب بیکار ہیں قیامت تک اس کو ایک روائیت بھی حضرت امام اعظم یا صاحبین یا جمہور فقہائے حنفیت سے خاص سماعت روح کے متعلق نصیب نہ ہوئی اور نہ انشاء اللہ ہوگی عمرو اطمینان رکھے چونکہ عمرو زید کو اپنی پیش کردہ فہرست کے دیکھنے اور پڑتال کرنے کا حکم کرتا ہے......اس لئے زید عمرو کی فہرست کو پڑتال کر کہتا ہے کہ جیسی فرضی جھوٹی فہرست یہ عمرو نے پیش کی ہے آج تک کسی ادنی اعلی نے ایسا نہ کیا ہوگا اور نہ ایسی جھوٹی فہرست عوام کو قبضہ میں لانے کیلئے پیش کی ہوگی اب ہم عمرو کی فہرست کی پڑتال کرتے ہیں۔

قوله:۔ اسماء گرامی علماء مجوزین سماع۔

اقول:۔ بہت سے اس میں سے شافعی حنبلی ہیں بہت سے وہ حنفی ہیں جو بالتصریح سماعت اموات کارد کرتے ہیں اور عدم سماعت کو حنفی مذہب بتا کر خوب زور اور تحقیق سے عدم سماعت ثابت کرتے ہیں عمرو نے انہیں بھی مجوزین میں شامل کرلیا......قلم عمرو کے ہاتھ میں ہے ماننے والے معتقد موجود ہیں پھر کیا چاہئے اگر عمرو رات کو دن، دن کو رات کہے گا ہاں میں ہاں ملانے والے موجود ہیں پس اس موقع پر تحقیق کا کیا ذکر ہے۔

قوله:۔ جمهور الصحابة كثير من التابعين و كثير من تبع تابعين ....

اقول:۔ اللہ اکبر......یہ کہنا بڑا دھوکہ ہے کہ کوئی یہ کہے جمہور صحابہ سماعت اموات کے قائل تھے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ صحابہ ایک لاکھ سے زائد ہیں بھلا اگر سچے ہو تو دس صحابہ سے اسم وار سماعت اموات کا ثبوت دیدو ورنہ چھوڑ دو......بلکہ ایک مجمع صحابہ میں جبکہ بی بی عائشہ صدیقہؓ نے حضرت ابن عمرؓ سے قصہ بدر کی نسبت لفظ یسمعون پر اعتراض کیا اور اس کو قرآن مجید کے خلاف بیان کیا خود ابن عمرؓ لفظ ہم یسمعون کو روائیت کرنیوالے اس مجمع صحابہ میں موجود تھے حضرت عائشہؓ کے طور پر سب نے عدم سماعت کو قبول فرمالیا۔

☆ لو دیکھو فتح الباری شرح بخاری مصری جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ قول البخاری...... ما قال ابن

عمر رضی الله عنه شیئا قال الطیبی وغیرہ ظهرت لابن عمر الحجة فسکت
ندعنا...... یعنی حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کے سامنے ان کے اعتراض پر کچھ نہ کہا
خاموش ہوئے طیبی وغیرہ اس سکوت کا منشایہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرو کے نزدیک قول عائشہؓ
کی صریح دلیل ظاہر ہوگئی اس لئے خاموش ہوئے...... پر کہاں سے اور کونسی کتاب سے اور کس
مقام میں عمرو نے مذہب جمہور صحابہ کا سماعت اموات کا دیکھا جو اس نے یہ غلط تحریر چھاپ دی۔

رہی روائیت بدر کی اس کا مفصل جواب ہو چکا ہے کہ وہ اعجاز پیغمبر علیہ السلام تھا خواہ وہ
لفظ یسمعون ہو یا اسمع ہو سب کچھ صحیح ہے اور سب کچھ حضور ﷺ کا معجزہ تھا جیسا کہ فقہائے حنفیہ
کی تصریحات اوپر مذکور ہو چکی ہیں۔

قوله:۔ کثیر من التابعین و کثیر من تبع تابعین .

اقول:۔ یہ سب کچھ کچے خیالات عمرو کے ہیں جسکا کچھ بھی ثبوت نہیں ہے وہ جسے چاہے سماعت
اموات کا قائل کہدے اسے اپنے دعوے پر نقل صحیح لانیکی ضرورت نہیں ہے اس نے زبانی دعویٰ
کیا لوگوں نے تسلیم کیا پھر وہ کیوں عبارات نقل کرنیکی تکلیف اٹھائیں۔

اب ہم پوری وہ فہرست جو نام بنام عمرو نے مجوزین سماع کے اپنے رسالہ میں نقل کی
ہے اپنے ناظرین کیلئے نقل کرتے ہیں پھر اس کی تنقیح کر کے عمرو کی غلط بیانی کا اظہار کریں گے۔

فہرست مجوزین پیش کردہ عمرو...... جمہور الصحابہ کثیر من التابعین ...... وکثیر من تبع
التابعین۔

ملا علی قاری حنفی صاحب مرقات...... صاحب نور الایضاح ومراقی الفلاح استاد شرنبلالی
ابوبکر بن محمد حدادی حنفی صاحب جوہرہ نیرہ ......ابراہیم بن محمد حلبی حنفی صاحب غنیہ
مولانا جامی حنفی ......علامہ ابوالسعود محمد حنفی
سید احمد طحطاوی حنفی ......شیخ جمال مکی حنفی
بحر العلوم مولانا عبد العلی حنفی ......شیخ الاسلام دہلوی حنفی

عارف باللہ عبدالغنی نابلسی حنفی	........علامہ خیرالدین رملی حنفی
محمد بن علی دمشقی حنفی صاحب حدیقہ ندیہ	........صاحب فتاوی خیریہ
شارح تنویر حسن بن عمار مصری شرنبلالی حنفی	........محمد بن احمد حموی حنفی
امام صدر کبیر حسام الدین صاحب فتاوی کبیر حنفی	........امام شہاب الدین بزازی حنفی
صاحب مضمرات امام شہاب الدین تورپشتی حنفی	........یوسف بن عمر صوفی حنفی
عارف باللہ حکیم ترمذی ابن عبدالبر مالکی	........قاضی عیاض مالکی
قاضی خان حسن بن منصور حنفی اوزجندی	........ابوالقاسم صفار حنفی
امام قسطلانی شافعی صاحب مواہب	........امام سیوطی شافعی
نواب قطب الدین خان صاحب	........مولوی اسحاق صاحب
عزالدین بن عبدالسلام شافعی	........امام فخرالدین رازی شافعی
محمد بن یوسف کرمانی حنفی	........علامہ تفتازانی شافعی
امام غزالی شافعی	محب الدین طبری شافعی
صاحب عیاض حنفی	........محمود بن محمد بخاری حنفی
شمس الائمہ حلوائی حنفی	........برہان الدین فرغانی حنفی
محمد بن محمد حنفی صاحب کافی	........امیر الحاج حنفی صاحب حلیہ
شیخ نظام الدین جامع عالمگیری	........مولانا عبدالحق محدث دہلوی
علاؤالدولہ سمنانی شافعی	........امام نووی شافعی
قاضی ناصرالدین بیضاوی شافعی	........امام یافعی شافعی
صاحب شفاء السقام شافعی	........امام سخاوی شافعی
شہاب الدین رملی شافعی	........ابن حجر مکی شافعی
ابن حجر عسقلانی شافعی	........صاحب امام سبکی شافعی

امام محمد عبدری مکی مالکی	.........عبدالروف منادی شافعی
شاہ ولی اللہ صاحب حنفی	.........شاہ عبدالرحیم صاحب حنفی
شاہ عبدالعزیز صاحب	.........مرزا جان جاناں
قاضی ثناء اللہ پانی پتی	مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
مولوی اسماعیل صاحب	مولوی خرم علی صاحب

.........رحمهم الله تعالیٰ علیهم اجمعین.........

اقــول :۔اے حضرات.........عمرو نے سب ملا جلا کر چونسٹھ نام مجوزین کے پیش کیے ہیں جن میں سے پورے چھبیس نام شافعی مالکی حنبلی وغیرہ وغیرہ غیر حنفیہ علماء کے درج ہیں ایسے نام اگر ایک ہزار بھی عمرو درج کرے گا تو بھی بیکار ہیں.........کیونکہ سوال میں شرط حنفی کی موجود ہے اور یہ لوگ حنفی نہ تھے پس مفت کاغذ سیاہ کیوں کیا گیا.........اب رہے حنفی علماء ان کی فہرست پیش کرنے میں بھی عمرو نے دیانت سے کام نہیں لیا چنانچہ ہم ظاہر کئے دیتے ہیں.........لیکن پہلے چند اور قاعدے یاد کرنے لازم ہیں۔

قــاعـده اول :۔جس حنفی عالم کی صریح عبارت ثبوت سماعت روح کے متعلق عمرو اپنے رسالہ ثبوت سماعت میں تحریر کر چکا ہوگا وہ عالم مجوز سماعت نہ قرار دیا جائیگا اور اسکا نام مجوزین سماعت کی فہرست میں درج کرنا غلط اور محض مردم شماری کا زیادہ کرنا سمجھا جائیگا۔

قاعده دوسرا :۔جس عالم سے عدم سماعت کی تصریح موجود نہ ہوگی وہ بھی مجوزین کی فہرست سے خارج کیا جائے گا۔

قــاعـده تیسـرا :۔جس حنفی عالم نے کوئی بات کشف وکرامت کی بیان کی ہوگی وہ عالم بھی مجوزین سماعت کی فہرست سے خارج کیا جائے گا کیونکہ کرامات بحث سے خارج ہیں۔

قــاعـده چوتھا :۔شافعی مالکی حنبلی وغیرہ علماء کے قول بوجہ غیر حنفی ہونے کے خارج ہیں کیونکہ بحث حنفی مذہب سے ہے ان چاروں باتوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد ناظرین غور کریں کہ عمرو کی

پیش کردہ فہرست میں چونسٹھ سے چھبیس کم ہوئے تب انتالیس باقی رہے۔

☆ اب قاعدہ نمبر ایک کو ملاحظہ کر لیجئے کہ جس عالم حنفی کی صریح عبارت سماعت ارواح اموات کے متعلق عمرو کے رسالہ میں مذکور نہ ہوگی وہ نام فرضی ہو کر فہرست مجوزین سے خارج کیا جائے گا۔

چنانچہ یہ چودہ نام اور فرضی ہیں.........جن کی کوئی تصریح سماعت اموات کے متعلق عمرو کے رسالہ میں موجود نہیں ہے۔

بحر العلوم	....	مولانا جامی
علامہ ابوالسعود محمد حنفی	....	محمد بن علی دمشقی
ابو بکر محمد حدادی	....	محمد بن محمد حنفی صاحب کافی
امیر الحاج صاحب حلیۃ	....	محمد بن یوسف کرمانی حنفی
صاحب، عباب حنفی	....	محمود بن محمد بخاری حنفی
یوسف بن عمرو صوفی حنفی	....	شمس الائمہ حلوائی حنفی
برہان الدین فرغانی حنفی	....	ابوالقاسم صفاء

یہ نام مندرجہ شامل فہرست کئے گئے ہیں اگر اس سے قبل عمرو ہم سے کہتا کہ مجھے ایک تذکرہ علمائے حنفیہ کا لکھنا ہے تب ہم انشاء اللہ بڑے بڑے تذکرے اور تراجم علمائے حنفیہ کے عمرو کے پاس پہنچ کر علمائے حنفیہ کے اسمائے گرامی رسالہ سماعت میں درج کرا دیتے.........مضٰی ما مضٰی.........

اب اڑتیس میں سے چودہ (۱۴) نام علمائے حنفیہ کے فرض ہونے کی وجہ سے اور ساقط ہوئے تب چوبیس نام رہے ان کی بھی حالت دیکھ لیجئے کہ وہ کس وجہ سے اور کس غلط فہمی سے داخل مجوزین ہوئے ہیں۔

اے حضرات.........ان چوبیس ناموں سے جن علماء سے بالتصریح عدم سماعت کی نص

موجود ہے وہ بھی مجوزین سماعت کی فہرست میں شامل نہیں ہو سکتے لیجئے شمار کرتے جائے۔

سید احمد طحطاوی........حسن بن عمار شرنبلالی........ملا علی قاریؒ........مولانا اسحاق مہاجرؒ........مولانا نواب قطب الدینؒ........اگر چہ ان حضرات کی عبارتیں ہمارے رسالہ میں اوپر گزر چکی ہیں تاہم مختصر طور سے ہم یہاں بھی لکھتے ہیں........

☆ پہلے........علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں........ لان المیت لا یسمع ولا یفهم........مردہ نہ سنتا ہے اور نہ سمجھتا ہے۔

☆ حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں........ والمیت لیس کذالک لعدم السماع قال الله تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور ....میت سننے کے قابل نہیں کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے نہیں تم اے نبی قبر والوں کو سنانے والے۔

☆ دوسرے........علامہ شرنبلالی مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں........ قال المحقق ابن الهمامؒ وحمل اکثر مشائخنا ایاه علی المجاز ای من قرب من الموت مبنانه علی ان المیت لا یسمع عندهم .

☆ تیسرے........ملا علیؒ قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں........ ان المیت لا یسمع بنفسه ....مردے میں بالذات قابلیت سننے کی نہیں ہے۔

☆ چوتھے........مولانا اسحاقؒ جو صاف صاف مائۃ مسائل کے چھبیسویں سوال کے جواب میں جو خاص سماعت اموات کے متعلق کیا گیا ہے فرماتے ہیں۔

سوال یہ ہے........سماعت موتی کلام احیاء سوائے سلام در شرع جائز است یا گناہ کدام گناہ۔

جواب میں فرماتے ہیں........پس جوابش اینست کہ نزد اکثر حنفیہ سماعت موتی ثابت نیست۔ پھر اس دعوے پر پانچ بڑی بڑی معتبر کتب فقہ حنفیہ کی عبارتیں دلیل میں لا کر دعوے کو ثابت کیا ہے۔

☆ پانچویں........نواب قطب الدینؒ اپنی جامع تفاسیر سورت ملائکہ میں فرماتے ہیں۔

تنبیہ :۔ جاننا چاہیئے کہ سماع اموات میں اگرچہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن مذہب امام اعظم کا اور اکثر مشائخ ہمارے کا عدم سماع موتی کا ہے دلیل آیت......... **وما انت بمسمع من فی القبور** .... الخ اور کتاب وافی شرح وافی اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ صراحتاً اور اشارتاً کہ قریب تصریح کی ہے اور مستخلص شرح کنز اور عینی شرح کنز اور کفایہ شرح ہدایہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اموات نہیں سنتے ہیں۔

چنانچہ عبارتیں ان سب کی مولانا محمد اسحاق مرحوم نے مائۃ مسائل میں بعینہ نقل کی ہیں جسکو شبہ ہو اس میں دیکھ لے کہ ان سب علماء نے مدلل اس مسئلے کو لکھا ہے اور مخالفین کے جوابوں اور دلیلوں کو خوب طرح رد کیا ہے ختم ہوئی عبارت نواب قطب الدینؒ صاحب کی.........

اب آپ حضرات غور کریں.........جو بزرگ اس شدومد سے سماعت اموات کا انکار کریں ان کو مجوزین سماعت شمار کرنا کتنی بڑی غلطی ہے آپ چوبیس ناموں میں سے پانچ نام اور نکال دیجئے انیس باقی رہے ان انیس میں سے

☆ ایک شیخ جمال مکی ☆ دوسرے عبدالغنیؒ نابلسی ☆ تیسرے علامہ خیرالدینؒ

ان سے عمرو نے اپنے رسالہ سماعت میں صرف کرامات اولیاء کا بعد موت باقی رہنا نقل کیا ہے مسئلہ شرعی سماعت اموات کے متعلق کوئی روائیت نہیں لایا اور کرامات اولیاء خارج از مبحث ہے اس کو مسئلے نزاعیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا یہ تینوں نام بھی خارج کئے جائیں۔

اب رہے ۱۶ نام ان کو خارج کرنے کی یہ صورت ہے کہ قاضی خانؒ اور علامہ نظام الدینؒ جامع عالمگیری سے صوت قرآن سے میت کا مانوس ہونا نقل کیا باقی صاحب فتاوی کبری وبزازیہ اور خزانۃ الروایات شامی طحطاوی امداد الفتاوی کشف الغطاء وغیرہ وغیرہ کو اس وجہ سے مؤلف نے شمار کیا کہ انہوں نے ہرے گھاس کی تسبیح سے میت کا مانوس ہونا لکھا ہے اور صاحب شرح منیہ وغیرہ کو اس وجہ سے کہ انہوں نے ذکر الہی سے میت کا مانوس ہونا لکھا ہے۔

پس اسکا جواب آپ حضرات سن چکے ہیں کہ صوت قرآن یاذ کرالہی یا ہرے گھاس کی تسبیح سے میت کا مانوس ہونا سماعت کیوجہ سے نہیں ہے بلکہ قرآن اور ذکرالہی سے خواہ انسان کی زبان سے ہو یا درخت گھاس کی زبان سے ہو رحمت الہی کے نازل ہونے کا سبب ہوتا ہے اور غضب الہی بھی ان باتوں سے رحمت بن کر نازل ہوتا ہے۔

☆ ابن امیرالحاج نے مدخل میں نقل کیا ہے......... **والقرات اذا قرأت تنزل الرحمة اذ ذاک فلعل ان یلحق المیت من تلک الرحمة شئی ینفعه .**

پس ذکرالہی سے رحمت نازل ہوکر میت کیلئے انس پیدا کرتی ہے جس کا اوپر اس کے موقعہ پر واضح طور سے بیان ہو چکا ہے پس ذکرالہی سے مانوس ہونے کی وجہ سے سماعت اموات ثابت کرنا بڑی غلطی ہے۔

اور پھر ان علماء کو مجوزین کی فہرست میں شمار کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہے بڑا زور لگانے سے ایک شیخ عبدالحق صاحب یا ان کے ساتھ ایک دو اور کوئی کچھ عمرو کی موافقت کریں گے ورنہ خیریت ہے عمرو کے رسالہ موجودہ میں تو کچھ بھی نہیں ہے شاید وہ آیندہ کچھ لکھے گا انشاءاللہ تب دیکھا جائے گا......... یہ عمرو کی پیش کردہ فہرست صرف کم علم لوگوں کو اطمینان دلانے کی غرض سے لکھی گئی ہے ورنہ درحقیقت یہ فہرست کوئی چیز نہیں ہے اہل علم غور کریں.........

قوله :۔اگر بنظر انصاف زید دیکھے گا تو بہتر.........ورنہ.........ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گولے.........

اقول:۔زید نے بہت غور سے عمرو کے رسالہ کو دیکھا سوائے حق چھپانے اور عبارتیں بدلنے کے کچھ نہ پایا اور زید عمرو سے عالمانہ گیند بالا میدان مناظرہ میں کھیلا نے یعنی زبانی مناظرہ کرنے کو اپنی حیات کے آخری حصہ تک اس وقت سے اس وقت تک برابر انشاءاللہ موجود ہے.........جس وقت اور جس گھڑی عمرو کا دل چاہے گیند بالا میدان مناظرہ میں زید سے کھیلے اور اپنے دل کی ہوس پوری کرے۔

قوله:۔ہم بھی دلائل قاطعہ باقیہ کثیرہ پیش کریں گے۔

اقول:۔آپ کو خدا کی قسم ہے آپ بہت سی دلیلیں نہیں بلکہ صرف ایک ہی روائیت صریحہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یا صاحبین سے یا جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے میت کی روح کی سماعت کے متعلق کسی معتبر کتاب سے پیش کریں اور ضرور کریں ورنہ بے دلیل دعوے کرنا چھوڑ دیں۔

تنبیہ:۔مسلمانو......... چونکہ ابھی عمرو مثبت سماعت اموات کے دلائل ختم نہیں ہوئے ہیں اس لئے ہم ابھی اپنے دلائل پیش نہ کریں گے جب عمرو مثبت اپنے دلائل ختم کر چکے گا تب انشاء اللہ العزیز ہمارے دلائل آپکے سامنے پیش ہوں گے۔

لیکن ہم عمرو کی خدمت میں دست بستہ کہتے ہیں کہ ایسے دلائل پیش نہ کریں کہ سوال تو یہ کہ حنفی مذہب میں سماع اموات ثابت ہے یا نہیں جواب یہ کہ سبکی شافعی فرماتے ہیں کہ سماع اموات ثابت ہے اس لغویت کو عمرو معاف رکھے خاص حنفی مذہب سے اور کتب معتبرہ فقہ حنفیہ سے لکھے اور پھر جواب لے۔

قوله:۔مولوی رشید احمد صاحب کا فتوی مہری جو احقر کے پاس موجود ہے وہ نقل کرتا ہوں۔

سوال:۔اموات کی روحیں کہاں رہتی ہیں۔

الجواب:۔ارواح اموات قبور میں رہتے ہیں۔

اقول:۔عمرو چونکہ علمائے اہل تحقیق کی اصطلاحات سے محض ناواقف ہے اس لئے وہ آج تک قبر کے معنی بھی شاید نہ سمجھا ہوگا اور کچھ تو کیا سمجھے گا ہم پہلے عمرو کی یہ غلطی نکال دیں کہ قبر اس گڑھے کا نام نہیں ہے جہاں جسد خاکی کو مدفون کر کے خاک میں ڈالتے ہیں جہاں تک زندہ لوگوں کے ہاتھ پہنچ سکتے ہیں اس گڑھے کو برائے نام یا بطور مجاز قبر کہتے ہیں حقیقی قبر یہ نہیں ہے حقیقی قبر عالم برزخ ہے۔اور دلائل لکھنے سے طوالت ہوگی صرف مولانا شیخ عبدالحق صاحب کا قول نقل کئے دیتے ہیں عمرو غور کرے۔

☆ شرح مشکوٰۃ فارسی شیخ عبدالحق مطبوعہ دہلی ص ۶۲ ج ۱......... و مراد بقبر عالم برزخ

است کہ واسطہ است میاں دنیا وآخرت وتعلق دارد بہر دو مقام نہ گورے کہ مردہ را دراو گور کنند چہ بسا مردگان کہ درآب غرق شوند و درآتش سوختہ کردند و درشکم جانوراں بتحلیل روند۔

اور اہل کشف سید عبدالوہاب شعرانی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ الخفی والجلی سے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر مصری ص ۶۷ ج ۲ میں نقل کرتے ہیں.........فان قلت فما حقیقة برزخ الذی ینتقل الیه بعد الموت فالجواب کما قاله الشیخ فی الباب الثالث والستین من الفتوحات ان حقیقة البرزخ هو صور اسرافیل ....الخ .... فان الله تعالیٰ اذا قبض الارواح من الاجسام الطبیعة اودعها صور اجسدیة فی حفرة البرزخ الذی هو صور اسرافیل.

خلاصہ :۔ شیخ عبدالحقؒ فرماتے ہیں کہ جس گڑھے میں مردے کو دفن کرتے ہیں اس کا نام قبر نہیں بلکہ قبر نام عالم برزخ کا ہے.........

☆ اور سید عبدالوہاب شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ اسرارہما فرماتے ہیں کہ برزخ جس میں مرنے کے بعد روحیں رہتی ہیں وہ حضرت اسرافیل کا صور ہے.........

☆ اب عمرو اہل اللہ کے کلام میں غور کرے وہ غریب آج تک گڑھے کو جس میں مردہ دفن کیا جاتا مٹی میں ملایا جاتا ہے قبر سمجھے بیٹھا ہے۔

☆ پس حضرت سلطان العارفین سید الواصلین حضرت مولانا واستادنا ومرشدنا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد کے فتوی اور تحریر کا یہی مطلب ہے کہ ارواح قبر میں ہیں.........اور مراد قبر سے عالم برزخ اور عالم برزخ اسرافیل کے صور کا نام ہے جیسا کہ اہل کشف کے اقوال سے ثابت ہوا۔

اب بیچارے عمرو کا مطلب خاک میں مل گیا وہ تو ابھی اسی قبر اسی خاکدان پر پھول رکھتا پھرتا ہے اس خیال سے کہ یہاں روح ہوگی وہاں روح جا پہنچی حضرت اسرافیل کی صور میں جیسا کہ اہل کشف اور اہل باطن اولیاء اللہ کے سردار ابن العربی قدس اللہ سرہ وغیرہ نے فرمادیا ہے۔

یہاں یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ حضور ﷺ نے اسی گڑھے میں عذاب ہوتا دیکھا تھا وغیرہ وغیرہ کیونکہ آپ جناب صاحب معجزات تھے حضور ﷺ نے دوزخ اور جنت کو کسوف کی نماز میں مسجد کے محراب میں مسجد کے اندر دیکھا تھا آپ کی حالت اور ہے کیا دوزخ مسجد کے اندر آسکتی اور جنت مسجد میں سماسکتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

اور یہی بات تمام کتب فقہ حنفیہ سے ثابت ہوتی ہے کہ یہ قبر کا گڑھا وہ ہے جس میں صرف خاکی جسد رہتا ہے یہ صرف خاکی قالب کا صندوق ہے جب تک یہ خاکی قالب کس قدر سلامت ہے اسے قبر کہا جائے گا اسکو استعمال میں لانے سے محفوظ رکھا جائے اور جس وقت اور جس مدت میں وہ خاکی قالب خاک ہو جائے زمین کو استعمال میں لانا جائز ہے اور درست ہے۔

☆ دیکھو شامی جلد اول مصری ص ۹۴۵ .... مطلب فی اهداء ثواب القرات للميت قلت تقدم انه اذا بلی المیت وصار ترابا یجوز زرعه والبناء علیه .... جب مردہ گل جائے مٹی ہو جائے قبر پر عمارت بنانا قبر کی زمین پر کھیتی کرنا چلنا پھرنا سب جائز ہو جائیگا۔

☆ عالمگیری جلد اول کتاب الجنائز .... ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه کذا فی التبیین .... عالمگیری میں لکھا ہے کہ جس وقت قبر میں مردہ گل جائے خاک ہو جائے تب اس قبر میں دوسرا مردہ دفن کرنا اس قبر پر مکان بنالینا کھیتی کرنا برتنا قبر کی زمین کا جائز ہے۔

☆ عینی شرح کنز الدقائق فقه حنفی باب الجنائز .... ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبر وزرعه والبناء علیه .... جب میت گل کر مٹی ہو جائے اس زمین کا استعمال میں لانا دوسرے کو دفن کرنا مکان بنانا کھیتی کرنا جائز ہے۔

☆ درمختار کتاب الجنائز میں .... کما جاز زرعه والبناء علیه اذا بلی المیت وصار ترابا زیلعی .... جب میت گل جائے تو اس کی قبر کا استعمال میں لانا درست ہے چاہے مکان بنائے کھیتی کرے دوسرا مردہ دفن کرنے اور اسی طرح بہت سی کتب فقہ حنفیہ میں لکھا ہے۔

اب عمرو سے سوال ہے کہ جب قبر بھی گڑھا ہے جس میں مردے کو لوگ دفن کرتے ہیں اور اس کے نزدیک مولانا المکرّم حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ کے فتوے کا بھی یہی مطلب ہے کہ اسی گڑھے میں روح رہتی ہے پانچ چار برس کے بعد جب لاش خاک ہوئے تو پھر اس زمین اور قبر کو قبر کا حکم کیوں نہ رہا وہاں تو عمارت تک بنانا جائز ہوگیا کیا بدن کے ساتھ روح بھی گل گئی یا یہاں سے کہیں دور چلی گئی مکان بدل لیا پھر جن کو شیر نے کھایا ان کی روح شیر کے پیٹ میں رہتی ہے یا کہاں اور جو لاشیں جلائی گئیں ان کی ارواح کہاں رہتی ہیں ان کیلئے تو کہیں قبر نہیں ہے۔

اب عمرو غور کرے........کہ وہ آج تک قبر کا مطلب بھی نہ سمجھا پھر اگر عمرو کا قول اور خیال کوئی مان لے کہ اسی زمین کے گڑھے میں روح بھی رہتی ہے تب بھی روح کے موجود ہونے سے سماعت کہاں سے ثابت ہوسکتی ہے گو روح اسی گڑھے میں ہو مگر تجلیات الٰہی اور مشاہدات جنت و دوزخ وغیرہ وغیرہ میں مشغول ہوکر اس طرف سے محض بے خبر ہے جیسا کہ اوپر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب کے فتوے کے جواب میں مع بہت سے مثالوں کے جواب گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

قولہ:۔تحریر مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کی بھی ملاحظہ ہو۔

اقول:۔مولانا عبدالحی صاحب بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کا خلاف کرتے ہیں جہاں اور خلاف تھے ایک سماع اموات بھی سہی ان کا قول ہمارے لئے حجت نہیں ہوسکتا........ یہاں حجت امام اعظم کا قول ہے وہ پیش کیجئے نیز مولوی عبدالحی صاحب نے سوائے الفاظ جمع کرنے اور غصہ فرمانے اور عورتوں کی طرح کوسنے کے اور کچھ بھی نہیں لکھا اگر دلیل لکھی تو یہ کہ اموات اور من فی القبور سے آیت میں کفار مردہ دل مراد ہیں مگر یہ یاد رکھے کہ یہ قول شاذ اور خلاف جمہور ہے۔

☆ دیکھو........فتح الباری باب عدۃ اصحاب البدر........وقد اختلف اهل التاويل في المراد بالموتى في قوله تعالى انك لا تسمع الموتى و كذا المراد بمن في

القبور فحملته عائشة على الحقيقة و جعلته اصلا احتاجت الى تاويل قوله ما انتم باسمع لما اقول وهذا قول الاكثر وقيل هو مجاز ۔

پس مولانا لکھنوی جو تاویل اختیار کرتے ہیں یہ جمہور کے خلاف اور شاذ قول ہے پھر قول شاذ اختیار کرنے کے بعد بھی ہم سابق میں مولانا رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد کی تحریر سے اس کا جواب لکھ چکے ہیں کہ یہ استعارہ مصرحہ ہے اس میں فرض ہے کہ وجہ شبہ مشبہ بہ میں اقوی اور اکمل ہو اور مشبہ میں کم اور وہ اس طرح ہے کہ اموات میں سماع مطلق کی نفی لی جائے اور کفار میں سماع قبول کی۔ جیسا کہ اوپر مفصل گزرا اور نہ بلاغت قرآنی میں فرق آئے گا۔

مولانا لکھنوی اپنے جوش میں لکھ گئے قواعد عربیہ کا اس وقت جناب کو خیال نہ رہا نیز فقہائے حنفیہ......... مثل علامہ ابن ہمام وغیرہ صاف لکھتے ہیں کہ جب کفار کو میت سے تشبیہ دیا گیا ہے تب تاوقتیکہ میت میں عدم سماعت نہ مان لیا جائے کسی طرح تشبیہ صحیح نہیں ہو سکتی یہ سب کچھ مفصل اوپر گذر چکا ہے۔

☆ دوسری صورت......... مولانا لکھنوی یہ اختیار کرتے ہیں کہ میت اور من فی القبور سے عرفی میت مراد لی جائے تب بھی آیت میں اسماع محمدی ﷺ کا انکار ہے نہ اسماع خداوندی کا ....الخ۔

اس کا جواب بھی اوپر مفصل گزر چکا ہے کہ اسماع خداوندی کا کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا لیکن اس کا ثبوت حسب قواعد شرعیہ مولانا عبدالحی کیا جہاں بھر بھی مل جائے تو بھی نہیں کر سکتا آیت میں میت کے متعلق اسماع خداوند معلق بالمشیت ہے۔

☆ اور معلق بالمشیت کا مسئلہ مولانا لکھنوی مرحوم نے شرح وقایہ اور ہدایہ کے حاشیے میں خوب حل کیا ہے مگر اس وقت غصے میں آکر بھول گئے ہیں بہر صورت اس کا مفصل جواب اوپر گزر چکا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا جن کتابوں کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں وہ اکثر شافعی مالکی غیر

حنفی لوگوں کی تالیفات سے ہیں جیسے کتاب الروح صارم المنکی وغیرہ وغیرہ سوائے ایک عمدۃ القاری کے کہ یہ حنفی مذہب علامہ عینی کی ہے۔

☆ اور علامہ عینی شرح ہدایہ اور شرح کنز میں صاف صاف سماعت اموات کا انکار کرتے ہیں جس کا دل چاہے عینی شرح کنز الدقائق اور ہدایہ کو دیکھے۔

☆ باقی مولانا لکھنوی فرماتے ہیں کہ مرکر دیکھ لے یہ عورتوں کی طرح کوسنا علمائے کا نہ شیوہ ہے نہ ہم اس کا کوئی جواب دینا پسند کرتے ہیں۔

☆ باقی مولانا عبدالحی صاحب کا فتاوی مطبوعہ موجود ہے اس میں سماعت اموات کا صاف انکار موجود ہے۔

☆ ملاحظہ کیا جائے فتاوی مولانا عبدالحی جلد اول نمبر ۲۷......... عالم وصال میں ان سے دعا کرانے یا واسطے حاجت روائی اپنی کے کسی طرح ان کو تکلیف دینی یہ دستور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں اور زمانہ مجتہدین میں پایا نہیں گیا بناء علیہ ہمارے فقہائے حنفیہ اس میں مختلف ہیں اکثر عدم جواز کے قائل ہیں اس بناء پر کہ سماع موتی ثابت نہیں۔

☆ جیسا کہ کتاب الایمان فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں و مستخلص شرح کنز میں و کفائیہ شرح ہدایہ و درمختار و دیگر فتاوی میں صراحتا و اشارتا لکھا ہے دیکھے جس کا جی چاہے۔

اور واضح رہے کہ یہی مذہب اکثر فقہا کا قابل فتوے زمانے ہمارے کے ہے کیونکہ اس میں احتیاط ہے جیسا کہ واقف کتب فقہ پر مخفی نہیں یہ مجموعہ فتاوے ہر دو جلد مولانا عبدالحی صاحب نے اپنی حیات میں اپنے شاگردوں سے مرتب کرائے تھے جیسا کہ مجموعہ جلد اول کے شروع میں درج ہے ....فتاوے دستخطی مولانائے مرحوم در زبان حیات خود بنفس نفیس در دو مجلد ضخیم از تلمیذان خویش درج کنانیدہ بود.........

☆ اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ عمرو نے کہاں سے مولانا المرحوم کا مذہب سماعت اموات کا لکھ دیا خیر وہ جانے۔

قولہ :۔ اور احقر نے تو بہت ہی کم حوالے دیئے ہیں کہ فتوی دراز نہ ہو جائے انشاء اللہ تعالی اگر کوئی صاحب قلم اٹھادیں گے تو پھر عبارات کا برسنا دیکھیں گے۔

اقول :۔ یہ تیسرا مرتبہ ہے جو عمرو کہتا ہے کہ ابھی ہم بہت سے دلائل پیش کریں گے پس بناء علیہ ابھی ہم نے صرف عمرو کی تردید پر اکتفا کیا ہے اور ہم ابھی بموجب وعدہ عمرو منتظر ہیں کہ وہ کون سے برساتی دلائل برستے اور کس طرح مذہب حنفیہ میں سماعت اموات ثابت کرتے ہیں یا صرف گرجتے ہی ہیں برستے نہیں۔

بہرصورت.........ہم منتظر ہیں.........جب عمرو اپنے دلائل سماعت اموات پورے لکھ چکے گا تب انشاء اللہ العزیز ہم بطور تبرع عدم سماعت کے دلائل لکھیں گے یہاں تک جوابات عمرو کے رسالے کے ختم ہوئے اب آئندہ جو کچھ اور عمرو لکھے گا اس کا جواب بھی انشاء اللہ دیا جائے گا۔

التماس :۔ حضرات........علماء پر مخفی نہیں ہے کہ مسئلہ سماعت میں عمرو مثبت ہے اور زید منکر یا نافی اور قاعدے مناظرہ سے مثبت کے ذمہ ثبوت پیش کرنا لازم ہوتا ہے ....پس اب عمرو صرف ایک روائیت حضرت امام اعظم رحمہ اللہ یا صاحبین رحمہم اللہ یا جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالی سے میت کی روح کی سماعت کے متعلق کسی معتبر کتاب سے پیش کرے ابھی فیصلہ ہے۔

تنبیہ :۔ آئندہ عمرو حنفی لوگوں کی سوا شافعی مالکی حنبلی غیر مقلدین وغیرہ کے اقوال نہ لکھے اور نہ معجزات کرامات دلیل پیش کرے ہاں بحث حنفی مذہب سے ہے فقہ حنفیہ سے جس قدر چاہے دلائل لکھے چونکہ عمرو اپنے رسالہ میں تین چار جگہ بہت زور سے دعوے کرتا ہے کہ ہم ابھی بہت سے عبارات سماع موتی کے ثبوت میں برسانے اور کثرت سے دلائل پیش کرنے والے ہیں۔

اس لئے زید نے سردست اپنے دلائل کو ملتوی کیا ہے عمرو جب اپنے دلائل ختم کرے گا تب زید بھی اپنے دلائل انشاء اللہ آپ حضرات کے سامنے پیش کرے گا.........نیز عمرو کو واضح رہے کہ جو عبارت دلیل میں پیش کرے کتاب کا نام مطبع وغیرہ کا پتہ صفحہ سطر کا نمبر لکھے سابق کی طرح خلاف گوئی اختیار نہ کرے کتابوں کے نام غلط نہ لکھے.........وما علینا الا البلاغ.........

﴿مؤلف عمرو صاحب توجہ فرمائیں﴾

آپ ضرور اپنی مستعدی ظاہر کریں گے معتقدوں کے قائم رکھنے کیلئے ضرور قلم اٹھائیں گے.........مگر اب جناب کی تحریر میدان مناظرہ میں پیش ہوتی ہے نہ صرف مریدوں میں لہذا یہ چند شرطیں ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

اول:۔حوالہ جھوٹا نہ ہو جس کتاب کا نام تحریر میں قلم بند کیا جائے عندالطلب فوراً وہی کتاب دکھائی جائے اور تصحیح نقل کا ذمہ فارغ کیا جائے۔

دوم:۔شافعی حنبلی مالکی غیر مقلدین کے اقوال نہ پیش ہوں زید حنفی ہے وہ ان اقوال کو تسلیم نہیں کرے گا۔

سوئم:۔مسئلہ سماع اموات کا ثبوت امام اعظم یا صاحبین یا جمہور فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عبارات سے ثابت کیا جائے۔

چہارم:۔جو عبارت بطور ثبوت پیش ہو وہ صاف اور صریح لفظوں میں سماعت روح کو ثابت کرتی ہو اس میں اپنا قیاس شامل نہ کیا جائے.........ہاں اگر قیاس ہو تو امام اعظمؒ یا صاحبینؒ کا قیاس ہو نہ عمرو بکر کا۔

پنجم:۔تحریر مہذب الفاظ میں ہو ورنہ ترکی بترکی میں بات بڑھ جائے گی۔

ششم:۔اگر عمرو مقلد نہیں ہے غیر مقلد یا خود مجتہد ہے تب حدیث نقل کرے اس کا اسناد پھر اسناد کی توثیق ساتھ میں لکھے ورنہ لکھنا بیکار ہوگا۔

ہفتم:۔جس کتاب سے عبارت لکھے کتاب کا نام باب صفحہ کا نمبر پوری تشریح کرے ورنہ حوالہ غلط سمجھا جائے گا۔

ہشتم:۔عمرو باقی دلائل سماعت روح کے ثبوت کے پیش کرے یا اعلان کرے کہ میرے پاس دلائل ثبوت سماع نہیں رہے تب فوراً ہی زید اپنے دلائل شائع کردے گا.........عمرو کو مکرر سکرر مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علیہ یا صاحبین رحمہما اللہ سے صرف ایک ہی

روائیت سماعت اموات کی اگر چہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو ہمارے سامنے پیش کرے تب ہم اسی وقت سماعت اموات کا مسئلہ تسلیم کرنے پر تیار ہیں.........

اور چونکہ عمرو مثبت سماعت ہے اسلئے اس پر دلیل پیش کرنا فرض ہے عمرو کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ مانعین سماعت سے دلیل طلب کرے۔ عمرو کا مانعین سے دلیل طلب کرنا سراسر علم مناظرہ سے ناواقفی ہے۔

ہاں جب عمرو دلائل سے لاچار ہو جائے گا تب مانعین انشاء اللہ اپنے دلائل خود پیش کریں گے.........اب عمرو باقی دلائل شرائط مذکورہ بالا کے ساتھ جلد پیش کرے یا اقرار عجز کرے تب جلد فیصلہ ہو جائے گا۔

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی اصحاب محمد وعلی اولیاء امت محمد وبارک وسلم .

﴿ضروری اطلاع﴾

اے حضرات........اتنا آپ صاحبان کو سمجھنا ضروری ہے کہ بعض حضرات علماء حنفیہ سماعت اموات کے مسئلہ کی نسبت یہ ارشاد کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مذہب حنفیہ میں سماعت اموات کا مسئلہ اختلافی ہے بلکہ حنفی مذہب میں مردوں کا نہ سننا اتفاقی مسئلہ ہے تمام فقہ حنفیہ میں اس مسئلہ کو صاف طور سے لکھا ہے بلکہ مراد سماع موتی کے مسئلہ کے اختلافی ہونے سے یہ ہے کہ مذہب حنفیہ اور مذہب شافعیہ کا باہم اختلاف ہے.........

بعضے شافعی مذہب والے سماعت اموات کے قائل اور جمہور فقہائے حنفیہ عدم سماعت کے قائل ہیں اور شافعیوں کا حنفیوں سے اختلاف کرنا حنفیوں کو کچھ مضرت نہیں پہنچاتا اور اگر شافعی اور حنفی کا اختلاف کچھ مضرت پہنچانے والا قرار دیا جائے پھر تو ہزار ہا مسائل میں جو حنفیہ شافعیہ کا اختلاف ہے ان سارے مسئلوں میں آپ کیا کہیں گے........کیا ان مسائل کو اختلافی کہہ کر حنفی مذہب کی تقلید چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کریں گے یا غیر مقلد ہونا پسند کریں گے........نہیں نہیں ہرگز نہیں.........حنفی مذہب بالکل ایک اسطرف سے مطمئن ہوا بیٹھا ہے اور علی الاعلام عدم سماعت کا حکم جاری کرتا ہے حنفیوں کو جسکا قبول کرنا لازم ہے.........ہاں غیر مذہب قبول کرے نہ کرے اسے اختیار ہے۔

جمہور علمائے دیوبندؒ کے فیصلے:۔

اب بعض مقدس علماء کی مہریں جو بالتصریح عدم سماعت موتی کو حنفی مذہب فرما کر حنفی مذہب کی رو سے عدم سماعت کے قائل ہیں ان کے اسمائے گرامی ان کی پاک مہریں ان کے متبرک دستخط آپکے سامنے بغرض زیارت پیش کئے جاتے ہیں........اور یہ مہریں اور دستخط بہت ہی کم نہایت قدر قلیل درج ہوئی ہیں انشاء اللہ العزیز کسی دوسرے موقعہ پر آپ کو مہروں کی کثرت دکھائی جائے گی۔

مواہیر دستخط مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند:

مواہیر و دستخط حضرات علمائے کرام وصوفیہ ہائے عظام مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند .... خلدالله فیوضهم الی یوم القیامة معه عبارات .

اقول :۔ وباللہ التوفیق مسئلہ سماع موتی مختلف فیہا ہے لیکن مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب واتباع کا عدم سماع موتی ہے۔

بدلیل قوله تعالیٰ ....انک لا تسمع الموتی وقوله تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور قال فی درالمختار واما الكلام فلان المقصود منه الافهام والموت ينافيه الى ان قال فانه شبه فيهما الكفار بالموتى لافادته بعد سماعهم وهو فرع سماع الموتى هذا حاصل ما ذكره فى الفتح .... واضح.

خلاصۂ کلام :۔ الغرض مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور انکے اصحاب کا عدم سماع اموات ہے اور باعتبار روائیت اور درائیت کے یہی راجح ہے جیسا کہ حضرت راس المحققین مولانا رشید احمد محدث گنگوہی کی تحقیق سے ثابت ہے حیث قال رحمہ اللہ لہذا حسب قاعدہ مرجح عدم سماع ہے فقط واللہ اعلم کتبہ ''عزیز الرحمن عفی عنہ'' مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

مہر حضرت ملک العلما سلطان الاتقیاء سرتاج فقہا و محدثین حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب، الا زالت ارشاداتہ الی قیام القیامہ باقیہ۔ ''محمود حسن''

دستخط مولانا واولانا حضرت مولوی محمد انور شاہ صاحب فاضل بے بدل عالم بے مثل سلمہ اللہ۔ ''محمد انور شاہ''

مواہیر و دستخط علماء کرام سہارن پورہ:۔

مواہیر علماء کرام سہارن پور و دستخط حضرات علمائے کرام و بزرگان عظام مدرسہ مظاہر

العلوم سہارنپور الجواب صحیح۔ ''عبدالوحید عفی عنہ''

دستخط حضرت سلطان المناظرین افضل الفقہائے والمحدثین نائب سید المرسلین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد ادام اللہ فیوضہم الصمد۔ ''خلیل احمد''۔

دستخط مولوی مفتی مولانا محمد یحیی صاحب خلف الصدق حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل جھجانوی قدس سرہ العزیز۔ ''محمد یحیی عفی عنہ'' صحیح الجواب ''عبداللطیف عفی عنہ''

الجواب صحیح دستخط مولانا مولوی عبداللطیف صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور صحیح الجواب ''محمد الیاس'' مدرس مدرسہ سہارنپور۔

دستخط مولانا مولوی ''ثابت علی'' صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور، دستخط مولانا مولوی ''ظفر احمد'' صاحب تھانوی، دستخط مولانا مولوی ''عنایت الٰہی'' صاحب مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

﴿مواہیر ودستخط حضرات علماء کرام امروہہ ضلع مرادآباد﴾

عبارت حضرت عمدۃ الخلف بقیۃ السلف عالم اکمل فاضل اجل سید احمد حسن صاحب امروہی شاگرد رشید حضرت سلطان العلماء عالی جناب مولانا واولانا مولوی محمد قاسم قدس اللہ سرہ العزیز فما حققہ المحقق الکامل المحدث الفقیہ و الفاضل البنیہ شیخ الوقت مولانا رشید احمد امطر اللہ علیہ شائیب الرحمہ ھو الالحق بالمقبول وھو الا وفق بالمذھب والالیق بالافتاء .... یعنی جو کچھ عدم سماعت اموات کے متعلق حضرت مولانا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد نے تحریر فرمایا ہے اور عدم سماعت اموات مذہب امام اعظم ارشاد کیا ہے یہی قول اور یہی مذہب قبول کرنے کے لائق اور قول عدم سماعت اموات کا فتوے دینے کے قابل ہے.........

مہر حضرت مولانا مولوی سید ''احمد حسن'' امروہی حسینی صابری چشتی نقشبندی المجدی

مداللہ فیوضہم ۔صحیح الجواب بلاارتیاب ''محمد عبدالعزیز'' مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ الجواب حق والحق احق بالاتباع ''رضاحسن'' مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ........الجواب صحیح ، ''محمد امین'' مدرس مدرسہ اسلامیہ امروہہ۔

مواہیر ودستخط علمائے بریلی:۔

قد صح باجاب شیخ المحدثین المولانا رشید احمد صاحب محمد یٰسین مہتمم مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی میرے نزدیک عدم سماعت کا قول معتمد اور محتاط اور قابل تعامل ہے۔ ''محمد اشرف علی'' مدرس مدرسہ اشاعۃ العلوم بریلی۔

واقعی جو جواب حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا واجب التسلیم ہے اور اکثر محققین بھی اس طرف گئے ہیں اور حضرت مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی کا بھی یہی مسلک ہے۔

''عبدالکریم'' مدرس مدرسہ اشاعت العلوم بریلی ''حمید الدین سجاد علیخان'' بریلوی ''عبدالعزیز خان''، ''عبداللہ عفی عنہ'' لاریب جمہور حنفیہ کرام کے نزدیک سماع موتی ثابت نہیں ہے، ''محمود غفرلہ''

مواہیر ودستخط علماء گلاوٹھی ضلع بلندشہر:۔

بمذہب امام اعظم امام الائمہ امام ابوحنیفہؒ سماع موتی ثابت نہیں ہے۔

العبد ''غلام نبی عفی عنہ'' مدرس مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی ضلع بلندشہر........الجواب صحیح ''محی الدین احمد عفی عنہ'' مہتمم ومدرس مدرسہ اسلامیہ گلاوٹھی۔

والجواب المذکور حق والحق احق ان یتبع ' 'کریم بخش عفی عنہ'' مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ گلاوٹھی ضلع بلندشہر۔

دستخط عالم اکمل فاضل اجل جامع المعقول والمنقول مولانا مولوی ''ماجد علی'' صاحب مدرس مدرسہ قصبہ مینڈھو........لازالت انوار شمسہ طالعۃ علینا الی یوم

القيامة .

مواہیر و دستخط علماء شہر میرٹھ:۔

مارقمه المجیب اللبیب فهو انسب واصوب والله تعالیٰ اعلم "محمد اسحاق عفی عنہ" مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ شہر میرٹھ۔

مواہیر و دستخط علمائے ضلع سورت:۔

محمد اسحٰق ناظم از مدرسہ تعلیم الدین واقع سورت بندہ "محمد احمد عفی عنہ" خادم اہل وطن ، "احمد حسن" مدرسہ تعلیم الدین احمد

مواہیر و دستخط علمائے تھانہ بھون ضلع مظفر نگر:۔

دستخط فاضل اجل عالم باعمل مولانا مولوی "اشرف علی" صاحب تھانوی لازالت انوار شمسه طالعه علینا الی یوم القیامة،

مواہیر و دستخط حضرات علمائے دہلی:۔

ماجاب به خاتم المحققین سند المحدثین مولانا رشید احمد المحدث قدس سره .... هو الاوفق بمذهب الحنفية والراجح بحسب الدليل والله اعلم كتبه العبد المسكين .

"محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ" مدرس المدرسہ الامینیہ الدعوۃ ، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا جواب بہت درست ہے "محمد قاسم عفا عنہ" مدرسہ امینیہ دہلی واقع سنہری مسجد الجواب صواب، "عبداللہ" مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی ....

الجواب صحیح ۔ "انظار حسین عفی عنہ" مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ..... الجواب صحیح ، "عبدالغنی عفی عنہ" .... الجواب صواب بلاریب ، "ضیاء الحق عفی عنہ" مدرسہ امینیہ دہلی .... عدم سماعت موتی کو ترجیح ہے۔ "محمد عبدالغفور دہلوی" ماقال ملک العلما سلطان

الاتقیازین المفسرین راس المحدثین مولانا رشید احمد گنگوھی طاب اللہ ثراہ ھوالا صح وھو مذھب اکثر مشائخنا رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین "بندہ احمد سعید عفااللہ عنہ"

واعظ دہلوی الجواب صحیح "بندہ ظہیر الدین عفاعنہ" نگینوی مقیم در مسجد اونچی محلہ تیلی واڑہ.........

ماحکم واجاب بہ راس المحدثین تاج الفقھا والمفسرین مولانا رشید احمد علی الرحمتہ من اللہ الصمد ھوالحق بحسب الدلائل الراجحہ ھوالاوفق بمذھب الحنفیۃ والحق احق بالاتباع لان الحق یعلو ولا یعلی۔

حررہ العبد الراجی الی رحمۃ اللہ المنان محمد حبیب الرحمن عفی عنہ دہلوی ....فی الواقع عدم سماع اموات کو مذہب حنفیہ میں ترجیح ہے۔ محمد عبدالعلی عفااللہ عنہ دہلوی الجواب صواب، محمد میاں مدرس مدرس مدرسہ حسینہ دہلی فاضل مجیب نے جس قید کے ساتھ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب کے رسالہ کا جواب دیا ہے نہایت صحیح ہے، عبدالسلام دہلوی۔

....

تمت بالخیر

نـــــوٹ:۔جھوٹ سچ کی پہچان حق باطل کا امتحان اہل علم یوں کر سکتے ہیں کہ جس قدر حوالے عمرو مؤلف رسالہ درثبوت سماعت اموت نے اپنے رسالہ میں لکھے ہیں وہ سب اصل کتابوں سے ملا دینا ذمہ عمرو کا ہے.........اور جس قدر حوالے زید نے اپنے رسالہ عدم سماعت میں دیئے ہیں ان کا اصل کتابوں سے ملا دینا ذمہ زید کا ہے.....جو ان میں سے پہلو تہی کرے وہ جھوٹا ہے.....

نوٹ:۔ جملہ حضرات اہل علم کی خدمت میں التماس ہے کہ مؤلف کاتب کا لفظی غلطیوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔حتی الوسع غلطیاں درست کی گئیں آئندہ جو اور غلطیاں باقی رہ گئی ہوں آپ حضرات خود درست کرلیں۔البتہ معنوی غلطیوں کا مؤلف ذمہ وار ہے۔

تفصیلی فہرست مضامین کشف مظالطات

التماس	۹	شرط چہارم	۲۰
سوالات وجوابات	۱۲	شرط پنجم	۲۰
سوال	۱۲	شرط ششم	۲۰
الجواب	۱۲	مولنا کی چند غلطیاں	۲۰
مکتوب پنجم بجواب سوالات	۱۲	پہلی غلطی	۲۰
سوال	۱۲	دوسری غلطی	۲۱
الجواب	۱۲	خلاصہ	۲۱
تنبیہ	۱۳	تیسری غلطی	۲۲
سوال	۱۴	چوتھی غلطی	۲۳
جواب	۱۴	روائیت حجاب کا راوی کون؟	۲۳
سبب تالیف	۱۵	پانچویں غلطی	۲۴
تمہید	۱۸	عذر	۲۵
محل نزاع	۱۹	عین انصاف	۲۶
شرائط مناظرہ	۱۹	عرض اول	۲۶
شرط اول	۱۹	عرض دوم	۲۶
شرط دوم	۱۹	عرض سوم	۲۶
شرط سوم	۲۰	عرض چہارم	۲۶
خلاصہ	۲۰	چھٹی غلطی	۲۷
چیلنج	۲۰	شیخ جلال الدینؒ کی قسطلانیؒ کو سزا	۲۸

حکایت ایک محدث	۲۹	اقول	۳۹
بے دیکھی کتابوں کے حوالوں کی فہرست	۲۹	امام اعظمؒ اور عدم سماع موتی	۳۹
ساتویں غلطی	۲۹	قولہ	۳۹
حوالہ دو انعام لو	۲۹	اقول	۳۹
آٹھویں غلطی	۳۲	خلاصہ	۳۹
ابن حزم کی صحابیت	۳۲	متعصب کون؟	۳۹
نویں غلطی	۳۳	پہلا تعصب	۳۹
دسویں غلطی	۳۳	دوسرا تعصب	۴۰
گیارھویں غلطی	۳۴	تیسرا تعصب	۴۰
بارھویں غلطی	۳۴	چوتھا تعصب	۴۰
ترجمہ قرآن میں تحریف	۳۵	پانچواں تعصب	۴۰
عمرو مثبت سماع کے سوال کی اصلاح	۳۵	چھٹا تعصب	۴۰
حنفی مذہب اور سماع موتی	۳۶	ساتواں تعصب	۴۰
مذہب حنفی میں سماع موتی کا ثبوت	۳۷	قولہ	۴۱
قولہ	۳۷	اقول	۴۱
اقولہ	۳۷	قولہ	۴۲
قولہ	۳۸	اقول	۴۲
اقول	۳۸	منقبت سیدہ عائشہؓ	۴۲
قولہ	۳۸	منکرین سماع موتی	۴۲

قولہ	۴۳	نواں اعتراض بمع جواب	۵۳
اقول	۴۳	دسواں اعتراض بمع جواب	۵۴
قولہ	۴۳	گیارھواں اعتراض بمع جواب	۵۴
اقول	۴۳	بارھواں اعتراض بمع جواب	۵۵
فرقہ معتزلیہ صالحیہ	۴۴	خلاصہ	۵۵
قولہ	۴۴	تیرھواں اعتراض بمع جواب	۵۶
اقول	۴۴	تیرھواں اعتراض بمع جواب	۵۶
قولہ	۴۴	قولہ	۵۶
اقول	۴۴	اقول	۵۶
قولہ	۴۵	قولہ	۵۸
اقول	۴۵	اقول	۵۸
پہلا اعتراض بمع جواب	۴۵	مسئلہ سماع موتی ملا علی قاری سے قبل	۵۸
دوسرا اعتراض بمع جواب	۴۶	قولہ	۵۸
تیسرا اعتراض بمع جواب	۴۷	اقول	۵۸
چوتھا اعتراض بمع جواب	۴۷	قولہ	۵۹
پانچواں اعتراض بمع جواب	۴۸	اقول	۵۹
چھٹا اعتراض بمع جواب	۴۸	پہلی غلطی	۵۹
ساتواں اعتراض بمع جواب	۵۰	دوسری غلطی	۶۰
آٹھواں اعتراض بمع جواب	۵۲	تیسری غلطی	۶۰



چھوتھی	۶۱	چوتھی غلطی	۶۸
خلاصہ	۶۱	پانچویں غلطی	۶۸
پانچویں غلطی	۶۱	قولہ	۶۹
قولہ	۶۲	اقول	۶۹
اقول	۶۲	پہلا اعتراض	۶۹
قولہ	۶۲	دوسرا اعتراض	۶۹
اقول	۶۳	قولہ	۷۰
قولہ	۶۳	اقول	۷۰
اقول	۶۳	قولہ	۷۰
پہلی غلطی	۶۳	اقول	۷۰
دوسری غلطی	۶۴	پہلا اعتراض	۷۰
تیسری غلطی	۶۴	دوسرا اعتراض	۷۰
پیشن گوئی	۶۴	تیسرا اعتراض	۷۰
چوتھی غلطی	۶۵	چوتھا اعتراض	۷۰
پانچویں غلطی	۶۵	قولہ	۷۱
دس ورقہ رسالہ کی حالت	۶۶	اقول	۷۱
پہلی غلطی	۶۶	قولہ	۷۱
دوسری غلطی	۶۶	اقول	۷۱
تیسری غلطی	۶۸	قولہ	۷۲

اقول	۷۲	قولہ	۸۲
قولہ	۷۳	اقول	۸۲
اقول	۷۳	قولہ	۸۲
اقول	۷۵	اقول	۸۲
تنبیہ	۷۷	قولہ	۸۲
خلاصہ	۷۷	اقول	۸۲
قولہ	۷۷	مقولہ	۸۲
اقول	۷۷	زید کا مذھب	۸۲
قولہ		خلاصہ	۸۳
اقول	۷۸	خلاصہ	۸۳
قولہ	۷۹	خلاصہ	۸۴
خلاصہ	۷۹	خلاصہ	۸۴
اقول	۷۹	خلاصہ	۸۵
اعلان یعنی چیلنج	۸۱	خلاصہ	۸۵
وجوھات اربعہ	۸۱	خلاصہ	۸۵
وجہ اول	۸۱	خلاصہ	۸۵
وجہ ثانی	۸۱	خلاصہ	۸۶
وجہ ثالث	۸۱	خلاصہ	۸۷
وجہ رابع	۸۲	قولہ	۸۸



اقول	۸۸	خلاصہ	۹۸
خلاصہ	۸۹	خلاصہ	۹۸
خلاصہ	۸۹	خلاصہ	۹۸
قولہ	۸۹	خلاصہ	۹۹
اقول	۸۹	قولہ	۹۹
خلاصہ	۹۰	اقول	۹۹
خلاصہ	۹۰	خلاصہ	۱۰۱
خلاصہ	۹۱	خلاصہ	۱۰۲
قولہ	۹۲	خلاصہ	۱۰۲
اقول	۹۲	خلاصہ	۱۰۳
مقولہ خفق نعال اور علمائے حنفیہ	۹۲	خلاصہ	۱۰۴
قولہ	۹۴	خلاصہ	۱۰۴
اقول	۹۴	خلاصہ	۱۰۵
معجزۃ	۹۵	قولہ	۱۰۵
خلاصہ	۹۶	اقول	۱۰۵
خلاصہ	۹۶	قولہ	۱۰۵
خلاصہ	۹۷	اقول	۱۰۶
خلاصہ	۹۷	قولہ	۱۰۶
خلاصہ	۹۷	اقول	۱۰۶

خلاصہ	۱۰۸	قولہ	۱۱۴
خلاصہ	۱۰۸	اقول	۱۱۴
خلاصہ	۱۰۹	قولہ	۱۱۴
قولہ	۱۱۰	اقول	۱۱۴
اقول	۱۱۰	مسئلہ سماع موتی متاخرین علماء کی نظر میں	۱۱۴
قولہ	۱۱۰	تصریحات فقہائے حنفیہ	۱۱۶
اقولہ	۱۱۰	خلاصہ	۱۱۶
قولہ	۱۱۱	خلاصہ	۱۱۶
اقول	۱۱۱	خلاصہ	۱۱۶
روایات عمرو میں چند سقم	۱۱۲	قولہ	۱۱۷
پہلا سقم	۱۱۲	اقول	۱۱۷
خلاصہ	۱۱۲	انعام چیلنج	۱۱۷
دوسرا سقم	۱۱۳	فی روائیت کا انعام	۱۱۷
خلاصہ	۱۱۳	رخصت	۱۱۸
تیسرا سقم	۱۱۳	قولہ	۱۱۸
خلاصہ	۱۱۳	اقول	۱۱
خلاصہ	۱۱۳	قولہ	۱۱۹
قولہ	۱۱۴	اقول	۱۱۹
اقول	۱۱۴	قولہ	۱۹

عالمگیری کی عبارت غیب؟	۱۱۹	دوسرا جواب	۱۲۸
خلاصہ	۱۲۰	تیسرا جواب	۱۲۸
اعتراض	۱۲۱	خلاصہ	۱۲۹
پہلا جواب	۱۲۱	چوتھا جواب	۱۲۹
دوسرا جواب	۱۲۱	قولہ	۱۳۰
خلاصہ	۱۲۱	اقول	۱۳۰
خلاصہ	۱۲۲	مسئلہ قبروں پر پھول چڑھانا	۱۳۱
تیسرا جواب	۱۲۲	خلاصہ	۱۳۲
خلاصہ	۱۲۳	خلاصہ	۱۳۴
خلاصہ	۱۲۴	قولہ	۱۳۴
فیصلہ امام اعظمؒ وجمہور فقہائے حنفیہؒ	۱۲۴	اقول	۱۳۴
عمرو مؤلف کی غلط بیانی	۱۲۵	قولہ	۱۳۶
قولہ	۱۲۶	اقول	۱۳۶
قول	۱۲۶	قولہ	۱۳۶
قولہ	۱۲۷	اقول	۱۳۶
اقول	۱۲۷	خلاصہ	۱۳۶
قولہ	۱۲۷	خلاصہ	۱۳۶
اقول	۱۲۷	خلاصہ	۱۳۷
پہلا جواب	۱۲۸	خلاصہ	۱۳۷

خلاصہ	۱۳۷	خلاصہ	۱۴۲
خلاصہ	۱۳	خلاصہ	۱۴۲
خلاصہ	۱۳۸	خلاصہ	۱۴۳
خلاصہ	۱۳۸	خلاصہ	۱۴۳
قولہ	۱۳۸	جوابات قول بیضاوی	۱۴۴
اقول	۱۳۸	سوال	۱۴۵
خلاصہ	۱۳۹	جواب	۱۴۵
قولہ	۱۳۹	خلاصہ	۱۴۶
اقول	۱۳۹	خلاصہ	۱۴۷
قولہ	۱۴۰	خلاصہ	۱۴۷
اقول	۱۴۰	قولہ	۱۴۷
قولہ	۱۴۰	اقول	۱۴۷
اقول	۱۴۰	خلاصہ	۱۴۹
قولہ	۱۴۱	خلاصہ	۱۵۰
اقول	۱۴۱	قولہ	۱۵۰
قولہ	۱۴۱	اقول	۱۵۰
اقول	۱۴۱	قولہ	۱۵۰
قولہ	۱۴۱	اقول	۱۵۱
اقول	۱۴۲	قولہ	۱۵۱

اقول	۱۵۱	اقول	۱۶۰
قولہ	۱۵۱	قولہ	۱۶۰
اقول	۱۵۱	اقول	۱۶۱
قولہ	۱۵۳	قولہ	۱۶۱
اقول	۱۵۳	اقول	۱۶۱
خلاصہ	۱۵۴	قولہ	۱۶۱
قولہ	۱۵۵	اقول	۱۶۱
اقولہ	۱۵۵	قولہ	۱۶۲
قولہ	۱۵۶	اقول	۱۶۲
اقول	۱۵۶	خلاصہ	۱۶۳
قولہ	۱۵۶	خلاصہ	۱۶۵
اقول	۱۵۶	خلاصہ	۱۶۷
خلاصہ	۱۵۸	قولہ	۱۶۸
خلاصہ	۱۵۸	اقول	۱۶۸
قولہ	۱۵۸	قولہ	۱۶۸
اقول	۱۵۸	اقول	۱۶۸
قولہ	۱۵۹	قولہ	۱۶۹
اقول	۱۵۹	اقول	۱۶۹
قولہ	۱۶۰	سوال	۱۶۹

جواب	١٦٩	اقول	١٧٥
خلاصہ	١٦٩	سوال	١٧٥
پہلی مثال	١٧٠	جواب	١٧٥
دوسری مثال	١٧٠	قولہ	١٧٥
تیسری مثال	١٧٠	اقول	١٧٥
چوتھی مثال	١٧١	قولہ	١٧٦
پانچویں مثال	١٧١	اقول	١٧٦
چھٹی مثال	١٧١	قولہ	١٧٧
قولہ	١٧٢	اقول	١٧٧
اقول	١٧٢	کفار بدر سے کلام تو معجزہ تھا	١٧٧
قولہ	١٧٢	قولہ	١٧٨
اقول	١٧٢	اقول	١٧٨
قولہ	١٧٣	قولہ	١٧٨
اقول	١٧٣	اقول	١٧٨
قولہ	١٧٤	قولہ	١٧٩
اقول	١٧٤	اقول	١٧٩
قولہ	١٧٤	قولہ	١٧٩
اقول	١٧٤	اقول	١٧٩
قولہ	١٧٥	قولہ	١٨٠

اقول	۱۸۰	قولہ	۱۸۹
قولہ	۱۸۱	اقول	۱۸۹
اقول	۱۸۱	قولہ	۱۹۰
قولہ	۱۸۱	اقول	۱۹۰
اقول	۱۸۱	قولہ	۱۹۱
قولہ	۱۸۲	اقول	۱۹۱
اقول	۱۸۲	قولہ	۱۹۲
قولہ	۱۸۳	اقول	۱۹۲
اقول	۱۸۳	قولہ	۱۹۳
قولہ	۱۸۳	اقول	۱۹۳
اقول	۱۸۳	قولہ	۱۹۳
قولہ	۱۸۴	اقول	۱۹۳
اقول	۱۸۴	خلاصہ	۱۹۴
قولہ	۱۸۴	خلاصہ	۱۹۴
اقول	۱۸۴	قولہ	۱۹۵
قولہ	۱۸۴	اقول	۱۹۵
قولہ	۱۸۵	قولہ	۱۹۵
اقول	۱۸۵	اقول	۱۹۵
خلاصہ	۱۸۸	قولہ	۱۹۶

اقول	١٩٦	قولہ: اقول	٢١١
قولہ	١٩٧	قولہ: اقول	٢١٢
اقول	١٩٧	خلاصہ	٢١٢
قولہ	١٩٧	دلیل اول	٢١٢
اقول	١٩٧	دلیل ثانی	٢١٣
نتیجہ	٢٠٠	خلاصہ	٢١٨
اہل علم فیصلہ کریں	٢٠٠	اقول	٢٢٣
قولہ	٢٠١	تنبیہ	٢٢٧
اقول	٢٠١	مؤلف عمرو صاحب توجہ فرمائیں	٢٣٦
قولہ	٢٠٢	ضروری اطلاع	٢٣٨
اقول	٢٠٢	جمہور علماء دیوبندؒ کے فیصلے	٢٣٨
خلاصہ	٢٠٣	مواہیر دستخط مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند	٢٣٩
سوال	٢٠٣	خلاصۂ کلام	٢٣٩
پہلا اعتراض	٢٠٨	مواہیر و دستخط حضرات علماء کرام	٢٤٠
دوسرا اعتراض	٢٠٨	مواہیر و دستخط علماء گلاؤٹھی ضلع بلند شہر	٢٤١
تیسرا اعتراض	٢٠٩	مواہیر و دستخط علماء شہر میرٹھ	٢٤٢
قولہ	٢٠٩	مواہیر و دستخط علمائے ضلع سوات	٢٤٢
اقول	٢٠٩	مواہیر و دستخط علماء تھانہ بھون	٢٤٢
قولہ: اقول	٢١٠	مواہیر و دستخط علمائے دہلی	٢٤٢

مسئلہ سماع موتیٰ اور اکابرین علمائے دیوبند

یعنی

تصدیقات وفتاویٰ جات مندرجہ ذیل اکابرین دیوبند

☆ امام العلماء حضرت مولانا علامہ ظفر احمد صاحب تھانویؒ

☆ مبلغ اسلام حضرت مولانا الیاس صاحب سہارنپوریؒ

☆ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ

☆ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ

☆ سلطان المحدثین حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ

☆ سلطان المناظرین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ

☆ مفتی اعظم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ

☆ استاد العلماء حضرت مولانا محمد میاں صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی

☆ استاد العلماء حضرت مولانا ماجد علی صاحب مدرس مدرسہ قصبہ مینڈھو

☆ استاد العلماء حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ صاحب مہتمم مظاہر العلوم سہارنپور

☆ عمدۃ الخلف بقیۃ السلف حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہیؒ

☆ خطیب علمائے دیوبند حضرت مولانا احمد سعید صاحب واعظ دہلوی دیوبندیؒ

☆ سلطان الاولیاء سرتاج الفقہاء محدثین حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ